بسم اللہ الرحمن الرحیم

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ [ابن ماجہ: ۲۲۴ عن انس رضی اللہ عنہ]

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

دینیات

DEENIYAT

سال نہم

پہلا ایڈیشن

ماہِ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ماہِ اپریل ۲۰۱۲ء

Compiler	مرتب
AHEM Charitable Trust	اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

Contact : Idara-e-**DEENIYAT**, Opp. Maharashtra College, Bellaisis Road, Mumbai Central, Mumbai - 400 008

Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144

Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com

دینیات

DEENIYAT

طالب علم کا نام: --

گھر کا مکمل پتہ اور رابطہ نمبر: --

مدرسہ کا مکمل پتہ: --

مقررہ وقت: --

پیش لفظ

دینی تعلیم انسانوں کے لیے اتنی ہی ضروری ہے، جتنی ان کے زندہ رہنے کے لیے غذا، پانی اور ہوا ضروری ہے۔ جب انسان نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور آخرت کی حقیقت کو تسلیم کرلیا، تو اب اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ معلوم کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کیا ہدایات دی ہیں اور حضور ﷺ نے زندگی گزارنے کے کیا طریقے بتائے ہیں؟ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے امت کے ہر فرد پر ضرورت کے بقدر دین کا علم حاصل کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ [ابن ماجہ: ۲۲۴، عن انس رضی اللہ عنہ]

اور صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ انسان خود علم حاصل کرلے اور مطمئن ہوکر بیٹھ جائے، بلکہ دین کے اس علم کو حاصل کرنے کے بعد دوسرے ناواقف لوگوں تک اس کو پہنچانے کی فکر کرنا اور ان کے عقائد و اعمال کو درست کرنے کی مقدور بھر کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے باضابطہ اس کی ہدایت دی ہے اور خود اپنی بعثت کا مقصد بھی یہی بتایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کا گزر دو مجلسوں پر ہوا جو آپ کی مسجد میں لگی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں مجلسیں خیر اور نیکی پر ہیں۔ (پھر ایک مجلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) یہ لوگ اللہ سے دعا و مناجات میں مشغول ہیں، اللہ چاہے تو عطا فرمائے اور چاہے تو عطا نہ کرے۔ اور (دوسری مجلس کے بارے میں فرمایا کہ) یہ لوگ علم دین حاصل کرنے میں اور نہ جاننے والوں کو سکھانے میں لگے ہوئے ہیں، لہٰذا ان کا درجہ بلند ہے اور میں تو معلّم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر آپ ﷺ ان ہی کے ساتھ بیٹھ گئے۔

[سنن دارمی: ۳۴۹، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

الغرض حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین وشریعت اور آپ ﷺ کی تعلیمات وہدایات کو امت تک پہنچانے کی ایک عظیم ذمے داری ہمارے اوپر ڈالی گئی ہے اور آج جب کہ جہالت وناخواندگی عام ہے، دینی تعلیم کی بنیادی باتوں سے بھی ناواقفیت بڑھتی جارہی ہے، پھراس پر مزید یہ کہ ہر طرف سے بے دینی اور الحاد کی طوفانی ہوائیں چل رہی ہیں اور امت کے ایمان وعقائد میں تزلزل پیدا کرنے کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑا ہے، ایسی صورت حال میں امت کے ہر فرد تک دین کی تعلیم پہنچانے، اس کے عقیدہ وایمان کو پختہ بنانے اور اس کے اندر اسلامی فکر پیدا کرنے کی ہماری ذمے داری اور بڑھ جاتی ہے۔

خصوصاً بچے جو ہمارے پاس امانت ہیں اور مستقبل میں ہماری فلاح وکامیابی کے ضامن ہیں، ان کی زندگی کو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے سنوارنا، ان کے اندر ایمان ویقین کی پختگی پیدا کرنا اور ان کی زندگی کو شریعت وسنت کی راہ پر ڈالنا ہمارا اہم ترین فریضہ ہے۔ امت کے اس طبقے میں دینی علوم کا اتنا ذخیرہ ہونا انتہائی ضروری ہے، جس پر عمل کر کے وہ زندگی کے ہر شعبے میں ایک مثالی کردار ادا کرسکیں اور علمی وعملی طور پر اسلام کے نمائندے بن سکیں۔ یاد رکھیے! نیک اور دین دار بچے ہی ہمارے صالح معاشرے کی بنیاد، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمارے لیے صدقۂ جاریہ بن سکتے ہیں۔

اس اہم مقصد کی تکمیل کے لیے سب سے بہتر اور آسان طریقہ وہی ہے جس کو ہمارے اکابر نے ''قیامِ مکاتب'' کی شکل میں جاری کیا ہے۔ یہ طریقہ سب سے زیادہ طاقت ور اور سب سے زیادہ مؤثر ہے اور کم وقت میں وسیع نتائج کا حامل ہے۔ جب ہم اس کے گہرے نتائج کو دیکھتے ہیں، تو اکابر کا یہ قول مشاہدہ بن کر سامنے آتا ہے کہ جہاں دینی مکتب قائم ہوگیا، وہ جگہ ارتداد سے محفوظ ہوگئی۔ اس لیے قیام مکاتب کے اس زرّیں سلسلے کو آگے بڑھانا، جگہ جگہ دینی مکتب قائم کرنا اور اس کو ہر اعتبار سے مستحکم بنانا، اس دور کی اہم ترین ضرورت ہے۔

ساتھ ہی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک ایسا نصاب ہونا بھی ضروری ہے، جو کم وقت میں زیادہ معلومات فراہم کرنے والا ہو، جس میں علم کے ساتھ ساتھ عمل پر کھڑا کرنے کی کوشش کی گئی ہو اور بچوں کے ذہنی رجحان، ان کی فکری صلاحیت اور وقت کے تقاضوں کا خاص خیال رکھا گیا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں نصاب کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے، بلکہ یہ ایک سانچہ ہے جس میں بچوں کا دل و دماغ اور ان کا ذہن و فکر ڈھلتا ہے، اسی وجہ سے اکابر و اسلاف نے ہمیشہ اس طرف توجہ فرمائی ہے اور بڑی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

یہ نصاب جو "دینیات" کے نام سے موسوم ہے، اسی نہج کے مطابق اکابر کی تحریروں کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے۔ یہ نصاب ۵/سالہ ابتدائی نصاب، ۵/سالہ ثانوی نصاب، ۵/سالہ اضافی نصاب؛ ۱۶/سال پر محیط ہے، اتنی لمبی مدت پر نصاب کو پھیلانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بچے کا وقت عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم میں بھی صرف ہوتا رہے، تاکہ دین سے اس کا تعلق اور وابستگی علمی اور عملی اعتبار سے برقرار رہے۔

الحمد للہ اس سلسلے کے ابتدائی درجے کا نصاب ـــــ جو زیرو کورس کے علاوہ ۵/سال پر مشتمل ہے ـــــ پیش کیا جا چکا ہے۔ اس کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے، وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اکابر کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ اب ہم اسی سلسلے کو اور آگے بڑھاتے ہوئے پانچ ۵/سالہ **ثانوی نصاب (سیکنڈری کورس)** کے چوتھے حصے **(سال نہم)** کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ثانوی نصاب کا تفصیلی تعارف اور خصوصیات سال ششم میں درج ہے، بوقت ضرورت وہیں رجوع کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی قبول فرمائے اور امت کے حق میں نفع بخش بنائے۔

[آمین یارب العلمین]

نصاب کا تعارف

یہ ۵/سالہ ثانوی نصاب (سیکنڈری کورس) کے چوتھے سال (سال نہم) کی کتاب ہے۔ یہ نصاب ۵/بنیادی عناوین پر مشتمل ہے، جس کے تحت ۱۲/ذیلی مضامین ہیں:

بنیادی عناوین

① قرآن ② حدیث ③ عقائد و مسائل ④ اسلامی تربیت ⑤ زبان

- قرآن کے تحت : تدویر مع علم تجوید، حفظ سورہ، درسِ قرآن
- حدیث کے تحت : آداب و دعائیں، درس حدیث
- عقائد و مسائل کے تحت : عقائد، مسائل، نماز
- اسلامی تربیت کے تحت : سیرت، آسان دین
- زبان کے تحت : عربی، اردو

سال بھر روزانہ پڑھائے جانے والے مضامین : تدویر مع علم تجوید، عربی، اردو۔

پہلے پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین : حفظ سورہ، آداب و دعائیں، عقائد، آسان دین۔

دوسرے پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین : درس قرآن، درس حدیث، مسائل، نماز، سیرت۔

نصاب کو پڑھانے کا طریقہ

- پانچ سالہ ابتدائی نصاب کی طرح اس ثانوی نصاب کو بھی پڑھانے کے لیے ایک گھنٹے کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔
- اس نصاب کو اجتماعی طور پر پڑھانا بہت ضروری ہے۔
- سال بھر روزانہ پڑھائے جانے والے مضامین میں سے تدویر مع علم تجوید کو ۱۰/منٹ اور اس کے ساتھ حفظ سورہ اور درس قرآن کو ۵/۵ منٹ پڑھائیں، اور عربی کو ۱۵/منٹ اور اردو کو ۵/منٹ پڑھائیں۔
- اس ثانوی نصاب میں بھی ہر مضمون کے شروع میں تین چیزیں — تعریف، ترغیبی بات اور ہدایت برائے استاذ — دی گئی ہیں۔
- ہدایت برائے استاذ کے تحت خاص اس مضمون کو پڑھانے کا جو طریقہ دیا گیا ہے، اس کی پوری رعایت کرتے ہوئے طلبہ کو وہ مضمون پڑھائیں اور ہر مضمون کی تعریف بچوں کو زبانی یاد کرادیں۔
- دور کے دنوں میں ترغیبی بات کے ذریعے طلبہ میں شوق پیدا کریں۔
- مہینوں اور دنوں کے اعتبار سے اسباق کو تقسیم کیا گیا ہے، ۲۰/دن سبق پڑھانے کے، ۴-۵/دن دور کے اور ۴-۵/دن ہفتہ واری چھٹی کے ہوں گے۔ دور کے دنوں میں اس مہینے کے اسباق کے دور کے ساتھ گذشتہ مہینوں کے اسباق کا دور بھی کراتے رہیں تاکہ گذشتہ ماہ میں پڑھے ہوئے مضامین طلبہ بھول نہ جائیں۔
- کتاب کے اسباق شروع کرانے سے پہلے بچوں کو کتاب کی ترتیب، بنیادی عناوین اور ذیلی مضامین کی تعداد اور ان کے نام خوب اچھی طرح سمجھادیں۔
- درس حدیث اور آسان دین کا سبق پڑھانے کے بعد زبانی بولنے کی مشق بھی کرائیں۔ طلبہ اس کو اپنے الفاظ میں بولیں گے، اس سے وہ مضمون ذہن نشین بھی ہوگا اور اس پیغام کو دوسروں تک بلا جھجھک پہنچا بھی سکیں گے۔
- مندرجہ بالا امور کے علاوہ پڑھانے میں ان تمام باتوں کا بھی لحاظ رکھیں جو ابتدائی درجے کے نصاب کے پڑھانے کے طریقے میں ذکر کی گئی ہیں۔

ثانوی درجات کا نظام الاوقات

پہلے پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین

ابتدائیہ	حمد، نعت	
۱ - قرآن	تدویر مع علم تجوید، حفظ سورۃ	۱۵ رمنٹ
۲ - حدیث	آداب و دعائیں	۵ رمنٹ
۳ - عقائد و مسائل	عقائد	۱۰ رمنٹ
۴ - اسلامی تربیت	سیرت	۱۰ رمنٹ
۵ - زبان	عربی، اردو	۲۰ رمنٹ

دوسرے پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین

ابتدائیہ	حمد، نعت	
۱ - قرآن	تدویر مع علم تجوید، درس قرآن	۱۵ رمنٹ
۲ - حدیث	درس حدیث	۵ رمنٹ
۳ - عقائد و مسائل	مسائل، نماز	۱۰ رمنٹ
۴ - اسلامی تربیت	آسان دین	۱۰ رمنٹ
۵ - زبان	عربی، اردو	۲۰ رمنٹ

نوٹ: مضامین کے لیے جو اوقات دیے گئے ہیں ان میں کمی زیادتی کی گنجائش ہے۔

پہلے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	سورۂ تغابن، مد کا بیان، حروف مدہ۔
	حفظ سورہ	گذشتہ سالوں کا دور۔
حدیث	آداب و دعائیں	گذشتہ سالوں کا دور، کپڑا پہننے کی دعا، نیا کپڑا پہننے کی دعا۔
عقائد و مسائل	عقائد	اللہ تعالیٰ ہر چیز دیکھتا ہے، برزخ، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا۔
اسلامی تربیت	سیرت	امھات المومنین، ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت خدیجہ کا ہر مشکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینا، حضرت خدیجہ کے فضائل، ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔
زبان	عربی	فعل ماضی میں واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب کے صیغوں کا استعمال۔
	اردو	حضرت ایوب علیہ السلام۔

دوسرے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	سورۂ تغابن، حروف لین، مد کے دو سبب، مد کی دو قسمیں۔
	حفظ سورہ	سورۂ بروج۔
حدیث	آداب و دعائیں	مجلس سے اٹھنے کی دعا، زمزم پینے کی دعا، فجر اور مغرب کی نماز کے بعد کی دعا، مریض کی عیادت کی دعا۔
عقائد و مسائل	عقائد	مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، حشر۔
اسلامی تربیت	سیرت	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق و عادات، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مرتبہ، ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔
زبان	عربی	فعل ماضی واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب کی لمبے جملوں میں مشق۔
	اردو	حضرت ایوب علیہ السلام۔

تیسرے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	: سورۂ طلاق، مد متصل، مد منفصل، مد عارض وقفی۔
	حفظ سورہ	: سورۂ بروج، سورۂ طارق۔
حدیث	آداب ودعائیں	: مریض کی عیادت کی دعا، بجلی اور گرج کی دعا، نماز کی سنتیں۔
عقائد و مسائل	عقائد	: حشر، شفاعت، حساب وکتاب۔
اسلامی تربیت	سیرت	: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فضل وکمال، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق و عادات، ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا۔
زبان	عربی	: فعل ماضی میں تثنیہ مذکر غائب اور تثنیہ مؤنث غائب کے صیغوں کا استعمال۔
	اردو	: اللہ کی طرف سے آزمائش۔

چوتھے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	: سورۂ تحریم، مد لازم، مد لازم کلمی مثقل، مد لازم کلمی مخفف۔
	حفظ سورہ	: سورۂ طارق، سورۂ اعلیٰ۔
حدیث	آداب ودعائیں	: نماز کی سنتیں۔
عقائد و مسائل	عقائد	: حساب وکتاب، میزان، تقدیر۔
اسلامی تربیت	سیرت	: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے اور بیٹیاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے، حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
زبان	عربی	: فعل ماضی میں جمع مذکر غائب اور جمع مؤنث غائب کے صیغوں کا استعمال
	اردو	: اللہ کی طرف سے آزمائش، صبر ایوبی۔

پانچویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	سورۂ ملک، مدلازم حرفی مثقل، مدلازم حرفی مخفف۔
	حفظ سورہ	سورۂ اعلیٰ۔
حدیث	آداب ودعائیں	نماز کی سنتیں، نماز کے مستحبات۔
عقائد و مسائل	عقائد	میزان، تقدیر، شعائرِ اسلام۔
اسلامی تربیت	سیرت	رسول اللہ ﷺ کے چچا اور پھوپھیاں، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ابو طالب، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا۔
زبان	عربی	فعل ماضی میں واحد مذکر حاضر، واحد مؤنث حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم کے صیغوں کا استعمال۔
	اردو	صبر ایوبی۔

چھٹے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	سورۂ ملک، مدلازم۔
	درسِ قرآن	گذشتہ سالوں کا دور۔
حدیث	درسِ حدیث	گذشتہ سالوں کا دور۔
عقائد و مسائل	مسائل	کس پانی سے وضو،غسل کرنا صحیح ہے؟ کس پانی سے وضو،غسل کرنا صحیح نہیں ہے؟، پانی کب ناپاک ہوتا ہے؟ غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے۔
	نماز	تراویح کی نماز
اسلامی تربیت	آسان دین	اللہ کا شکر ادا کرنا، ضرورت مندوں کی مدد کرنا، عاریت کا واپس کرنا، علم حاصل کرنے میں جدوجہد کرنا، قرآن سیکھنا اور سکھانا، کپڑے پہننے کے آداب، گانے بجانے سے بچنا۔
زبان	عربی	فعل ماضی میں تثنیہ مذکر حاضر، تثنیہ مؤنث حاضر جمع مذکر حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے صیغوں کا استعمال۔
	اردو	شیطان کا آخری دام۔

ساتویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	: سورۂ قلم، مدلین عارض۔
	درسِ قرآن	: سورۂ ہمزہ مع ترجمہ سورۂ ہمزہ کی قیمتی نصیحت۔
حدیث	درسِ حدیث	: پہلی صف کی فضیلت، دعا کی اہمیت۔
عقائدو مسائل	مسائل	: غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے، بچہ کب بالغ ہوتا ہے؟، زکوٰۃ کا بیان، زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں، کس مال میں زکوٰۃ فرض ہے؟ زکوٰۃ کا نصاب، متفرق مسائل۔
	نماز	: تراویح کی نماز
اسلامی تربیت	آسان دین	: گفتگو کے آداب، نماز کی تاکید، جھوٹی قسمیں کھانا، کسی پر تہمت نہ لگانا، کسی کی نقل نہ اُتارنا، کسی کی کوئی چیز بغیر اجازت نہ لینا۔
زبان	عربی	: فعل مضارع میں واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم کے صیغوں کا استعمال۔
	اردو	: زخم پر نمک پاشی۔

آٹھویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	: سورۂ قلم۔
	درسِ قرآن	: سورۂ عصر کی فضیلت، سورۂ عصر مع ترجمہ، سورۂ عصر کی قیمتی نصیحت۔
حدیث	درسِ حدیث	: مسواک کی اہمیت وفضیلت، علم دین کی اہمیت وفضیلت۔
عقائدو مسائل	مسائل	: متفرق مسائل، زکوٰۃ ادا کرنا کب فرض ہے؟ متفرق مسائل۔
	نماز	: تراویح کی نماز
اسلامی تربیت	آسان دین	: پڑوسیوں کو نہ ستانا، زبان کی حفاظت، اچھے اخلاق، اتباعِ سنت میں کامیابی ہے، والدین کے حقوق، غریبوں کو کھلانا پلانا، فضول خرچی نہ کرنا۔
زبان	عربی	: فعل مضارع میں تثنیہ مذکر غائب وحاضر اور تثنیہ مؤنث غائب وحاضر کے صیغوں کا استعمال
	اردو	: زخم پر نمک پاشی۔

نویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	:	سورۂ حاقہ۔
	درسِ قرآن	:	سورۂ تکاثر کی فضیلت، سورۂ تکاثر مع ترجمہ، سورۂ تکاثر کی قیمتی نصیحت۔
حدیث	درسِ حدیث	:	نجات کا راستہ، موت کو ہمیشہ یاد کرو۔
عقائد و مسائل	مسائل	:	مَصارِفِ زکوۃ، روزے کی قضا کے مسائل، صدقۂ فطر کا بیان، صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟، صدقۂ فطر کی مقدار، صدقۂ فطر کب ادا کریں؟
	نماز	:	نمازِ حاجت
اسلامی تربیت	آسان دین	:	اچھے دوست کی نشانی، ازار لٹکانے والوں کی سزا، بُرے اخلاق، بڑوں کی عزت کرنا، جھوٹ کا وبال، شرم وحیا کرنا، حسد کا وبال۔
زبان	عربی	:	فعل مضارع میں جمع مذکر غائب وحاضر کے صیغوں کا استعمال۔
	اردو	:	حضرت ایوب علیہ السلام پر نوازش خداوندی۔

دسویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	:	سورۂ حاقہ۔
	درسِ قرآن	:	سورۂ قارعہ مع ترجمہ، سورۂ قارعہ کی قیمتی نصیحت۔
حدیث	درسِ حدیث	:	اللہ کے راستہ میں نکلنے کی فضیلت، کھڑے ہو کر کھانا پینا منع ہے۔
عقائد و مسائل	مسائل	:	صدقۂ فطر کب ادا کریں؟ بال اور ناخن کے احکام، انگوٹھی وغیرہ کے احکام، خضاب اور مہندی کے احکام۔
	نماز	:	نمازِ حاجت
اسلامی تربیت	آسان دین	:	اپنے خادموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، علم حاصل کرنے میں محنت کرنا، تلاوتِ قرآن میں صحابہ کا شوق، کسی کی مصیبت پر خوش نہ ہونا، نماز باجماعت ادا کرنا۔
زبان	عربی	:	فعل مضارع میں واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث غائب وحاضر کے صیغوں کا استعمال۔
	اردو	:	قسم کا پورا کرنا۔

عنوان	صفحہ نمبر
ابتدائیہ	
حمد، نعت — تعریف، ترغیبی بات	۱۷
حمد، نعت — ہدایت برائے استاذ	۱۷
تو سب سے اعلیٰ	۱۸
سلام اس پر	۱۹
۱- قرآن	
تدویر مع علم تجوید — تعریف، ترغیبی بات	۲۰
تدویر مع علم تجوید — ہدایت برائے استاذ	۲۱
سورۂ تغابن	۲۲
سورۂ طلاق	۲۲
سورۂ تحریم	۲۲
سورۂ ملک	۲۲
سورۂ قلم	۲۲
سورۂ حاقہ	۲۲
مد کا بیان	۲۳
حفظ سورۃ — تعریف، ترغیبی بات	۲۶
حفظ سورۃ — ہدایت برائے استاذ	۲۷
گذشتہ سالوں کا دور	۲۸
سورۂ بروج	۳۲
سورۂ طارق	۳۳
سورۂ اعلیٰ	۳۴
درسِ قرآن — تعریف، ترغیبی بات	۳۵
درس قرآن — ہدایت برائے استاذ	۳۶
گذشتہ سالوں کا دور	۳۷
سورۂ ہمزہ مع ترجمہ	۴۲
سورۂ عصر مع ترجمہ	۴۷
سورۂ تکاثر مع ترجمہ	۵۰
سورۂ قارعہ مع ترجمہ	۵۴
۲- حدیث	
آداب و دعائیں — تعریف، ترغیبی بات	۵۸
آداب و دعائیں — ہدایت برائے استاذ	۵۹
گذشتہ سالوں کا دور	۶۰
کپڑا پہننے کی دعا	۷۰
نیا کپڑا پہننے کی دعا	۷۰
مجلس سے اٹھنے کی دعا	۷۱
زمزم پینے کی دعا	۷۱
فجر اور مغرب کی نماز کے بعد کی دعا	۷۱
مریض کی عیادت کی دعا	۷۲

عنوان	صفحہ نمبر
بجلی اور گرج کی دعا	۷۳
نظر بد سے حفاظت کی دعا	۷۳
نماز کے مستحبات	۷۴
درس حدیث — تعریف، ترغیبی بات	۷۵
درس حدیث - ہدایت برائے استاذ	۷۶
گذشتہ سالوں کا دور	۷۷
پہلی صف کی فضیلت	۸۲
دعا کی اہمیت	۸۴
مسواک کی اہمیت وفضیلت	۸۶
علم دین کی اہمیت وفضیلت	۸۸
نجات کا راستہ	۹۰
۳- عقائد ومسائل	
عقائد — تعریف، ترغیبی بات	۹۳
عقائد-ہدایت برائے استاذ	۹۴
اللہ تعالیٰ ہر چیز دیکھتا ہے	۹۵
برزخ	۹۵
مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا	۹۷
حشر	۹۹
شفاعت	۱۰۱
حساب وکتاب	۱۰۳
میزان	۱۰۵
تقدیر	۱۰۷
شعائرِ اسلام	۱۰۸
مسائل — تعریف، ترغیبی بات	۱۰۹
مسائل-ہدایت برائے استاذ	۱۱۰
کس پانی سے وضو، غسل کرنا صحیح ہے؟	۱۱۱
کس پانی سے وضو، غسل کرنا صحیح نہیں ہے؟	۱۱۱
پانی کب ناپاک ہوتا ہے؟	۱۱۲
غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے	۱۱۳
بچہ کب بالغ ہوتا ہے؟	۱۱۴
زکوٰۃ کا بیان	۱۱۴
کس مال میں زکوٰۃ فرض ہے؟	۱۱۵
متفرق مسائل	۱۱۷
زکوٰۃ ادا کرنا کب فرض ہے؟	۱۱۸
مَصارِفِ زکوٰۃ	۱۲۰
روزے کی قضا کے مسائل	۱۲۲
صدقۂ فطر کا بیان	۱۲۳
بال اور ناخن کے احکام	۱۲۵

عنوان	صفحہ نمبر
انگوٹھی وغیرہ کے احکام	۱۲۷
خضاب اور مہندی کے احکام	۱۲۸
نماز — تعریف، ترغیبی بات	۱۲۹
نماز- ہدایت برائے استاذ	۱۳۱
تراویح کی نماز	۱۳۲
نماز حاجت	۱۳۴
۴- اسلامی تربیت	
سیرت — تعریف، ترغیبی بات	۱۳۶
سیرت- ہدایت برائے استاذ	۱۳۸
اُمّہاتُ المؤمنین	۱۳۹
اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	۱۳۹
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہر مشکل میں...	۱۴۰
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل	۱۴۱
ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	۱۴۲
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۴۳
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق و...	۱۴۴
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مرتبہ	۱۴۵
ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۱۴۶
ام المومنین حضرت زینب بنت خُزیمہ	۱۴۷

عنوان	صفحہ نمبر
ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۱۴۸
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فضل و کمال	۱۴۹
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق...	۱۵۰
ام المومنین حضرت زینب بنتِ جحش	۱۵۱
ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۱۵۲
ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۱۵۳
ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	۱۵۴
ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۱۵۵
حضور ﷺ کے بیٹے اور بیٹیاں	۱۵۶
رسول اللہ ﷺ کے بیٹے	۱۵۷
حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ	۱۵۷
حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ	۱۵۹
حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ	۱۶۰
حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ	۱۶۰
رسول اللہ ﷺ کے چچا اور پھوپھیاں	۱۶۲
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ	۱۶۲
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری	۱۶۳
حضرت عباس رضی اللہ عنہ	۱۶۴
ابوطالب	۱۶۶

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	۱۶۷
حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا	۱۶۸
حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا	۱۷۰
آسان دین تعریف، ترغیبی بات	۱۷۱
آسان دین-ہدایت برائے استاذ	۱۷۳
اللہ کا شکر ادا کرنا	۱۷۴
ضرورت مندوں کی مدد کرنا	۱۷۵
عاریت کا واپس کرنا	۱۷۷
علم حاصل کرنے میں جدوجہد کرنا	۱۷۸
قرآن سیکھنا اور سکھانا	۱۷۹
کپڑے پہننے کے آداب	۱۸۰
گانے بجانے سے بچنا	۱۸۱
گفتگو کے آداب	۱۸۳
نماز کی تاکید	۱۸۴
جھوٹی قسمیں کھانا	۱۸۵
کسی پر تہمت نہ لگانا	۱۸۶
کسی کی نقل نہ اُتارنا	۱۸۷
کسی کی کوئی چیز بغیر اجازت نہ لینا	۱۸۹
پڑوسیوں کو نہ ستانا	۱۹۰

عنوان	صفحہ نمبر
زبان کی حفاظت	۱۹۱
اچھے اخلاق	۱۹۳
اتباعِ سنت میں کامیابی ہے	۱۹۴
والدین کے حقوق	۱۹۵
غریبوں کو کھلانا پلانا	۱۹۶
فضول خرچی نہ کرنا	۱۹۸
اچھے دوست کی نشانی	۱۹۹
ازار لٹکانے والوں کی سزا	۲۰۰
بُرے اخلاق	۲۰۱
بڑوں کی عزت کرنا	۲۰۲
جھوٹ کا وبال	۲۰۳
شرم وحیا کرنا	۲۰۵
حسد کا وبال	۲۰۶
اپنے خادموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا	۲۰۸
علم حاصل کرنے میں محنت کرنا	۲۰۹
تلاوتِ قرآن میں صحابہ کا شوق	۲۱۱
کسی کی مصیبت پر خوش نہ ہونا	۲۱۳
نماز باجماعت ادا کرنا	۲۱۴

عنوان	صفحہ نمبر
۵- زبان	
عربی — تعریف، ترغیبی بات	۱۷
عربی - ہدایت برائے استاذ	۱۷
اَلدَّرْسُ الْاَوَّلُ	۱۸
اَلدَّرْسُ الثَّانِيْ	۱۹
اَلدَّرْسُ الثَّالِثُ	
اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ	۲۰
اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ	۲۱
اَلدَّرْسُ السَّادِسُ	۲۲
اَلدَّرْسُ السَّابِعُ	۲۲
اَلدَّرْسُ الثَّامِنُ	۲۲
اَلدَّرْسُ التَّاسِعُ	۲۲
اَلدَّرْسُ الْعَاشِرُ	۲۲
اردو — تعریف، ترغیبی بات	۲۵۳
اردو - ہدایت برائے استاذ	۲۵۴
حضرت ایوب علیہ السلام	۲۵۵
اللہ کی طرف سے آزمائش	۲۵۵
صبر ایوبی	۲۵۷
شیطان کا آخری دام	۲۵۸

عنوان	صفحہ نمبر
زخم پر نمک پاشی	۲۵۹
حضرت ایوب علیہ السلام پر نوازش...	۲۶۰
قسم کا پورا کرنا	۲۶۱
پہلے اور دوسرے مہینے کے سوالات	۲۶۲
تیسرے مہینے کے سوالات	۲۶۳
چوتھے مہینے کے سوالات	۲۶۴
پانچویں مہینے کے سوالات	۲۶۵
چھٹے مہینے کے سوالات	۲۶۶
ساتویں مہینے کے سوالات	۲۶۷
آٹھویں مہینے کے سوالات	۲۶۸
نویں مہینے کے سوالات	۲۶۹
دسویں مہینے کے سوالات	۲۷۰
نماز چارٹ کی ترتیب	۲۷۱
ماہانہ حاضری وغیر حاضری چارٹ	۲۷۲

تعریف

حمد نظم کے انداز میں اللہ کی تعریف کرنے کو "حمد" کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

نعت جن اشعار میں حضور ﷺ کی تعریف ہو ان کو "نعت" کہتے ہیں۔

جن اشعار میں اللہ تعالیٰ کی تعریف، ہمارے نبی ﷺ کی صفات اور پیاری باتیں ہوں تو وہ اشعار پسندیدہ ہیں۔

ہدایت برائے استاذ

اس عنوان کے تحت ایک حمد اور ایک نعت دی گئی ہے، جو طلبہ کو آنے کے وقت اجتماعی طور پر پڑھا دی جائیں۔ایک دن حمد پڑھائیں اور دوسرے دن نعت۔

ابتدا میں طلبہ کو خود پڑھائیں، پھر یاد ہو جانے کے بعد کسی بھی طالب علم سے پڑھوائیں، اسے باقاعدہ یاد کرانے کی ضرورت نہیں، بس روزانہ پابندی سے پڑھاتے رہیں گے، تو ان شاء اللہ خود بخود طلبہ کے ذہن نشین ہو جائیں گی۔

تو سب سے اعلیٰ

توسب سے اعلیٰ توسب سے برتر　　ہم تیرے بندے تو بندہ پرور

فرشِ زمین کو تو نے بچھایا　　عرشِ بریں کو تونے بنایا

تجھ سے ہی روشن شمس و قمر ہیں　　تیرے ہی جلوے شام و سحر ہیں

توسب سے اعلیٰ توسب سے برتر　　ہم تیرے بندے تو بندہ پرور

پانی کو بادل تو ہی بنائے　　بادل سے پانی تو ہی گرائے

تو نے عطا کی پھولوں کو رنگت　　تو نے پھلوں کو بخشی ہے لذت

توسب سے اعلیٰ توسب سے برتر　　ہم تیرے بندے تو بندہ پرور

یہ کوہ دریا یہ جھیل و جھرنے　　ہیں ان کے لب پر تیرے ہی نغمے

نیکوں کی یارب صحبت ہمیں دے　　علم و ہنر کی دولت ہمیں دے

تو سب سے اعلیٰ تو سب سے برتر
ہم تیرے بندے تو بندہ پرور

تعالیٰ شانہٗ

سلام اس پر

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اس پر ہوا مجروح جو بازار طائف میں
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا
سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اس پر جو امت کے لیے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر جو فرش خاک پر جاڑوں میں سوتا تھا
سلام اس پر کہ جس کی سادگی درس بصیرت تھی
سلام اس پر کہ جس کی ذات فخر آدمیت تھی
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں
سلام اس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی
سلام اس پر کہ جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی

صلی اللہ علیہ وسلم

تعریف

تدویر تجوید کے تمام قواعد کی رعایت کرتے ہوئے درمیانی رفتار سے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کو "تدویر" کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

قرآن وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ [سورۂ مزمل:۴]

ترجمہ : قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا ہے، ہمارے نبی ﷺ کی زندگی کا ایک خاص مقصد اللہ کے بندوں کو قرآن پڑھ کر سنانا بھی تھا، تلاوت کلام پاک سب سے افضل ذکر ہے، لہٰذا ہمیں تلاوت کلام پاک کا خوب اہتمام کرنا چاہیے، اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں، اسی لیے آپ ﷺ نے قرآن پڑھنے کے آداب وطریقے بتائے ہیں اور اس کو عمدہ اور خوبصورت لہجے میں پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی قرأت کے بارے میں پوچھا گیا، تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ ایک ایک حرف الگ الگ کر کے پڑھتے تھے۔ (جس کی وجہ سے تمام حروف الگ الگ سمجھ میں آجاتے تھے)۔ [ترمذی:۲۹۲۳]

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز صاحب قرآن (قرآن کی تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے والے) کو لایا جائے گا، تو قرآن کہے گا: اے میرے رب! اس شخص کو زیورات اور خوب صورت پوشاک عطا فرما، تو اس کو کرامت وعزت کا تاج پہنایا جائے گا، پھر قرآن کہے گا کہ یارب! اسے مزید عطا فرما اور تو اس سے راضی ہوجا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رضامندی کا پروانہ عطا فرمائیں گے اور اس کو حکم ہوگا کہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا جا اور (جنت کے) درجات طے کرتا جا اور اسے ہر آیت کے بدلے ایک

نیکی عطا کی جائے گی۔ [ترمذی:۲۹۱۵،عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

قرآن کریم کو اچھی آواز اور اچھے لب و لہجے میں پڑھنا چاہیے۔ایک حدیث میں ارشاد ہے: قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے مزین کرو (اچھی آواز میں قرآن پڑھا کرو)۔

[ابوداؤد:۱۴۶۸،عن براء رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں فرمایا: تم قرآن کو اچھی آواز سے پڑھو! اس لیے کہ اچھی آواز قرآن میں خوب صورتی کو بڑھاتی ہے۔ [مستدرک:۲۱۲۵،عن براء رضی اللہ عنہ]

لہٰذا اچھی آواز سے عربی لب و لہجے میں قواعد تجوید کی رعایت کرتے ہوئے قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے۔البتہ گانے اور موسیقی کے طرز پر قرآن پڑھنے سے بچنا چاہیے، کیونکہ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کو عرب کے لہجوں اور آوازوں میں پڑھو، فاسقوں اور یہود و نصاریٰ کے طرز سے بچو۔

[شعب الایمان:۲۶۴۹،عن حذیفہ رضی اللہ عنہ]

ہدایت برائے استاذ

اس مضمون کے تحت قرآن مجید کی وہ سورتیں دی گئی ہیں، جن کا نماز میں پڑھنا مسنون ہے۔

ایک دن ادائیگی کی صحت کے ساتھ طلبہ کو ان سورتوں کی خوب اچھی طرح مشق کرائیں؛ دوسرے دن ہر طالب علم سے سبق سن لیں تا کہ طالب علم بلا تکلف پورا قرآن صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھ سکے۔

تدویر کے ساتھ علم تجوید کے عنوان کے تحت مد کا بیان، مد کی قسمیں وغیرہ اسباق دیے جا رہے ہیں، ہفتے میں دو دن طلبہ کو یہ اسباق پڑھانا ہے، ایک دن سبق پڑھائیں اور دوسرے دن سب سن لیں۔اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تلاوت کے دوران ان کا خاص لحاظ کرنے کی طلبہ کو تاکید کرتے رہیں، نیز گذشتہ سالوں میں یاد کیے ہوئے قواعد بھی دوران تلاوت پوچھ لیں۔

سبق ۱

سورۂ تغابن

۱	۲	مہینے میں	۴۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۲

سورۂ طلاق / سورۂ تحریم

۳	۴	مہینے میں	۴۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۳

سورۂ ملک

۵	۶	مہینے میں	۴۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۴

سورۂ قلم

۷	۸	مہینے میں	۴۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۵

سورۂ حاقہ

۹	۱۰	مہینے میں	۴۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ا

مد کا بیان

مد کے لغوی معنیٰ کھینچنا اور اصطلاح میں حروفِ مدہ اور حروفِ لین میں آواز کھینچنے کو "مد" کہتے ہیں۔

حروفِ مدہ تین ہیں: ① الف ② واو ③ یا۔

① **الف مدہ** : الف سے پہلے ہمیشہ زبر ہوتا ہے اور "الف مدہ" ہی ہوتا ہے۔ جیسے: قَالَ "۔

② **واوٗ مدہ** : واوٗ ساکن سے پہلے پیش ہو، تو "واوٗ مدہ" ہوگا۔ جیسے: نُوۡحٌ۔

③ **یا مدہ** : یا ساکن سے پہلے زیر ہو، تو "یا مدہ" ہوگی۔ جیسے: فِیۡهِ۔

تینوں کی مثال جیسے: "نُوۡحِیۡهَا"۔

فائدہ: کھڑا زبر الف مدہ، کھڑا زیر یا مدہ اور الٹا پیش واو مدہ کے حکم میں ہے۔

حروفِ لین دو ہیں : ① واو ② یا۔

① **واوٗ لین** : واوٗ ساکن سے پہلے زبر ہو، تو "واوٗ لین" ہوگا جیسے: "خَوۡفٍ" وغیرہ۔

② **یائے لین**: یا ساکن سے پہلے زبر ہو، تو "یائے لین" ہوگی جیسے: "وَالصَّیۡفِ" وغیرہ۔

مد کے دو سبب ہیں : ① ہمزہ ② سکون۔

مد کی دو قسمیں ہیں : ① مدِ اصلی ② مدِ فرعی۔

① **مدِ اصلی** : وہ ہے جس میں حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا سکون نہ ہو جیسے: "نُوۡحِیۡهَا" اس کی مقدار قصر یعنی ایک الف ہے۔

② **مدِ فرعی** : وہ ہے جس میں حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا سکون ہو۔

مدِفرعی کی چار قسمیں ہیں: ① مدِ متصل ② مدِ منفصل ③ مدِ عارض وقفی ④ مدِ لازم۔

① **مدِ متصل** : حرفِ مد اور ہمزہ حقیقتاً ایک کلمے میں ہوں جیسے : ''جَآءَ ، جِآیٓءَ ، سُوٓءَ '' اسے ''مدِ واجب'' بھی کہتے ہیں۔ اس کی مقدار توسط یعنی دو الف ، ڈھائی الف اور چار الف ہے، اس میں قصر یعنی ایک الف کے برابر مد کرنا بالکل جائز نہیں ہے۔

② **مدِ منفصل** : حرفِ مد اور ہمزہ دونوں الگ الگ کلمے میں ہوں جیسے : ''بِمَآ اُنْزِلَ . فِيٓ اَمْرِنَا . قُوٓا اَنْفُسَكُمْ '' اسے ''مدِ جائز'' بھی کہتے ہیں۔ اس کی مقدار توسط یعنی دو الف، ڈھائی الف اور تین الف ہے ، مگر اس میں قصر یعنی ایک الف کے برابر مد بھی جائز ہے۔

③ **مدِ عارض وقفی** : حرفِ مد کے بعد سکونِ عارض ہو، یعنی یہ سکون وقف کرنے کی وجہ سے آیا ہو جیسے: ''اَلْعٰلَمِيْنْ ۝ اَلرَّحِيْمْ ۝ نَسْتَعِيْنْ ۝'' وغیرہ۔ اس میں طول، توسط اور قصر تینوں جائز ہیں، مگر طول (پانچ الف) اولیٰ ہے۔

دستخط والدین	دستخط معلم	تاریخ	دن پڑھائیں	۱۸	مہینے میں	۳	۲	۱

(۲)

④ **مدِ لازم** : حرفِ مد کے بعد سکونِ اصلی ہو، یعنی ایسا سکون ہو جو وقفاً وصلاً باقی رہے۔

مدِ لازم کی چار قسمیں ہیں:

① مدِ لازم کلمی مُثَقَّل ② مدِ لازم کلمی مُخَفَّف ③ مدِ لازم حرفی مُثَقَّل ④ مدِ لازم حرفی مُخَفَّف۔

① مدِ لازم کلمی مثقل : حرفِ مد کے بعد اُسی کلمے میں حرفِ مشدد ہو جیسے: "دَآبَّةٍ، حَآجَّةٍ"۔

② مدِ لازم کلمی مخفف : حرفِ مد کے بعد اُسی کلمے میں سکونِ اصلی ہو جیسے: "آٰلْـٰٔنَ"۔ مدِ لازم کلمی مخفف کی پورے قرآن مجید میں یہی ایک مثال ہے۔

③ مدِ لازم حرفی مثقل : حرفِ مد کے بعد حروفِ مُقَطَّعَات میں حرفِ مشدد ہو: جیسے: "طٰسٓمّٓ"۔

④ مدِ لازم حرفی مخفف : حرفِ مد کے بعد حروفِ مقطعات میں سکونِ اصلی ہو جیسے: "قٓ، نٓ، صٓ" وغیرہ۔

نوٹ: مدِ لازم کی چاروں قسموں میں صرف طول ہوگا۔

۴	۵	مہینے میں	۱۲	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

(۳)

مدِ لین کی دو قسمیں ہیں : ① مدِ لین لازم ② مدِ لین عارض۔

① مدِ لین لازم : حرفِ لین کے بعد سکونِ اصلی ہو جیسے : "عٓسٓقٓ میں عَيْنْ"۔ اس میں طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں؛ مگر طول اولیٰ ہے۔

② مدِ لین عارض : حرفِ لین کے بعد سکونِ عارض ہو جیسے: "خَوْفْ، وَالصَّيْفْ"۔

اس میں بھی قصر، توسط، طول تینوں جائز ہیں؛ مگر قصر اولیٰ ہے۔

نوٹ: تمام مدوں میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جس مد کی جو مقدار تلاوت کے شروع میں اختیار کی جائے، وہی آخر تک رہے؛ نیز اس بات کا بھی لحاظ رہے کہ مدِ منفصل کی مقدار مدِ متصل سے زیادہ نہ ہونے پائے۔

۶	۷	مہینے میں	۱۲	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

تعریف

حفظِ سورۃ قرآن کریم کی کسی سورۃ کے یاد کرنے کو ''حفظِ سورۃ'' کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قرآن کا وہ حافظ جس کو یاد بھی اچھا ہو اور پڑھتا بھی اچھا ہو، اس کا حشر قیامت کے دن معزز، فرماں بردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ [بخاری:۴۹۳۷، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

حافظِ قرآن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بڑے اعزاز و اکرام سے نوازیں گے، وہ خود تو جنّت میں جائے گا، اپنے ساتھ مزید دس گنہ گار لوگوں کو بھی جنت میں لے جائے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا پھر اس کو زبانی یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا، حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ [ترمذی:۲۹۰۵، عن علی رضی اللہ عنہ]

حافظِ قرآن کو خلافِ شریعت کاموں سے بچنا چاہیے اور اپنے آپ کو تمام برائیوں سے دور رکھنا چاہیے، اس لیے کہ اس کے سینے میں اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآنِ مجید محفوظ ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کلام اللہ شریف پڑھا، اس نے علومِ نبوت کو اپنی

پسلیوں کے درمیان (دل میں) لے لیا، اگر چہ اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی، لہٰذا حافظ قرآن کے لیے مناسب نہیں کہ غصہ کرنے والوں کے ساتھ غصے سے پیش آئے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے جب کہ وہ اپنے اندر اللہ کا کلام لیے ہوئے ہے۔

[مستدرک حاکم: ۲۰۲۸، عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ [ترمذی: ۲۹۱۳، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

جس طرح گھر کی آبادی اور رونق گھر میں رہنے والوں سے ہے، ایسے ہی انسان کے دل کی رونق و آبادی قرآن کو یاد رکھنے سے ہے، لہٰذا قرآن حفظ کرنا چاہیے۔ اگر پورا قرآن حفظ نہ کرسکیں، تو کم از کم قرآن کا کچھ حصہ تو ضرور حفظ کرنا چاہیے اور آخری درجے میں اتنا تو ہر ایک کو یاد ہونا ہی چاہیے جس سے نماز صحیح ہو جائے۔

ہدایت برائے استاذ

اس سال حفظ سورۃ کے تحت سورۂ بروج، سورۂ طارق اور سورۂ اعلیٰ دی گئی ہے۔ نیز گذشتہ سالوں کی سورتوں کا دور دیا گیا ہے۔ تجوید کی مکمل رعایت کرتے ہوئے سورتیں یاد کرائیں اور طلبہ کو اپنی نمازوں میں ان سورتوں کو پڑھنے کی تاکید بھی کرتے رہیں تاکہ یہ سورتیں عمر بھر یاد رہ سکیں۔

سبق ۱

گزشتہ سالوں کا دور

سُوْرَةُ الْفَجْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۚ﴿۴﴾ هَلْ
فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ؕ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ
ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا
الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ﴿۱۱﴾
فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۙ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۚۙ﴿۱۳﴾ اِنَّ
رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ؕ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ۬
فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ؕ﴿۱۵﴾ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ۬ فَيَقُوْلُ
رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۚ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ
الْمِسْكِيْنِ ۙ﴿۱۸﴾ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؕ﴿۲۰﴾
كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ﴿۲۲﴾ وَجِايْٓءَ
يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۙ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ

يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا
يُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ
رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾
تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا
مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿٧﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾
لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيْهَا
عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿١٣﴾ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿١٤﴾ وَّنَمَارِقُ
مَصْفُوْفَةٌ ﴿١٥﴾ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿١٦﴾ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ
خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾
وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسْتَ
عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ
الْاَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾

سُوْرَةُ الْبَلَدِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿١﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿٢﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا
وَلَدَ ۙ﴿٣﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿٤﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ
عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿٥﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿٦﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ
اَحَدٌ ﴿٧﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ﴿٨﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ﴿٩﴾ وَهَدَيْنٰهُ
النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾
فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ﴿١٣﴾ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۙ﴿١٤﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۙ﴿١٥﴾
اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا
بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾

سُوْرَةُ الشَّمْسِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿١﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿٢﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ﴿٣﴾
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ﴿٤﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ﴿٥﴾ وَالْاَرْضِ وَمَا
طَحٰىهَا ﴿٦﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿٧﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿٨﴾

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ
بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ
اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ
بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵

سُوْرَةُ الَّيْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝۲ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ
وَالْاُنْثٰٓى ۝۳ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝۵
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ
وَاسْتَغْنٰى ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝۱۰
وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝۱۱ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝۱۲ وَاِنَّ لَنَا
لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝۱۳ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝۱۴ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا
الْاَشْقَى ۝۱۵ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۶ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝۱۷ الَّذِيْ
يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝۱۸ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝۱۹
اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝۲۰ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝۲۱

1	پہلے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

اس سال کے اسباق — سبق ۲ — سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝١ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝٢ وَشَاهِدٍ
وَّمَشْهُوْدٍ ۝٣ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝٤ النَّارِ ذَاتِ
الْوَقُوْدِ ۝٥ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝٦ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝٧ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا
بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝٨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ
الْحَرِيْقِ ۝١٠ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝١١ اِنَّ
بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝١٢ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝١٣ وَهُوَ
الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝١٤ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝١٥ فَعَّالٌ لِّمَا
يُرِيْدُ ۝١٦ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝١٧ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝١٨

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝١٩ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ

مُّحِيْطٌ ۝٢٠ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝٢١ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝٢٢

۲	۳	مہینے میں	۳۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۳

سُوْرَةُ الطَّارِقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝٢ النَّجْمُ

الثَّاقِبُ ۝٣ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝٤ فَلْيَنْظُرِ

الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝٥ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝٦ يَّخْرُجُ مِنْ

بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝٧ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝٨

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝٩ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝١٠ وَالسَّمَآءِ

ذَاتِ الرَّجْعِ ۝١١ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝١٢ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ

فَصْلٌ ۝١٣ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝١٤ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝١٥

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝١٦ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝١٧

۳	۴	مہینے میں	۲۵	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۴

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝۱ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲ وَالَّذِىْ

قَدَّرَ فَهَدٰى ۝۳ وَالَّذِىْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝۴ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً

اَحْوٰى ۝۵ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝۶ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ

يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝۷ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝۸ فَذَكِّرْ

اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝۹ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝۱۰

وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝۱۱ الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝۱۲

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝۱۳ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝۱۴

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝۱۵ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۱۶

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝۱۷ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ

الْاُوْلٰى ۝۱۸ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝۱۹

۴ ۵ مہینے میں ۳۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

تعریف

درسِ قرآن قرآنِ کریم ترجمے اور مطلب کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کو "درسِ قرآن" کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

قرآن وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۝ [سورۂ قمر: ۱۷]

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنادیا ہے، اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

قرآن مجید تمام انسانوں کے نام اللہ کا پیغام ہے، تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے، اس پر عمل کر کے انسان دنیا میں پاکیزہ زندگی گذارتا ہے اور آخرت میں ہمیشہ کی کامیابی حاصل کرتا ہے، اس کتاب میں ہر زمانہ میں ہر فرد کے لیے زندگی گذارنے کے اصول بتائے گئے ہیں، اللہ و رسول کی پسندیدہ باتوں کو اپنانے کی تعلیم دی گئی ہے اور اللہ و رسول کو ناراض کرنے والی باتوں سے روکا گیا ہے۔

چونکہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور ہماری مادری زبان اردو، ہندی وغیرہ دوسری زبانیں ہیں، اس لیے ہم ترجمہ وتفسیر جانے بغیر قرآنی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوسکتے، اس لیے ہمیں ترجمہ وتفسیر کی ضرورت پڑتی ہے، لہٰذا ہمیں معتبر علما کے ترجمے وتفسیر سے استفادہ کرنا چاہیے تاکہ ہم قرآن سمجھ کر پڑھ سکیں اور قرآنی ہدایات کے سائے میں زندگی گذار سکیں۔

حضرت محمد ﷺ کے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کریم بہت ہی ادب کے ساتھ پڑھتے اور اس کی ایک ایک آیت کو سمجھنے کی کوشش کرتے اور نبی ﷺ سے آیتوں کے مطلب اور معنی پوچھا کرتے، جب تک آیتوں کا مطلب اچھی طرح نہ سمجھ لیتے آگے نہیں بڑھتے، چنانچہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ہم (صحابہ) میں جو شخص دس آیتیں سیکھ لیتا تھا تو جب تک ان کے معانی کو خوب سمجھ نہ لیتا اور عمل نہ کر لیتا دوسری آیتیں نہیں سیکھتا تھا۔

[تفسیر طبری: ۱/ ۸۰، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ]

لہٰذا ہمیں بھی قرآن کو تجوید سے پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے معنی و مطلب کو سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے اور اس کے مضامین میں غور و فکر کرنا چاہیے، اس کی وجہ سے ہمیں کامیابی ملے گی، چنانچہ حدیث میں ہے کہ قرآن کے مضامین پر غور کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

[شعب الایمان: ۲۰۰۷، عن عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد یا مدرسہ وغیرہ) میں اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت کے لیے جمع ہوتے ہیں اور (اس کے ترجمے و تفسیر کو تدریس کے طور پر) آپس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں، تو ان لوگوں پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت برستی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں کے درمیان ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

[ابوداؤد: ۱۴۵۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ہدایت برائے استاذ

طلبہ میں قرآن فہمی کا شوق پیدا کرنے کے لیے درسِ قرآن کے نام سے اس سال کے نصاب میں سورۂ قارعہ، سورۂ تکاثر، سورۂ عصر اور سورۂ ہمزہ کا لفظی و محاوری ترجمہ اور مختصر پیغام دیا جا رہا ہے۔ ہر لفظ کا لفظی ترجمہ اور پوری آیت کا محاوری ترجمہ طلبہ کو یاد کرا دیں اور ہر سورۃ کا پیغام اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشین کرا دیں اور سورتوں کے فضائل بتا کر خاص مواقع میں ان سورتوں کو پڑھنے کی ترغیب بھی دیں۔ اور نمازوں میں ان سورتوں کو معنی کے استحضار کے ساتھ پڑھنے کی تلقین کرتے رہیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ گذشتہ سال کی سورتوں کا ترجمہ بھی اس سال بطور دور کے دیا گیا ہے، تاکہ ترجمہ طلبہ کے ذہن نشین رہے۔

سبق ا

گذشتہ سالوں کا دور

تعوّذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سورۂ فاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ۝۱ جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے ۝۲
جو مالک ہے بدلے کے دن کا۔ ۝۳

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ۝۴ ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ ۝۵

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۶

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ ان لوگوں کا نہیں جن پر تیرا غصہ ہوا اور نہ ان لوگوں کا
جو راستے سے بھٹک گئے ۝۶

سورۂ کافرون

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾

آپ کہہ دیجیے اے کافرو! ﴿۱﴾ نہ میں تمھارے معبودوں کی عبادت کرتا ہوں ﴿۲﴾

وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ﴿۴﴾

اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو ﴿۳﴾ اور نہ میں تمھارے معبود کی عبادت کرنے والا ہوں ﴿۴﴾

وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ﴿۶﴾

اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو ﴿۵﴾ تم کو تمھارا بدلہ ملے گا، مجھ کو میرا بدلہ ﴿۶﴾

سورۂ نصر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾

جب اللہ کی مدد اور فتح آپہونچے ﴿۱﴾ اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیں ﴿۲﴾

فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؔؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

تو آپ اپنے رب کی تسبیح وحمد کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ﴿۳﴾

سورۂ لہب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تَبَّتۡ يَدَاۤ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؕ﴿۲﴾

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہوجائے۔ ﴿۱﴾ نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ ﴿۲﴾

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴

وہ عنقریب ایک دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا ۝۳ اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے ۝۴

فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

اس کے گلے میں خوب بٹی ہوئی ایک رسّی ہوگی ۝۵

سورۂ اخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ یَلِدْ ۙ۬

آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے ۝۱ اللہ بے نیاز ہے ۝۲ نہ اس کی کوئی اولاد ہے

وَلَمْ یُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے ۝۳ اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے ۝۴

سورۂ فلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲

آپ کہیے میں پناہ لیتا ہوں صبح کے مالک کی ۝۱ مخلوق کی برائی سے ۝۲

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝۴

اور اندھیری رات کی برائی سے جب وہ آئے ۝۳ اور گرہوں میں پھونک مارنے والیوں کی برائی سے ۝۴

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵

اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے۔

سورۂ ناس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾

آپ کہیے میں پناہ لیتا ہوں انسانوں کے رب کی ﴿۱﴾ انسانوں کے بادشاہ کی ﴿۲﴾ انسانوں کے معبود کی ﴿۳﴾

مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾

وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کی برائی سے ﴿۴﴾ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے ﴿۵﴾

مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ٪﴿۶﴾

چاہے وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے ﴿۶﴾

سورۂ کوثر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾

یقیناً ہم نے آپ کو "کوثر" عطا کی ﴿۱﴾ لہٰذا تم اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو ﴿۲﴾

اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ٪﴿۳﴾

بے شک تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے ﴿۳﴾

سورۂ ماعون

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۱﴾ فَذٰلِکَ الَّذِیۡ یَدُعُّ الۡیَتِیۡمَ ۙ﴿۲﴾

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے ﴿۱﴾ وہ ایسا شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ﴿۲﴾

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾

اور محتاج کو کھانا دینے کی (دوسروں کو بھی) ترغیب نہیں دیتا ہے ﴿۳﴾ پس ان نمازیوں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۴﴾

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾

جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں ﴿۵﴾ جو ریاکاری کرتے ہیں اور ﴿۶﴾ (دوسروں کو) معمولی چیز دینے سے بھی انکار کرتے ہیں ﴿۷﴾

سورۂ قریش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿۲﴾

چونکہ قریش کے لوگ عادی ہیں یعنی وہ سردی اور گرمی کے موسموں میں سفر کرنے کے عادی ہیں ﴿۲﴾

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿۳﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾

تو انہیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں ﴿۳﴾ جس نے ان کو کھانا کھلایا۔ اور ان کو خوف میں امن دیا ﴿۴﴾

سورۂ فیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ﴿۱﴾ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ﴿۲﴾

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ﴿۱﴾ کیا اس نے ان لوگوں کی ساری چالیں بیکار نہیں کر دی ﴿۲﴾

وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴿۳﴾ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۴﴾

اوران پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے ﴿۳﴾ جو ان پر پکی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے ﴿۴﴾

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ﴿۵﴾

پس کر دیا انہیں ایسا جیسے کھایا ہوا بھوسا ﴿۵﴾

1 پہلے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اس سال کے اسباق سبق ۲ ❶ سورۂ ہمزہ مع ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَيْلٌ	لِّكُلِّ	هُمَزَةٍ	لُّمَزَةِۣ
بڑی خرابی ہے	اس شخص کی	عیب لگانے والا	طعنہ دینے والا
بڑی خرابی ہے اس شخص کی جو پیٹھ پیچھے دوسروں پر عیب لگانے والا (اور) منہ پر طعنے دینے کا عادی ہو۔			

الَّذِىْ	جَمَعَ	مَالًا	وَّعَدَّدَهٗ
جس نے	اکٹھا کیا	مال	اور اس کو بار بار گنا
جس نے مال اکٹھا کیا ہو اور اسے گنتا رہتا ہو			

يَحْسَبُ	اَنَّ	مَالَهٗٓ	اَخْلَدَهٗ
وہ سمجھتا ہے	کہ بے شک	اس کا مال	اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا
وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا			

وَمَآ اَدْرٰىكَ	فِى الْحُطَمَةِ	لَيُنْبَذَنَّ	كَلَّا
اور کیا آپ کو معلوم ہے	چورا چورا کرنے والی میں	وہ ضرور پھینکا جائے گا	ہرگز نہیں
ہرگز نہیں اس کو ایسی جگہ میں پھینکا جائے گا جو چورا چورا کرنے والی ہے اور کیا آپ کو معلوم ہے			

اَلْمُوْقَدَةُ	نَارُ اللّٰهِ	مَا الْحُطَمَةُ
سلگائی ہوئی	اللہ کی آگ ہے	چورا چورا کرنے والی کیا ہے
وہ چورا چورا کرنے والی چیز کیا ہے؟ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے!		

الْاَفْـِٕدَةِ	عَلَى	تَطَّلِعُ	الَّتِىْ
دلوں	پر	جا چڑھے گی	جو
جو دلوں پر جا چڑھے گی			

مُّمَدَّدَةٍ	فِىْ عَمَدٍ	مُّؤْصَدَةٌ	عَلَيْهِمْ	اِنَّهَا
لمبے لمبے	ستونوں میں	بند کر دی جائے گی	ان پر	بے شک وہ
بے شک وہ آگ ان پر لمبے لمبے ستونوں میں بند کر دی جائے گی۔				

سبق ۳ ② سورۂ ہمزہ کی قیمتی نصیحت

تین سخت گناہ

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے تین سخت گناہوں کا ذکر کرکے ان پر بڑے شدید عذاب کی وعید سنائی ہے: ① کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا۔ ② آمنے سامنے طعن و تشنیع کرنا۔ ③ مال جمع کرنا۔

غیبت اور طعنہ

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۙ ۝۱

اس آیت میں دو بڑے گناہوں کی نشاندہی کی گئی ہے جس سے بچنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ ① غیبت ② اور طعنہ دینا، یہ دونوں انتہائی ذلیل خصلتیں ہیں۔ پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنا غیبت ہے جسے سورۂ حجرات میں نہایت گھناؤنا گناہ قرار دیا گیا ہے، ارشاد ہے کہ کوئی کسی کی غیبت نہ کیا کرے، کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالے، اس کو تو تم ضرور برا سمجھتے ہو (تو سمجھ لو کہ کسی بھائی کی غیبت بھی اسی کی طرح ہے)۔ [سورۂ حجرات ۱۲]

دوسرا گناہ جس کا بیان اس آیت کریمہ میں ہے، طعنہ دینا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے سامنے کوئی ایسی بات کہی جائے جس سے اس کا دل دکھتا ہو اور یہ غیبت سے بھی زیادہ سنگین ہے۔

آیت میں ان دونوں گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے بڑی ہلاکت و تباہی بتائی گئی ہے۔ نیز حدیث پاک میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی جستجو نہ کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب تلاش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس

کے عیب تلاش کرتا ہے اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرے اس کو اس کے گھر کے اندر بھی رسوا کر دیتا ہے۔ [شعب الایمان: ۹۶۶۰، عن براء رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ طعن و تشنیع اور لعنت ملامت کرنے والا ہو۔ [ترمذی: ۱۹۷۷، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ]

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے بندوں میں بدترین وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان فساد ڈلواتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں۔ [مسند احمد: ۱۷۹۹۸، عن عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ]

مال کی شدید محبت پر وعید

الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝۲ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝۳

اس آیت میں مال جمع کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے اور اس پر بھی عذاب شدید کی وعید ہے لیکن اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ جائز طریقے سے مال حاصل کرنا کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن اس کی ایسی محبت کہ ہر وقت انسان اسی کی گنتی میں لگا رہے اسے گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے۔ اور جب کسی شخص پر مال کی محبت اس طرح سوار ہو جائے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ میری ہر مشکل اسی مال کے ذریعے حل ہوگی اور وہ موت سے غافل ہو کر دنیا داری کے منصوبے اس طرح بناتا رہتا ہے جیسے یہ مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔

مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے کہ وہ غیبت، طعنہ اور مال جمع کرنے جیسے گناہوں میں مبتلا ہو ایسے برے کام تو کافروں کے ہوا کرتے ہیں جیسا کہ کفار مکہ کا یہی حال تھا جب کہ حضور ﷺ مکہ میں تھے تو انہوں نے یہ عادت بنالی تھی کہ وہ ہر جگہ حضور کی غیبت کرتے تھے اور جب کہیں حضور ﷺ سامنے آجاتے تھے تو برا بھلا کہتے تھے، اللہ کی قدرت اور اپنی بے چارگی اس حد تک بھول گئے تھے کہ مال جوڑ جوڑ کر رکھتے تھے کہ جس کے پاس مال ہوگا وہ کہاں مر سکتا ہے؟ سمجھتے تھے کہ جس کے پاس مال ہے وہ تو ساری دنیا خرید سکتا ہے اور جو دنیا خرید سکتا ہے، اسے موت کہاں آسکتی ہے!

حُطمہ کیا ہے؟

كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥
الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ گناہ کرنے والوں کا انجام اور اس پر عذاب کی ہولناکی بتائی ہے کہ یہ کیسی بڑی غلطی ہے کہ نادان لوگ دنیا بھر کی برائیاں کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مال ہے تو سب کچھ ہے، اب ان کو نہ خدا کی پرواہ، نہ رسول سے غرض، نہ دین سے تعلق ہے، نہ عبادت سے کام! ایسے لوگوں کا انجام اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ ان کو دوزخ میں پھینک دیا جائے۔ اور دوزخ بھی ایسی کہ جس کی آگ دلوں تک پہونچتی ہے اور اس آگ کے شعلے لمبے چوڑے ستونوں کی شکل میں ہوں گے اور چاروں طرف سے دوزخیوں کو اس طرح گھیر لیں گے کہ باہر نکلنے کا راستہ بند ہوگا۔

اس آیت میں جہنم کی آگ کی ایک خصوصیت بتائی گئی ہے کہ وہ آگ دلوں تک پہونچ جائے گی، یوں تو ہر آگ کا خاصہ یہی ہے کہ جو چیز اس میں پڑے اس کے سبھی اجزا کو جلا دیتی ہے، انسان اس میں ڈالا جائے گا تو اس کے سارے اعضا کے ساتھ دل بھی جل جائے گا۔ یہاں جہنم کی آگ کی یہ خصوصیت اس لیے ذکر کی گئی کہ دنیا کی آگ جب انسان کے بدن کو لگتی ہے تو اس کے دل تک پہنچنے سے پہلے ہی موت واقع ہو جاتی ہے، بخلاف جہنم کے کہ اس میں موت تو آئے گی ہی نہیں تو دل تک آگ کا پہنچنا بحالت حیات ہوگا، تو گویا انسان زندہ ہونے کی حالت میں دل کے جلنے کی تکلیف محسوس کرے گا۔

سوالات

① سورۂ ہمزہ کا ترجمہ سنائیے۔

② سورۂ ہمزہ میں کن بڑے گناہوں کا ذکر کیا گیا ہے؟

③ کس طرح مال جمع کرنے پر سخت مذمت بیان کی گئی ہے؟

④ جہنم کی آگ کی کیا خصوصیت بیان کی گئی ہے؟

۲ دوسرے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۴

① سورۂ عصر کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے دو شخص ایسے تھے کہ جب وہ آپس میں ملتے تھے، اس وقت تک جدا نہ ہوتے جب تک ان میں سے ایک دوسرے کے سامنے سورۂ والعصر نہ پڑھ لے۔ [معجم کبیر:۱۳۶۶]

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ صرف اسی سورت میں غور و فکر کر لیتے تو یہی ان کے لیے کافی تھی۔ [ابن کثیر:۴/۶۷۱]

② سورۂ عصر مع ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۝

وَالۡعَصۡرِ	اِنَّ	الۡاِنۡسَانَ	لَفِیۡ خُسۡرٍ
قسم ہے زمانے کی	در حقیقت	انسان	گھاٹے میں ہے
زمانے کی قسم، انسان درحقیقت بڑے گھاٹے میں ہے۔			

اِلَّا	الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَ	عَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	وَ
مگر	وہ لوگ جو	ایمان لائیں	اور	کام کریں	اچھے اچھے	اور
سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور						

بِالصَّبْرِ	تَوَاصَوْا	وَ	بِالْحَقِّ	تَوَاصَوْا
صبر کی	ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہیں	اور	حق بات کی	ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہیں
اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں۔				

۳ سورۂ عصر کی قیمتی نصیحت

تمام انسان خسارہ میں ہیں

وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴿۲﴾

اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھا کر انسان کے سامنے زمانے کو پیش کیا ہے، زمانہ اس بات کا گواہ ہے کہ دنیا میں جو لوگ ہیں وہ خسارہ میں ہی ہیں، دنیا کی زندگی میں جو کچھ کماتے کرتے ہیں اسے تو چھوڑ ہی جاتے ہیں اور چونکہ ایمان اور نیک اعمال سے خالی ہوتے ہیں اس لیے آخرت میں ان کے لیے خسارہ ہی خسارہ ہے۔ انسان اگر پہلے کے لوگوں کے حالات پڑھے تو اسے پتہ چلے گا کہ وہ دنیوی زندگی میں تمام آسائشوں اور لذتوں سے لطف اندوز ہونے کے باوجود محض ایمان اور نیک اعمال سے محرومی کی وجہ سے آخرت کے اعتبار سے بڑے خسارہ اور گھاٹے میں ہیں۔ ایسی قوموں کو دنیا ہی میں آسمانی عذاب کا سامنا کرنا پڑا اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتابیں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر خبردار کرتے رہے ہیں کہ اگر ایمان اور نیک عمل کی روش اختیار نہ کی گئی تو آخرت میں بڑا سخت عذاب انسان کا منتظر ہے۔

اہل ایمان خسارہ سے محفوظ ہوں گے

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انسان خسارہ اور نقصان سے محفوظ اس وقت ہوگا جب کہ

اس کی زندگی ایمان سے سجی ہوئی ہو، ہاں مگر یاد رہے کہ محض زبان سے اللہ اللہ کہہ دینا ہی کافی نہ ہوگا، بلکہ پختہ ایمان کے ساتھ ساتھ ایمان کے تقاضوں کے مطابق زندگی گذارنا ضروری ہوگا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی کچھ صفات بھی بتائی ہیں کہ ان صفات سے آراستہ لوگ دنیا و آخرت کے خسارہ و نقصان سے محفوظ رہیں گے۔

ایمان والوں کی تین نمایاں صفات

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾

حقیقی ایمان والے ان تین صفات سے متصف ہوتے ہیں ① پہلی صفت یہ ہے کہ وہ اعمالِ صالحہ کرنے والے ہیں۔ ② دوسری صفت یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے ہیں یعنی خود تو اچھے اعمال کرتے ہی ہیں، ساتھ ہی اپنے ملنے جلنے والوں، دوست واحباب اور بیوی بچوں کو حق بات کو قبول کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ ③ تیسری صفت یہ ہے کہ آپس میں یہ بھی وصیت و نصیحت کریں کہ جو دنیا میں تکلیفیں آئیں انہیں برداشت کریں اور گناہوں سے بچتے رہیں اور نیکیوں پر لگے رہیں، نیز جن لوگوں کو حق کی دعوت دی جائے اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو بھی برداشت کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود نیک بن جانا ہی نجات کے لیے کافی نہیں ہے، بلکہ اپنے اپنے اثر و رسوخ کے دائرے میں دوسروں کو حق بات اور صبر کی تلقین کرنا بھی ضروری ہے۔ یعنی اچھی باتوں کا حکم دینا اور پاکیزہ معاشرہ بنانے کی کوشش کرنا اور بری باتوں سے لوگوں کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق روکنا اور گندے ماحول کو ختم کرنا بھی اہل ایمان کی عظیم ذمہ داری ہی نہیں، بلکہ خسارہ و نقصان سے بچانے کا ضامن بھی ہے۔

سوالات

① سورۂ عصر کی فضیلت بتائیے۔
② سورۂ عصر کا ترجمہ سنائیے۔
③ زمانہ کس بات کا گواہ ہے؟
④ خسارہ سے کون لوگ محفوظ ہیں؟
⑤ ایمان والوں کی نمایاں صفات کیا ہیں؟

۳ تیسرے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۵

① سورۂ تکاثر کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں قرآن شریف کی پڑھ لیا کرے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے؟ ارشاد فرمایا: کیا تم میں کوئی اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ سورۃ ''اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ'' پڑھ لیا کرے (کہ اس کا ثواب ایک ہزار آیتوں کے برابر ہے) [مستدرک حاکم: ۱/ ۲۰۸]

② سورۂ تکاثر مع ترجمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْھٰکُمُ	التَّکَاثُرُ	حَتّٰی	زُرْتُمُ	الْمَقَابِرَ
غفلت میں ڈال رکھا ہے تم کو	فخر کرنا	یہاں تک کہ	پہنچ جاتے ہو تم	قبرستانوں میں
ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دنیا کے ساز و سامان پر فخر کرنے نے تم کو غفلت میں ڈال رکھا ہے یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاتے ہو				

کَلَّا	سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ	ثُمَّ کَلَّا	سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ
ہرگز نہیں	تم کو عنقریب سب پتہ چل جائے گا	پھر ہرگز نہیں	تم کو عنقریب سب پتہ چل جائے گا
ہرگز ایسا نہیں تمہیں عنقریب سب پتہ چل جائے گا پھر (سن لو) ہرگز ایسا نہیں تمہیں عنقریب سب پتہ چل جائے گا۔			

الْجَحِيْمَ	لَتَرَوُنَّ	عِلْمَ الْيَقِيْنِ	تَعْلَمُوْنَ	لَوْ	كَلَّا
دوزخ کو	تم ضرور دیکھو گے	یقینی طور پر	تم جانتے ہوتے	اگر	ہرگز نہیں
ہرگز نہیں! اگر تم یقینی علم کے ساتھ جانتے ہوتے (تو ایسا نہ کرتے) یقین جانو تم دوزخ کو ضرور دیکھو گے۔					

عَيْنَ الْيَقِيْنِ	لَتَرَوُنَّهَا	ثُمَّ
یقین کی آنکھ	ضرور تم اس کو دیکھو گے	پھر
پھر یقین جانو کہ تم اسے بالکل یقین کے ساتھ ضرور دیکھ لو گے۔		

عَنِ النَّعِيْمِ	يَوْمَئِذٍ	لَتُسْئَلُنَّ	ثُمَّ
نعمتوں کے بارے میں	اس دن	تم سے ضرور پوچھا جائے گا	پھر
پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ ان کا کیا حق ادا کیا)۔			

۳ سورۂ تکاثر کی قیمتی نصیحت

مال واولاد کی کثرت سبب غفلت

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ مال واولاد کی کثرت اور دنیا کے سازوسامان کی حرص ولالچ آدمی کو غفلت میں پھنسائے رکھتی ہے، نہ مالک کا دھیان آنے دیتی ہے نہ آخرت کی فکر، بس

شب و روز یہی دھن لگی رہتی ہے کہ جس طرح بن پڑے مال و دولت کی کثرت ہو اور میرا کنبہ اور جتھا سب کنبوں اور جتھوں سے غالب رہے۔ اسی طرح وہ غفلت میں پڑا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ موت آجاتی ہے تب قبر میں پہنچ کر پتہ چلتا ہے کہ سخت غفلت اور بھول میں پڑے ہوئے تھے، محض چند روز کی چہل پہل تھی۔ موت کے بعد وہ سب ساز و سامان اور مال و دولت ہیچ ثابت ہوتے ہیں، بلکہ آدمی کے لیے بسا اوقات عذاب و وبال کا سبب بن جاتے ہیں۔

عنقریب سب پتہ چل جائے گا

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾

اب بتایا جا رہا ہے کہ ہرگز نہیں یعنی نہ دنیوی ساز و سامان قابل فخر ہے اور نہ آخرت قابل غفلت۔ تمہارا یہ خیال صحیح نہیں کہ مال و اولاد کی کثرت ہی کام آنے والی چیز ہے عنقریب تم معلوم کر لو گے کہ یہ زائل و فانی چیز ہرگز فخر کے لائق نہ تھی۔ پھر سمجھ لو کہ آخرت ایسی چیز نہیں جس سے انکار کیا جائے یا غفلت برتی جائے، آگے چل کر تم کو بہت جلد کھل کر سمجھ میں آجائے گا کہ اصل زندگی اور عیش آخرت کا ہے اور دنیا اس زندگی کے مقابلے میں خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔

تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ﴿۶﴾
ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ﴿۷﴾

تمہارا یہ خیال بالکل صحیح نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لیتے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کے سب سامان ہیچ ہیں تو ہرگز اس غفلت میں پڑے نہ رہتے۔ اس غفلت و انکار کا نتیجہ دوزخ ہے، وہ

تم کو دیکھنا پڑے گا، اول تو اس کا کچھ اثر برزخ میں نظر آئے گا، پھر آخرت میں پوری طرح دیکھ کر آنکھوں دیکھا یقین حاصل ہو جائے گا۔ دوزخ میں بہت سے لوگ اپنی غفلت اور نافرمانیوں کے باعث داخل ہوں گے وہ لوگ تو دوزخ اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی لیں گے۔ جو لوگ جنت میں جائیں گے انہیں بھی دوزخ دکھائی جائے گی تاکہ انہیں جنت کی صحیح قدر معلوم ہو۔

نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿٨﴾

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ قیامت میں دنیا کی ہر لذت کے متعلق سوال ہوگا، چاہے اس کا تعلق کھانے پینے سے ہو یا لباس اور مکان سے یا بیوی اور اولاد سے یا حکومت و عزت سے۔ تم سب سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کے متعلق باز پرس ہوگی کہ تم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کو گناہوں میں تو خرچ نہیں کیا؟ ان نعمتوں میں سے بعض نعمتوں کے متعلق تو خود قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں سوال فرمائیں گے، چنانچہ ارشاد ہے کہ کان، آنکھ اور دل کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ [بنی اسرائیل: ۳۶]

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز بندے سے جس چیز کا سب سے پہلے سوال ہوگا، (وہ تندرستی ہے) اس کو کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تمہیں تندرستی نہیں دی تھی اور کیا ہم نے تمہیں میٹھا پانی نہیں پلایا تھا؟ [شعب الایمان: ۴۲۰۷، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

اسی لیے رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا دھیان رکھتے تھے اور اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس طرف متوجہ فرماتے رہتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر ایک انصاری صحابی کے گھر تشریف لے گئے، انہوں نے کھجوروں کا خوشہ پیش کیا، جن میں تینوں قسم کی کھجوریں تھیں، تر کھجوریں بھی اور خشک بھی اور کچی پکی کے درمیان بھی، صاحب خانہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک بکری بھی ذبح کی،

آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے کھجوریں کھائیں اور کھانا کھایا اور پانی پیا جب سیر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قیامت کے دن اس نعمت کے بارے میں تم سے ضرور سوال کیا جائے گا کہ نعمت کا کیا حق ادا کیا اور اس سے جو قوت حاصل ہوئی اس کو کس کام میں لگایا؟ شکر ادا کیا یا نہیں؟ تم کو بھوک نے گھروں سے نکالا، ابھی تم واپس نہیں لوٹے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ نعمت عطا فرمادی۔ [مسلم: ۵۴۳۴، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

لہٰذا ہمیں ایک ایک نعمت کو یاد کر کے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے رہنا چاہیے اور اس کی اطاعت گذاری میں لگ کر اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیے۔

سوالات

① سورۂ تکاثر کی فضیلت بتائیے۔
② سورۂ تکاثر ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔
③ انسان کی غفلت کب دور ہوتی ہے؟
④ دوزخ کون لوگ دیکھیں گے؟
⑤ نعمتوں کے بارے میں کیا سوال ہوگا؟

۴ چوتھے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۶

① سورۂ قارعہ مع ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

اَلۡقَارِعَةُ	مَا الۡقَارِعَةُ	وَمَآ اَدۡرٰىكَ	مَا الۡقَارِعَةُ
کھڑکھڑانے والی	کیا ہے کھڑکھڑانے والی چیز	اور تمہیں کیا معلوم	کیا ہے کھڑکھڑانے والی چیز

کھڑکھڑانے والی، کیا ہے کھڑکھڑانے والی چیز اور تمہیں کیا معلوم کیا ہے کھڑکھڑانے والی چیز

يَوْمَ يَكُوْنُ	النَّاسُ	كَالْفَرَاشِ	الْمَبْثُوْثِ
جس دن ہوں گے	سارے لوگ	پروانوں کی طرح	پھیلے ہوئے
جس دن سارے لوگ پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے			

وَتَكُوْنُ	الْجِبَالُ	كَالْعِهْنِ	الْمَنْفُوْشِ
اور ہوں گے	پہاڑ	رنگین اون	دھنکی ہوئی
اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے			

فَاَمَّا	مَنْ	ثَقُلَتْ	مَوَازِيْنُهٗ	فَهُوَ	فِيْ	عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ
پس اب	جس شخص	وزنی ہوں گے	پلڑے اس کے	تو وہ	میں	من پسند زندگی
پس اب جس شخص کے پلڑے وزنی ہوں گے تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا						

وَاَمَّا مَنْ	خَفَّتْ	مَوَازِيْنُهٗ	فَاُمُّهٗ	هَاوِيَةٌ
اور وہ جو	ہلکے ہوں گے	پلڑے اس کے	اس کا ٹھکانا	ایک گہرا گڑھا
اور وہ جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانا ایک گہرا گڑھا ہوگا				

وَمَآ اَدْرٰىكَ	مَا هِيَهْ	نَارٌ	حَامِيَةٌ
اور تمہیں کیا معلوم	کیا ہے وہ	آگ	دہکتی ہوئی
اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ گہرا گڑھا کیا چیز ہے؟ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔			

۲ سورۂ قارعہ کی قیمتی نصیحت

القارعۃ کیا ہے؟

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳

اس سورت میں قیامت کے دن کی منظر کشی کی گئی ہے۔ کھڑکھڑانے والی چیز سے مراد قیامت ہے جو دلوں کو گھبراہٹ سے اور کانوں کو سخت آوازوں سے کھڑکھڑائے گی اور یہ اس روز ہوگا جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح ہوجاویں گے کہ لوگ اس روز اس کثرت سے ہوں گے کہ سارے اولین و آخرین انسان ایک میدان میں جمع ہوجائیں گے اور سب انسان پروانوں جیسے ضعیف و عاجز ہوں گے، نیز اہل ایمان کے علاوہ دوسرے کفار و مشرکین پتنگوں کی طرح بے چین و بے تاب ہوں گے رہے اہل ایمان تو وہ اپنی قبر سے مطمئن اٹھیں گے۔

اور اس دن پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہوجاویں گے، پہاڑوں کے رنگ چونکہ مختلف ہیں، وہ سب اڑتے پھریں گے، ان پہاڑوں کی مثال اس اون کی ہوگی جس میں مختلف رنگ کے بال ملے ہوئے ہوں گے۔

اعمال کا وزن ہوگا

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷

اب بتایا جارہا ہے کہ قیامت کے روز اعمال کا وزن ہوگا۔ جس کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائے گا اور اسے جنت میں داخلہ نصیب ہوگا اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا اس کو عذاب ہوگا اور اس کا ٹھکانا دوزخ کا گڑھا ہوگا جس میں دہکتی ہوئی آگ ہوگی۔

اعمال کا وزن دو مرتبہ ہوگا: ایک مرتبہ کے وزن سے مؤمن اور کافر کا امتیاز کر دیا جائے گا، ہر مؤمن کا پلہ بھاری اور ہر کافر کا ہلکا ہوگا، پھر مؤمنین میں اچھے اور برے کا امتیاز کرنے کے لیے دوسرا وزن ہوگا، اس آیت کریمہ میں پہلا وزن مراد ہے جس میں ہر مؤمن کا پلہ ایمان کی وجہ سے بھاری رہے گا خواہ اس کا عمل کیسا بھی ہو اور کافر کا پلہ ایمان نہ ہونے کے سبب ہلکا رہے گا خواہ اس نے کچھ نیک کام بھی کیے ہوں۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے، گنے نہیں جائیں گے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ جہاں اعمال کی کثرت کی کوشش کرتا ہے، وہیں ان کو وزنی اور جاندار بنائے، اور اعمال میں وزن اخلاص اور سنت کی مطابقت سے پیدا ہوتا ہے جس شخص کا عمل جتنا اخلاص اور سنت کی تابعداری کے ساتھ ہوگا، اتنا ہی اس کا عمل وزنی اور بھاری ہوگا۔ اگر چہ وہ عمل تعداد اور گنتی کے اعتبار سے کم ہو۔

سوالات

① سورۂ قارعۃ کا ترجمہ سنائیے۔

② سورۂ قارعۃ میں قیامت کی منظر کشی کس طرح کی گئی ہے؟

③ اعمال کے تولنے کے بعد کیا ہوگا؟

④ عمل کا وزن کس طرح بڑھتا ہے؟

۵ پانچویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

تعریف

آداب و دعائیں زندگی گزارنے کے عمدہ اصول وضوابط کو ''آداب'' اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کو ''دعا'' کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ وہدیہ نہیں دیا۔ [معجم کبیر: ۱۳۲۳۴، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچوں کو اچھے آداب سکھانے کی ترغیب دی ہے اور اسے بچوں کے لیے بہترین عطیہ وہدیہ قرار دیا ہے۔ ادب انسانی زندگی کا خوبصورت زیور ہے، اس سے انسان کامل بنتا ہے، اور اس میں اچھی زندگی گزارنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر ادب انسان کی زندگی میں نہ ہو، تو انسان چاہے کتنا ہی بڑا صاحبِ کمال اور مختلف علوم وفنون کا ماہر بن جائے، وہ ادھورا ہی رہتا ہے، اس میں زندگی گزارنے کا سلیقہ نہیں ہوتا، اسلام نے زندگی گزارنے کے عمدہ سے عمدہ اصول ہمیں عطا فرمائے ہیں۔ ان ہی اصولوں کو زندگی میں لاکر دنیا کی وحشی سے وحشی قومیں بھی باادب، سلیقہ مند اور مہذب بن گئیں، اسلام نے ہمیں ہر چیز کے آداب سکھائے ہیں، معمولی سے معمولی کاموں حتی کہ استنجے کے بھی آداب بتا کر ہماری رہنمائی فرمائی ہے، ان آداب کی رعایت کرنے سے زندگی خوب سے خوب تر بنتی چلی جاتی ہے اور اچھی زندگی گزارنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے، باادب اور سلیقہ مند انسان کو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کی قدر کی جاتی ہے، اس لیے ہمیں تمام اعمال میں آداب کی پوری پوری رعایت کرنا چاہیے۔

اسلام نے جس طرح ہر موقع وہر عمل کے لیے کچھ آداب سکھائے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لیے دعائیں بھی بتائی ہیں، یہ دعائیں نہایت اہم اور بڑی

بابرکت ہیں، انسانی زندگی کا کوئی عمل ایسا نہیں جس کے مناسب حضور ﷺ نے دعا نہ مانگی ہو، ہر اس خیر و بھلائی کو آپ ﷺ نے طلب کیا ہے، جس سے انسان کو سکون و راحت مل سکے اور ہر ان فتنوں اور تکلیف دینے والی چیزوں سے پناہ مانگی ہے، جس سے انسان کو کسی طرح کا نقصان پہنچ سکے، ان دعاؤں کے پڑھنے میں نہ کوئی وقت صرف ہوتا ہے اور نہ محنت لگتی ہے، حضور ﷺ نے ان دعاؤں کا اہتمام کرنے کی خوب ترغیب دی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے یہاں کوئی چیز اور کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں۔ [ترمذی: ۳۳۷۰، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ان دعاؤں کا اہتمام کرنے سے اللہ تعالیٰ کا دھیان نصیب ہوتا ہے، ہر طرح کی مصیبتوں اور آفتوں سے حفاظت ہوتی ہے اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، اس لیے ہمیں حضور ﷺ کی بتائی ہوئی دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔

ہدایت برائے استاذ

روزمرہ کے اعمال کی بہت سی دعائیں اور سنتیں طلبہ ابتدائی نصاب میں یاد کر چکے ہیں، گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی ان میں سے بعض دعاؤں کے فضائل ذکر کیے گئے ہیں، تاکہ ان دعاؤں کو پڑھتے وقت ان کی فضیلت کا استحضار رہے۔ سبق پڑھانے کے بعد طلبہ سے سوال کریں کہ اس دعا کو پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا مثلاً اس طرح سوال کریں کہ وضو کے بعد کی دعا پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ نیز اس سال مزید چند دعائیں اور آداب ذکر کیے جا رہے ہیں۔

دعاؤں کے ترجمے یاد کرانے کی کوشش کریں اور ان کی فضیلت بھی طلبہ کو ذہن نشین کرادیں۔ ہر عمل کے وقت اس عمل کی دعا پڑھنے اور آداب کے مطابق اس عمل کو کرنے کی ترغیب بھی دیتے رہیں اور اس کی نگرانی بھی کرتے رہیں۔

جن اعمال کی دعائیں اور سنتیں پچھلے سالوں میں آچکی ہیں، ان کا دور اس سال دیا گیا ہے۔

سبق ۱   گذشتہ سالوں کا دور

کھانے سے پہلے بسم اللہ کا فائدہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ شیطان اس کے ساتھ کھانے میں، سونے میں اور رات گزارنے میں شریک نہ ہو، اُسے چاہیے کہ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرے اور کھانے کے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ'' کہے۔ [ترغیب:۳۲۰۰]

کھانے سے پہلے دعا پڑھنا بھول جائے تو

حضرت اُمیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھاتا ہوا دیکھا، اس نے بِسْمِ اللّٰهِ (شروع میں) نہیں پڑھی تھی، جب آخری لقمے میں اس نے ''بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ'' پڑھ لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہا، جب اس نے ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھا تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا سب اُگل دیا۔ [ابوداؤد:۳۷۶۸، عن امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ]

بیت الخلا میں داخل ہونے کی دعا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قضائے حاجت کے مقامات (شیاطین اور تکلیف دینے والی چیزوں کے) اڈے ہیں، لہٰذا جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے ان میں جانا چاہے تو اللہ کے حضور میں پہلے یہ عرض کرے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ [ابن ماجہ:۲۹۶]

دستر خوان اٹھانے کی دعا

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے دستر خوان اُٹھایا جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔ [ترمذی:۳۴۵۶]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، بابرکت ہو، اے ہمارے رب! ہم اس کھانے کو ناکافی سمجھ کر اور بالکل رخصت کر کے اور اس سے بے نیازی اختیار کرتے ہوئے نہیں اٹھا رہے ہیں۔

وضو کے آداب

① اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔ [شامی: ۱/۲۴۳، کتاب الطہارہ، سنن الوضوء]

② پاک جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔ [شامی: ۱/۳۴۸، سنن الوضوء]

③ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا۔ [شامی: ۱/۳۴۷، سنن الوضوء]

④ ہر عضو کو دھوتے یا مسح کرتے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھنا۔ [شامی: ۱/۲۴۳، کتاب الطہارہ، سنن الوضوء]

⑤ وضو کے دوران دنیوی باتیں نہ کرنا۔ [شامی: ۱/۲۴۳ کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء]

⑥ دائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ [شامی: ۱/۳۰۶، سنن الوضوء]

⑦ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ [شامی: ۱/۳۰۶، سنن الوضوء]

⑧ اعضائے وضو کو دھوتے وقت ہاتھ سے ملنا۔ [شامی: ۱/۳۴۷، سنن الوضوء]

⑨ منہ پر پانی زور سے نہ مارنا۔ [شامی: ۱/۳۵۷، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء]

غسل یا سونے کے لیے کپڑے اتارے تو یہ دعا پڑھے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنات کی نگاہوں اور انسان کے ستر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ مسلمان جب کپڑے اتارے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔ [عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ۲۷۳]

ترجمہ: اللہ کے نام سے (میں کپڑے اتارتا ہوں) جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھے تو یہ دعا پڑھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔ [ابن ماجہ: ۳۸۰۳]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کے فضل سے سب اچھے کام پورے ہوتے ہیں۔

جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو یہ دعا پڑھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ [ابن ماجہ: ۳۸۰۳]

ترجمہ: ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے۔

افطار کرنے کی دعا

حضرت معاذ بن زہرہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔ [ابوداؤد: ۲۳۵۸]

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

افطار کے بعد کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کر لیتے تو یہ دعا پڑھتے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ [ابوداؤد، ۲۳۵۷]

ترجمہ: پیاس بجھ گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہو گا۔

مسجد کے آداب

① مسجد اللہ کا گھر ہے، دل سے اس کا احترام کرنا۔ [شعب الایمان: ۲۹۴۳، عن عمرو بن میمون عن اصحاب الرسل]

② مسجد میں سلام کر کے داخل ہونا۔ [تفسیر قرطبی: ۱۲/ ۲۷۷]

③ مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا۔ [بخاری: ۴۴۴، عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ]

④ مسجد میں بدبودار چیزیں پیاز، لہسن، (سگریٹ، گٹکھا وغیرہ) کھا کر، بغیر منہ کو صاف کیے ہوئے نہ جانا، اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ [مسلم: ۱۲۸۰، عن جابر رضی اللہ عنہ]

⑤ مسجد میں انگلیاں نہ چٹخانا۔ [شامی: ۵/ ۱۸، فروع مشی الصلاۃ]

⑥ مسجد میں آواز بلند نہ کرنا، اگر لوگ نماز میں مشغول ہوں، تو تلاوت بھی آہستہ آواز میں کرنا۔ [ابن ماجہ: ۷۵۰، عن واثلہ رضی اللہ عنہ]

⑦ کسی نمازی کے سامنے سے نہ گزرنا۔ [مسلم: ۱۱۵۶، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ]

⑧ مسجد میں دنیا کی باتیں نہ کرنا۔ [فتاوی ہندیہ: ۳۲۱/۵، باب آداب المسجد]

⑨ گم ہونے والی چیز کا اعلان مسجد میں نہ کرنا۔ [مسلم: ۱۲۸۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

⑩ مسجد میں کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو، جیسے لڑائی، جھگڑا، خرید وفروخت، ناسمجھ بچوں کو مسجد لے جانا وغیرہ۔ [ابن ماجہ: ۷۵۰، عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ]

⑪ مسجد کی صفائی کا خیال رکھنا۔ [بخاری: ۴۵۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

صبح وشام کی دعائیں

① حضرت ابان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس دعا کو صبح وشام تین مرتبہ پڑھ لے، تو کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی:

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِيْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ [ترمذی: ۳۳۸۸]

ترجمہ: (میں نے) اللہ کے نام سے (صبح وشام کی) جس کے (پاک) نام کے ساتھ زمین وآسمان کی کوئی چیز بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس حدیث کے راوی حضرت ابان رضی اللہ عنہ کو فالج ہوگیا تھا، ایک شخص جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت سنی تھی، ان کو حیرت سے دیکھنے لگا، کیونکہ اگر اس دعا کا واقعی وہی اثر ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے تو خود ان کو فالج کیوں کر ہوگیا؟ حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا دیکھ رہے ہو؟ بلاشبہ حدیث تو وہی ہے جو میں نے آپ سے بیان کی، لیکن مجھے فالج اس وجہ سے ہوگیا کہ میں نے اس دن یہ دعا نہیں پڑھی تھی اور اللہ کی طرف سے جو ہونا تھا، ہوگیا۔

② حضرت ابوسلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی مسجدِ حمص سے گزرا، لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے، تو میں اس آدمی کے پاس کھڑا ہوگیا اور میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی ایسی حدیث سناؤ، جس کو آپ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی بیان نہ کرتا ہو، اس آدمی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان بندہ صبح وشام (اس دعا کو) تین مرتبہ پڑھے، اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے لیے

آداب ودعائیں

اپنے ذمے کر لیا ہے کہ قیامت کے دن اس کو ضرور خوش کر دے گا۔

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا۔ [مسند احمد: ۱۸۹۶۷، عن خادم النبی ﷺ]

ترجمہ : خوش ہوں میں اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین و مذہب مان کر اور محمد ﷺ کو نبی مان کر۔

وضو کی دعا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کا وضو (کامل) نہیں جس نے وضو کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا (بِسْمِ اللّٰهِ نہیں پڑھی)۔ [ابن ماجہ: ۳۹۷، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

وضو کے بعد کی دعا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر وضو سے فارغ ہو کر پڑھا: أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ [ترمذی: ۵۵]

جب سورج نکلے تو یہ دعا پڑھیں

جب سورج طلوع ہوتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَقَالَنَا يَوْمَنَا هٰذَا وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا۔ [مسلم: ۱۹۲۸، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے آج ہمیں معاف کر دیا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک نہیں کیا۔

مغرب کی اذان کے وقت کی دعا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا سکھائی:

اَللّٰھُمَّ إِنَّ ھٰذَا إِقْبَالُ لَیْلِكَ وَإِدْبَارُ نَھَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ۔
[ابوداؤد: ۵۳۰]

ترجمہ: اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے، دن کے جانے اور تیرے مؤذنوں کی آوازوں (اذانوں) کا وقت ہے، پس تو مجھے معاف فرما۔

چھینکنے کے آداب

① چھینک آنے پر ہاتھ یا کپڑے سے چہرے کو ڈھانک لینا۔ [ترمذی: ۲۷۴۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

② چھینک کی آواز دبا لینا۔ [ترمذی: ۲۷۴۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

③ چھینک آنے پر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہنا۔ [بخاری: ۶۲۲۴، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

④ سننے والے کا ''یَرْحَمُكَ اللّٰہُ'' کہہ کر چھینکنے والے کو دعا دینا۔ [بخاری: ۶۲۲۴، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

⑤ چھینکنے والا پھر یہ دعا ''یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ'' پڑھے۔ [بخاری: ۶۲۲۴، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

نوٹ: اگر کسی کو زکام کی وجہ سے بار بار چھینک آئے تو سننے والے پر جواب میں ہر دفعہ ''یَرْحَمُكَ اللّٰہُ'' کہنا ضروری نہیں ہے۔ [مسلم: ۷۴۸۱، عن سلمہ عن ابیہ رضی اللہ عنہ]

تھوکنے کے آداب

① قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ تھوکنا۔ [ابوداؤد: ۳۸۲۴، عن حذیفہ رضی اللہ عنہ]

② ایسی جگہوں پر نہ تھوکنا جہاں لوگوں کو تکلیف ہو۔ [فتاوی الازھر: ۲/۳۸۵]

جب بارش ہو تو یہ دعا پڑھیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بارش ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ صَیِّبًا نَافِعًا۔ [نسائی: ۱۵۲۳]

ترجمہ: اے اللہ! اسے بابرکت بارش بنا دیجیے۔

جب بارش نہ برسے تو یہ دعا پڑھیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ عورتیں روتی ہوئی آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

آداب و دعائیں

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَّرِیْئًا مُّرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ۔
[ابوداود:۱۱۶۹]

ترجمہ: اے اللہ! ہم پر ایسی بھرپور بارش نازل فرما جو زمین کے لیے موافق اور سازگار ہو، (اے اللہ) جلد نازل فرما، دیر نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا فرمانا تھا کہ) بس ان پر بادل چھا گئے۔

تیل لگانے کے آداب

① بائیں ہاتھ میں تیل لینا۔ [کنزالعمال:۱۸۲۹۹،عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

② داہنے ہاتھ کے ذریعے پہلے ابروؤں پر پھر آنکھوں پر اور پھر سر میں تیل ڈالنا۔ [کنزالعمال:۱۸۲۹۹،عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

③ سر میں تیل ڈالنے کی ابتدا پیشانی سے کرنا۔ [سبل الہدی والرشاد:۷/۳۴۷]

سفر سے لوٹنے کی دعا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر لوٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ [ترمذی:۳۴۴۰]

ترجمہ: (ہم سفر سے) لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی عبادت اور اس کی تعریف کرنے والے ہیں۔

منزل پر پہنچنے کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ہوتے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی گاؤں میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْھَا (تین مرتبہ کہے) اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰٓی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْٓ اَھْلِھَا اِلَیْنَا۔ [المعجم الاوسط:۴۷۳۲]

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے اس (بستی) میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہم کو اس کے پھل عطا فرما اور ہماری محبت شہر والوں کے دلوں میں اور شہر کے نیک لوگوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما۔

گھر سے نکلتے وقت کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلتے وقت (یہ الفاظ) کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ [ابوداؤد:۵۰۹۵]

تو اس سے کہا جاتا ہے (فرشتے کہتے ہیں) تجھے پوری رہنمائی مل گئی، تیرے کام بنا دیے گئے، تیری حفاظت کا فیصلہ ہوگیا۔ اور شیطان مایوس و نامراد ہوکر اس سے دور ہو جاتا ہے تو دوسرا شیطان کہتا ہے، تو اس شخص پر کیسے قابو پا سکتا ہے جسے رہنمائی مل گئی ہو، جس کے کام بنا دیے گئے ہوں اور جس کی حفاظت کی گئی ہو۔

مصافحہ کرتے وقت کی دعا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں، اللہ کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں (یہ دعا پڑھتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ [ابوداؤد:۵۲۱۱]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

جب کسی کو مصیبت میں دیکھے تو یہ دعا پڑھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کو مصیبت میں دیکھے پھر یہ دعا پڑھے تو وہ شخص اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہوگا، خواہ کوئی بھی مصیبت ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔ [ترمذی:۳۴۳۲]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے اس بیماری سے عافیت دی، جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت و بزرگی عطا کی۔

نوٹ: یہ دعا اپنے دل میں یا ہلکی آواز سے پڑھے تاکہ مصیبت زدہ شخص کو تکلیف نہ ہو۔

جب کسی مسلمان کو ہنستا دیکھے تو یہ دعا دے

أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ۔ [بخاری:۳۲۹۴، عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے۔

استنجاء کے آداب

① سر ڈھانک کر اور جوتے یا چپل پہن کر جانا۔ [سنن کبریٰ بیہقی:۴۶۵، عن حبیب بن صالح رحمۃ اللہ علیہ]

② پہلے بایاں پاؤں اندر داخل کرنا۔ [بخاری:۴۲۶، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

③ داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھنا۔ [معجم اوسط:۲۸۰۳، عن انس رضی اللہ عنہ]

④ بیٹھ کر پیشاب کرنا۔ [نسائی:۲۹، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

⑤ بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر ٹیک لگا کر بیٹھنا۔ [شامی:۳/۲۵]

⑥ قبلے کی طرف نہ منہ کرنا نہ پیٹھ کرنا۔ [ابوداؤد:۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

⑦ استنجاء کے وقت نجاست کی طرف اور اپنے ستر کی طرف نہ دیکھنا۔ [شامی:۳/۲۵]

⑧ لوگوں کے ٹھہرنے کی جگہ، راستے اور سایے میں پیشاب پاخانہ نہ کرنا۔ [ابوداؤد:۲۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

⑨ پیشاب پاخانہ کے لیے ایسی جگہ بیٹھنا جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ [ابوداؤد:۲، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما]

⑩ پیشاب پاخانہ کرتے وقت کسی سے بات نہ کرنا۔ [ابن ماجہ:۳۴۲، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

⑪ سوراخ یا بل میں پیشاب نہ کرنا۔ [ابوداؤد:۲۹، عن عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ]

⑫ پیشاب کی چھینٹوں سے بچنا۔ [دارقطنی:۷، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

⑬ پیشاب، پاخانے کے بعد پاکی اور صفائی کا خوب اہتمام کرنا۔ [ابوداؤد:۴۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

⑭ باہر نکلنے کے بعد دعا پڑھنا۔ [ابن ماجہ:۳۰۰، عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ۳۰۱، عن انس رضی اللہ عنہ]

نوٹ: پیشاب کے بعد اطمینان حاصل کر لینا ضروری ہے، کہ پیشاب کے قطرات آنے بند ہو گئے ہیں۔

جب بازار میں جائے تو یہ دعا پڑھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بازار میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللهِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيٓ أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيٓ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً أَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً۔ [مستدرک: ۱۹۷۷، عن بریدہ رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: اللہ کا نام لے کر (بازار میں داخل ہوتا ہوں) اے اللہ! میں آپ سے اس بازار کی بھلائی کا اور جو چیزیں اس میں ہیں ان کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، اور اس کے شر سے اور جو چیزیں اس میں ہیں ان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی جھوٹی قسم یا گھاٹے کے معاملے میں پڑ جاؤں۔

راستہ چلنے کے آداب

① نگاہیں نیچی رکھ کر چلنا۔ [بخاری: ۲۴۶۵، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

② سلام کرنا یا کوئی سلام کرے تو جواب دینا۔ [ابوداؤد: ۴۸۱۵، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

③ راستے میں کوئی تکلیف دینے والی چیز مثلاً اینٹ، پتھر، کانٹا وغیرہ ہو تو اس کو ہٹا دینا۔ [بخاری: ۲۴۶۵، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

④ بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا۔ [ابوداؤد: ۴۸۱۷، عن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ]

جب کسی کو نیا کپڑا پہنے دیکھے تو یہ دعا دے

ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نیا کپڑا پہنتے تو ان کو یہ دعا دی جاتی۔

تُبْلِيْ وَيُخْلِفُ اللهُ۔ [ابوداؤد: ۴۰۲۰، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: پرانا ہو اور اللہ نیا دے۔

1	پہلے مہینے میں	۲۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اس سال کے اسباق

سبق ۲ کپڑا پہننے کی دعا

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے تو اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ۔" [ابوداؤد: ۴۰۲۳]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر مجھ کو یہ عطا فرمایا۔

| ۲ | دوسرے مہینے میں | ۵ | دن پڑھائیں |

سبق ۳ نیا کپڑا پہننے کی دعا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا تو یہ دعا پڑھی:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسا لباس پہنایا کہ جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور جس سے میں اپنی زندگی میں زینت اختیار کرتا ہوں۔

پھر پرانے کپڑے کو صدقہ کر دیا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو نیا کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے، تو وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور امان میں رہے گا اور اس کے گناہوں پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دے گے۔ [ترمذی: ۳۵۶۰]

| ۲ | دوسرے مہینے میں | ۵ | دن پڑھائیں |

سبق ۴ مجلس سے اٹھنے کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں لایعنی (باتیں) زیادہ ہوں پھر کھڑے ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے تو اس کے وہ تمام گناہ جو اس مجلس میں ہوئے، معاف کردیے جاتے ہیں۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ۔ [ترمذی:۳۴۳۳]

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری تعریف کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود ہے، میں اپنے گناہوں کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

۲ دوسرے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۵ زمزم پینے کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب زمزم پیتے تو یہ پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْماً نَّافِعاً وَّرِزْقاً وَّاسِعاً وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔ [دار قطنی:۲۷۳۸]

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والا علم اور کشادہ روزی اور ہر بیماری سے تندرستی کا سوال کرتا ہوں۔

۳ تیسرے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۶ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد کی دعا

حضرت مسلم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی

فرمائی اور فرمایا: جب تو مغرب کی نماز سے فارغ ہو جائے تو سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کر، اگر تو نے یہ دعا پڑھ لی اور اُسی رات تیرا انتقال ہو گیا تو تیرے لیے آگ سے چھٹکارا لکھا جائے گا اور جب تو فجر کی نماز پڑھ لے تب بھی یہی دعا پڑھ لیا کر، اگر اس دن میں تیرا انتقال ہو گیا تو تیرے لیے جہنم سے چھٹکارا لکھ دیا جائے گا۔

اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ۔ [ابوداوٗد:۵۰۷۹]

اے اللہ! مجھے دوزخ کی آگ سے بچائیے۔

۳	تیسرے مہینے میں	۴	دن پڑھائیں

سبق ۷ مریض کی عیادت کی دعا

رسول اللہ ﷺ مریض کی عیادت کے وقت یہ پڑھتے تھے:

لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ [بخاری:۵۶۶۲، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

ترجمہ: کوئی گھبرانے کی بات نہیں ان شاء اللہ یہ بیماری تمہارے گناہوں کو ختم کر دے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ایسے مریض کی عیادت کرے جس کی موت نہ آئی ہو اور اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفا دے دیں گے۔

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ۔

[ابوداوٗد:۳۱۰۶]

ترجمہ: میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں جو عرشِ عظیم کا مالک ہے کہ وہ تجھے شفا دے۔

۳	۶	مہینے میں	۱۲	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۸ بجلی اور گرج کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بجلی کی کڑک اور گرج سنتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُھْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔ [ترمذی:۳۴۵۰]

ترجمہ: اے اللہ! اپنے غضب سے ہمیں نہ مار اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ فرما اور اس سے پہلے ہمیں عافیت عطا فرما۔

۴	چوتھے مہینے میں	۱۰	دن پڑھائیں

سبق ۹ نظر بد سے حفاظت کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ سے ان کلمات کے ذریعے حفاظت اور پناہ مانگا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں بیٹے) حضرت اسماعیل و اسحاق علیہما السلام کے لیے اللہ سے ان کلمات کے ذریعے حفاظت اور پناہ مانگا کرتے تھے۔

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔ [بخاری:۳۳۷۱]

ترجمہ: میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان کی برائی سے اور ہر تکلیف دینے والے جانور کی برائی سے اور ہر نظر لگنے والی آنکھ کی برائی سے۔

۴	۶	مہینے میں	۱۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۱۰ نماز کے مستحبات

نماز میں فرض، واجب اور سنت کے علاوہ کچھ چیزیں مستحب ہیں، ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

① تکبیر تحریمہ کے وقت آستین اور چادر سے ہاتھ باہر نکالنا۔

[فتاوی ہندیہ: ۱/۷۲،۷۳، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ، ادابھا وکیفیتھا]

② رکوع وسجدے میں تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح کہنا۔ [بدائع الصنائع: ۱/ ۲۰۸، فصل فی سنن حکم التکبیر]

③ جہاں تک ہوسکے کھانسی کو طاقت بھر روکنا۔

[فتاوی ہندیہ: ۱/۷۲،۷۳، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ، ادابھا وکیفیتھا]

④ جمائی آئے تو اس کو روکنا، اگر نہ رکے تو منھ پر ہاتھ رکھ لینا۔

[فتاوی ہندیہ: ۱/۷۲،۷۳، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ، ادابھا وکیفیتھا]

⑤ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر، رکوع میں قدموں پر، سجدے میں ناک پر، بیٹھنے کی حالت میں اپنی گود میں، اور سلام کے وقت اپنے کندھوں پر نظر رکھنا۔

[فتاوی ہندیہ: ۱/۷۲،۷۳، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ، ادابھا وکیفیتھا]

۵ پانچویں مہینے میں ۱۴ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

تعریف

درس حدیث حدیث شریف ترجمے اور مطلب کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کو "درس حدیث" کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث بہترین کلام کتاب اللہ ہے، اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے۔ بدترین کام نئی نئی باتیں (بدعتیں) ہیں۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ [مسلم:۲۰۴۲، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما]

اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کی ہدایت کے لیے قرآن نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہی قرآن پڑھ کر سناتے اور اس کی تشریح وتفسیر بیان کرتے، جو بات بھی بولتے بالکل حق اور سچ فرماتے کیوں کہ سب اللہ کی طرف سے ہوتی۔ اپنی خواہش اور جی سے کچھ نہ فرماتے۔ جو بات ارشاد فرماتے اس پر عمل بھی کر کے بتاتے۔ آپ ﷺ کی ان ہی باتوں اور کاموں کو حدیث کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے جاں نثار صحابہ آپ کی باتیں بہت ادب اور دھیان سے سنتے، اس کو یاد رکھتے اس پر عمل کرتے اور دوسروں تک وہ باتیں پہنچاتے۔ اسی طرح صحابہ کے شاگردوں نے بھی کیا، صحابہ کے شاگردوں کے شاگردوں نے بھی ایسا ہی کیا اس طرح ہوتے ہوتے یہ علم کا خزانہ بالکل ہو بہو ہم تک پہنچا۔ اس لیے ہمیں یہ یقین کرنا چاہیے کہ ہم جو باتیں حدیث کے نام سے پڑھتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو بالکل اسی ادب اور احترام سے پڑھنا اور سننا چاہیے جیسے صحابہ پڑھتے اور سنتے تھے۔ اور اس میں بتائی ہوئی باتوں اور ہدایات پر عمل کرنا چاہیے تاکہ ہم حضور ﷺ کے اخلاق واوصاف کے

ساتھ آراستہ ہو جائیں اور آپ کی ناپسندیدہ چیزوں سے بچ جائیں۔ نیز حدیث پڑھ کر ہمیں دوسروں تک پہنچانا چاہیے، تا کہ ہم آپ کی دعا کے حق دار بن جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حدیث سننے اور اس کو یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے والے کو دعا دی ہے؛ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ پاک اس شخص کو تر و تازہ اور شاداب رکھے جس نے ہماری کوئی حدیث سنی، پھر ہو بہو دوسروں تک پہنچادی، کیوں کہ بہت سے لوگ جن تک حدیث پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی اسی دعا کی وجہ سے حدیث پڑھنے پڑھانے والے لوگوں کے چہرے دنیا ہی میں پر رونق ہو جاتے ہیں۔ ہمیں بھی حدیث پاک کا علم بہت ہی ادب کے ساتھ حاصل کرنا چاہیے، تا کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ ان برکتوں اور رحمتوں سے نوازے جو اس کے پیارے رسول کی حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کو ملتی ہیں۔

ہدایت برائے استاذ

طلبہ میں حدیث فہمی کا ذوق پیدا کرنے کے لیے درس قرآن کے طرز پر رسول اللہ ﷺ کی چند احادیث مع ترجمہ و تشریح دی جا رہی ہیں۔ یہ احادیث ایمانیات اور عبادات سے متعلق ہیں طلبہ کو سب سے پہلے ان احادیث کے الفاظ صحیح اعراب و تلفظ کے ساتھ پڑھائیں؛ پھر ان کا لفظی و محاوری ترجمہ یاد کرائیں، اس کے بعد حدیث کے تحت دی گئی تشریح و ہدایات اچھی طرح ذہن نشین کرادیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہر سبق کے تحت دیے گئے سوالات کے جوابات ازبر کرادیں نیز اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ طلبہ حدیث کے تحت دیے گئے پیغام کے مطابق اپنی زندگی بنائیں اور سنواریں کہ ان تمام کوششوں کا مقصد ہی قرآن و حدیث کے مطابق زندگی بنانا ہے۔

سبق ۱

گذشتہ سالوں کا دور

① وضو کا فائدہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ

کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت قیامت کے دن (جب) بلائی جائے گی تو ان کے چہرے اور اعضا (ہاتھ پاؤں) وضو کے اثر سے (دھلنے کی وجہ سے) روشن اور چمک دار ہوں گے۔

اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ۔ [بخاری:۱۳۶]

لہٰذا جو شخص تم میں سے اپنی روشنی کو بڑھانا چاہے، تو وہ ضرور ایسا کرے۔

② پیشاب میں بے احتیاطی عذاب قبر کا سبب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ: اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ۔ [دار قطنی:۱/۱۲۸]

تم پیشاب سے بچو، اس لیے کہ عام طور پر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔

③ نماز چھوڑنے کا وبال

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةً لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔ [معجم کبیر:١١٧٨٢]

جس شخص نے کوئی نماز چھوڑ دی تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا، اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔

④ بحکم خداوندی بیماری سے شفا

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ [مسلم:٥٨٧١]

ہر بیماری کے لیے دوا ہے، پھر جب دوا بیماری کو پالیتی ہے تو بزرگ و بڑے اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جاتی ہے۔

⑤ صدقے کا فائدہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔ [ترمذی:٦٦٤،م]

بے شک صدقہ اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے، اور بُری موت کو دور کرتا ہے۔

⑥ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یقیناً اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اور آدمی کے لیے وہ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ چنانچہ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔

وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلٰى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔

اور جس شخص کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا عورت سے شادی کرنے کے لیے، تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

⑦ نیکوکاروں کا انعام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قَالَ اللّٰهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ۔ [بخاری:۷۴۹۸]

اللہ نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی چیزیں) تیار کر رکھی ہیں، جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نے نہیں سنا اور کسی انسان کے دل پر ان کا خیال نہیں گذرا۔

⑧ جنتی کی صفات

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ [ترمذی:۲۵۲۰]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پاک (رزق) کھایا اور سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتیوں سے محفوظ رہے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

⑨ قسم کھانا تجارت میں بے برکتی کا سبب ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَلْفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ۔ [بخاری: ۲۰۸۷]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قسم (شروع میں تو) سامان کو بڑھاتی ہے، (پھر) برکت کو ختم کردیتی ہے۔

⑩ گناہوں کو مٹانے والے اور درجات کو بلند کرنے والے اعمال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُوْ اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟

فرمایا: کیا میں ایسی چیز پر تمہاری رہنمائی نہ کروں کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجے بلند کرتا ہے۔

قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ!

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول!

قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ۔ [مسلم: ۲۰۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناگواری کے باوجود کامل وضو کرنا اور مسجدوں تک قدموں کا زیادہ ہونا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی حقیقی رباط ہے۔

⑪ سچا امانت دار تاجر

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْأَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ۔

[ترمذی:۱۲۰۹]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچا، امانت دار تاجر انبیاء، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

⑫ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ۔ [بخاری:۶۱۲۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ شہوتوں سے ڈھانک دی گئی ہے۔ اور جنت مشقتوں سے ڈھانک دی گئی ہے۔

⑬ جنتی شخص

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكَلَ طَيِّباً وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

[ترمذی:۲۵۲۰]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پاک (رزق) کھایا اور سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتیوں سے محفوظ رہے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

⑭ تکبیر اولیٰ کی فضیلت

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلٰى كُتِبَتْ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔ [ترمذی:۲۴۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے چالیس دن باجماعت نماز اس طرح پڑھی کہ وہ تکبیر اولیٰ میں شریک رہا تو اس کے لیے دو پروانے لکھ دیے جاتے ہیں۔ ایک جہنم سے آزادی کا، دوسرا نفاق سے براءت کا۔

⑮ موت کو ہمیشہ یاد رکھو

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ۔ [مستدرک:۷۹۰۹]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

۶ چھٹے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اس سال کے اسباق

سبق ۲ پہلی صف کی فضیلت

① عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا۔ [مسلم:۱۰۱۳]

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	قَالَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔	انہوں نے فرمایا

خَيْرُ	قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سب سے بہترین	رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

أَوَّلُهَا	صُفُوْفِ الرِّجَالِ
ان کی پہلی صف ہے	صفوں میں مردوں کی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں سب سے بہترین صف ان کی پہلی صف ہے۔

تشریح: جماعت کی نماز میں پہلی صف کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ پہلی صف کی کیا فضیلت ہے، اور اس پر اللہ کی طرف سے کیا اجر وثواب ملے گا تو پہلی صف میں لوگوں کا ایسا ہجوم ہو جائے کہ جگہ ملنا دشوار ہو جائے اور قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا پڑے۔ [بخاری: ۶۱۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لیے، بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور دوسری کے لیے بھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لیے، پھر پوچھا گیا اور دوسری صف کے لیے بھی؟ تو آپ نے پھر پہلی بات دہرائی کہ اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں پہلی صف والوں کے لیے، پھر پوچھا گیا تو تیسری دفعہ بھی آپ ﷺ نے یہی بات دہرائی، جب چوتھی دفعہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اور دوسری صف والوں کے لیے بھی؟ تو چوتھی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا اور دوسری صف والوں کے لیے بھی۔

[مسند احمد: ۲۲۲۶۳، عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ]

پتہ چلا کہ اللہ کی خاص رحمت اور فرشتوں کی دعاءِ رحمت کے خصوصی مستحق پہلی صف والے ہی ہیں، دوسری صف والے بھی اگرچہ اس سعادت میں شریک ہیں مگر بہت پیچھے ہیں، لہٰذا ہمیں اس

اجروثواب کو حاصل کرنے کے لیے بہت جلدی مسجد پہنچنے کی کوشش کرنا چاہیے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے لیکن اس بات کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے کہ پہلی صف کے اجروثواب کے شوق میں دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ پہونچے اور نہ ہی لوگوں کو پھلانگنے کی نوبت آئے۔ ورنہ ثواب کے حصول ساتھ ساتھ دوسروں کو تکلیف پہونچانے کا گناہ بھی لازم آئے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں صف اول کے اہتمام کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

سوالات

① پہلی صفت کی کیا فضیلت ہے؟

② صحابہ نے حضور ﷺ سے کیا پوچھا؟

۷ ساتویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۳ دعا کی اہمیت

③ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ شَيْئٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ۔ [ترمذی:۳۳۷۰]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ	
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔	
عن رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ
رسول اللہ ﷺ سے	(کہ) آپ نے فرمایا

لَيْسَ	شَيْءٌ	أَكْرَمَ	عَلَى اللّٰهِ	مِنَ	الدُّعَاءِ
نہیں ہے	کوئی چیز	زیادہ عظمت والی	نزدیک اللہ کے	سے	دعا

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بڑھ کر عظمت وشرف والی نہیں ہے۔

تشریح: بندہ کا اللہ کے سامنے دعا کرنا، اپنی ضرورت کا اظہار کرنا، اپنی بے کسی اور بے بسی ظاہر کرنا اللہ کو بہت پسند ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اس کا حکم دیا ہے کہ میرے بندو! مجھ سے مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے، دعا مومن کا ہتھیار ہے، دعا تقدیر بھی بدل سکتی ہے، دعا ہر مصیبت کو روکنے والی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی دعا کا بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور امت کو بھی دعا کی تعلیم دی ہے۔

لہٰذا ہمیں ہر موقع محل کی خاص دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے اور اپنی ہر حاجت وضرورت کو اللہ سے مانگنے کی عادت ڈالنا چاہیے دعا کرنے والے بندوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی حاجت پوری فرماتے ہیں، اللہ سے مانگنے والا کبھی محروم نہیں رہتا، یا تو اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی مراد پوری کر دیتے ہیں، یا اس کی دعا کے عوض کوئی آنے والی مصیبت ٹال دیتے ہیں، یا اس کی دعا کا بدلہ آخرت میں دیتے ہیں جس کو دیکھ کر بندہ تمنا کرے گا کہ کاش میری کوئی دعا دنیا میں قبول نہ ہوئی ہوتی اور اس کا اجر مجھے یہاں ملتا۔

اس لیے دعا خوب دل لگا کر کرنا چاہئے اور اس کے آداب کا اہتمام کرنا چاہئے چنانچہ دعا کے آداب میں ہے کہ انسان کامل یقین کے ساتھ خوب متوجہ ہو کر دعا کرے، سب سے پہلے اللہ کی حمد وثنا کرے پھر درود شریف پڑھے پھر دعا کرے۔

حدیث بالا میں دعا کی اسی اہمیت وعظمت کے پیش نظر کہا گیا ہے کہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بڑھ کر عظمت وشرف والی نہیں ہے دعا کے ذریعہ بندہ کا اللہ سے تعلق جڑتا ہے۔

سوالات

① اللہ تعالیٰ نے دعا کے بارے میں کیا حکم دیا ہے؟

② حدیث پاک میں دعا کی کیا فضیلت آئی ہے؟

③ دعا کے آداب کیا ہیں؟

۸ آٹھویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۴ مسواک کی اہمیت وفضیلت

③ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔ [نسائی: ۵، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا			قَالَتْ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔			فرماتی ہیں
قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ			اَلسِّوَاكُ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا			مسواک
مَطْهَرَةٌ	لِلْفَمِ	مَرْضَاةٌ	لِلرَّبِّ
بہت زیادہ پاک صاف کرنے والی ہے	منہ کو	بہت زیادہ خوش کرنے والی ہے	رب کو

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کو بہت زیادہ صاف کرنے والی اور اللہ کو بہت زیادہ خوش کرنے والی ہے۔

تشریح: مسواک تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، مسواک کرنے سے دانتوں کی صفائی اور منہ پاکیزگی حاصل ہوتی ہے منہ کی صفائی اور پاکیزگی اللہ کو بہت پسند ہے، آنحضرت ﷺ اس کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپ سوتے تو اٹھنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور کرتے۔ [ابوداؤد: ۵۷، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

اور جب بھی آپ باہر سے گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے تھے۔ [مسلم: ۶۱۴، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

حدیث پاک میں جہاں مسواک کی تاکید آئی ہے وہیں اس کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خیال نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنا ان پر لازم کر دیتا۔ [بخاری: ۸۸۷، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا: جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر درجہ افضل ہے۔ [مسند احمد: ۲۶۳۴۰، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

مسواک میں دنیا اور آخرت کے بہت فائدے ہیں۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک کا اہتمام کرو، کیوں کہ وہ منہ کو صاف کرتی ہے، اللہ کی رضا اور فرشتوں کی خوشی کا سبب ہے، نیکیوں میں اضافے کا ذریعہ ہے، یہ ایک سنت ہے، نگاہ کو تیز کرتی ہے، صفرا کو دور کرتی ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، بلغم کو ختم کرتی اور منہ کو خوشگوار بناتی ہے۔
[شعب الایمان: ۲۷۷۶، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

لہٰذا ہمیں مسواک کا بہت اہتمام کرنا چاہیے، خاص طور پر وضو کرتے وقت، نماز کے وقت، قرآن مجید کی تلاوت کے لیے، سو کر اٹھنے کے بعد اور منہ میں بدبو پیدا ہو جانے کے وقت مسواک کرنا چاہیے۔

سوالات

① مسواک کے فائدے بتایئے۔

② حدیث پاک میں مسواک کی کیا فضیلت آئی ہے۔

9 نویں مہینے میں 20 دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۵ علم دین کی اہمیت وفضیلت

④ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ۔ [مسلم:۷۰۲۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں	
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ	سَلَكَ	طَرِيْقًا	يَلْتَمِسُ	فِيْهِ	عِلْمًا	سَهَّلَ
جو شخص	چلے	راستہ پر	تلاش کرنے	اس میں	علم کو	آسان کردیتے ہیں

اللّٰهُ	لَهُ	طَرِيْقًا	إِلَى	الْجَنَّةِ
اللہ	اس کے لیے	راستہ	طرف	جنت کی

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص علم کی تلاش میں کوئی راہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیں گے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بندگی و عبادت کے لیے پیدا فرمایا، اور اس کی عبادت و بندگی صحیح معنوں میں اسی وقت ممکن ہے جب کہ انسان کو اس کا علم ہو، اگر اسے اس بات کا علم ہی نہ ہو کہ اسے یہ زندگی کس نے عطا کی ہے اور اس زندگی کا کیا مقصد ہے تو وہ کبھی بھی زندگی کی صحیح راہ پر نہیں چل سکتا اور نہ اپنے پیدا کرنے والے کی مرضی پوری کر سکتا ہے۔

اس لیے انسانی زندگی میں علم کی بڑی اہمیت ہے، علم کے ذریعہ ہی انسان اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان سکتا ہے اور اس کی بتائی ہوئی راہ پر چل سکتا ہے، علم ہی درحقیقت انسان کے اخلاق و کردار کی اصل بنیاد ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر بقدر ضرورت علم حاصل کرنا فرض وواجب بتلایا ہے۔

علم حاصل کرنے کے بہت سارے فضائل ہیں، یہی فضیلت کیا کم ہے کہ جب انسان کسی راستے کو اختیار کرے اور اس کا مقصد اللہ کی معرفت اور اس کی خوشنودی کے لیے علم حاصل کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے جنت کا راستہ آسان کردیں گے یعنی آسانی اور سہولت کے ساتھ اس کو جنت میں داخل فرمادیں گے۔ اس کے علاوہ یہ علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے اور اس پوری کائنات کی سب سے زیادہ قیمتی دولت ہے اور جو لوگ اس علم کو حاصل کرتے ہیں اور اس کا حق ادا کرتے ہیں وہ وارثین انبیا ہیں، آسمان کے فرشتوں سے لے کر زمین کی چونٹیوں اور دریا کی مچھلیوں تک تمام مخلوقات ان سے محبت رکھتی اور ان کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں۔

سوالات

① علم کے کیا فوائد ہیں؟

② علم کس کی میراث ہے؟

③ علم حاصل کرنے والے کے لیے کون سی مخلوقات دعائے خیر کرتی ہیں؟

۱۰ دسویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

درس حدیث

سبق ۶

نجات کا راستہ

⑤ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ

وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔ [ترمذی:۲۴۰۶]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	قَالَ
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے	وہ فرماتے ہیں کہ

قُلْتُ	يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	مَا النَّجَاةُ؟	قَالَ
میں نے کہا	اے اللہ کے رسول	نجات کا ذریعہ کیا ہے	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

أَمْسِكْ عَلَيْكَ	لِسَانَكَ	وَلْيَسَعْكَ
حفاظت کر	اپنی زبان کی	اور تیرے لیے گنجائش ہو
بَيْتُكَ	وَابْكِ	عَلٰى خَطِيْئَتِكَ
تیرے گھر میں	اور رویا کر	اپنے گناہوں پر

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کرو اور تمہارے گھر میں تمہارے لیے گنجائش ہو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

تشریح: اس حدیث شریف میں نجات کے لیے تین چیزوں کا ذکر ہے۔ سب سے اول زبان کی حفاظت ہے، زبان اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اس پر انسان کے اچھے اور برے اعمال کا دارومدار ہوتا ہے۔ زبان کے غلط استعمال سے جھگڑے، فساد، عداوت ودشمنی اور آپسی نااتفاقی پیدا ہوتی ہے، اس لیے اس کو اسی کام میں مشغول رکھنا چاہیے جن کے لیے یہ دی گئی ہے، یعنی ذکر، تلاوت، تسبیح، استغفار وغیرہ میں اور گندے کام یعنی جھوٹ، غیبت، چغلخوری، بہتان، گالی گلوچ وغیرہ سے اس کو بچانا چاہیے۔ اسی لیے شریعت نے خاموشی کی تعریف کی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ [ترمذی: ۲۵۰۱، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

ایک موقع پر حضور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو لایعنی باتوں سے روکو، انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! کیا ہماری پکڑ ہوگی ان باتوں پر جو ہم زبان سے بولتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ تیری ماں تجھے روئے بہت سے لوگوں کو جہنم میں منہ کے بل زبان کی کٹی ہوئی کھیتیاں ہی ڈالیں گی۔ [ابن ماجہ: ۳۹۷۳، عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ]

بلکہ حضور ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ جو شخص اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی مجھ کو ضمانت دے تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔ [بخاری: ۶۴۷۴، عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہما]

دوسری چیز آپ نے جو ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ ”تیرا گھر تیرے لیے گنجائش رکھتا ہو“

دوسری چیز آپ نے جو ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ ”تیرا گھر تیرے لیے گنجائش رکھتا ہو“ یہ بڑی اہم اور قیمتی نصیحت ہے، اس نصیحت پر عمل کرنے میں ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی، بڑے بڑے فتنوں سے حفاظت ہے، یہ تو اسلام کی خوبی ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کی قدم قدم پر رہنمائی فرمائی ہے۔

''تیرا گھر تیرے لیے گنجائش رکھتا ہو'' کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنا گھر چھوڑ کر باہر زیادہ مت رہا کرو بلکہ اپنے گھر میں اور بال بچوں میں رہ کر گھر کے کام کاج دیکھا کرو، ان کی پرورش کرو اور ان کی اچھی تربیت کی فکر کرو اور ان کے حقوق کو پورا کرو، اور اللہ کی عبادت کیا کرو، بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلو اور اِدھر اُدھر چوراہوں پر اور ہوٹلوں میں وقت کو برباد نہ کرو کیونکہ بے ضرورت باہر گھومنا سینکڑوں برائیوں اور فتنوں کا سبب بن جاتا ہے۔

اور آخری بات آپ نے جو ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ ''اپنے گناہوں پر رویا کرو'' رونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے توبہ کرو اور اس پر افسوس کر کے استغفار کرو۔ اگر خود سے غیر اختیاری طور پر رونا نہ آئے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن گناہ پر دل سے نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرے، کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس نے گناہ سے توبہ کرلی، وہ ایسا ہوگیا جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ [ابن ماجہ: ۴۲۵۰، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تینوں نصیحت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

سوالات

① حدیث میں نجات کے لیے کن کن چیزوں کا ذکر آیا ہے؟

② حضور ﷺ نے کن چیزوں کی حفاظت پر جنت کی ضمانت لی ہے؟

۱۰ دسویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

تعریف

عقائد آدمی جن دینی باتوں پر دل سے یقین رکھتا ہے، ان کو "عقائد" کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اس کی کتابوں کو، اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن کو حق جانو، حق مانو اور ہر اچھی بری تقدیر کو بھی حق جانو حق مانو۔ [مسلم:۱۰۲، عن عمر رضی اللہ عنہ]

اسلام میں عقائد کی بہت زیادہ اہمیت ہے، بلکہ دین کی بنیاد ہی عقائد پر رکھی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی قوم کے عقائد میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوا تو ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول کو مبعوث فرمایا، سارے پیغمبروں نے اپنی قوم کو عقائد درست کرنے اور صحیح عقیدے پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہنے کی دعوت دی، قرآن وحدیث میں عقائد کے متعلق باتیں انتہائی وضاحت کے ساتھ اور بڑے مؤثر انداز میں بیان کی گئی ہیں، جیسے اللہ کی وحدانیت اور اس کی ذات وصفات پر ایمان لانا، آسمانی کتابوں اور رسولوں کے برحق ہونے کا یقین رکھنا، آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے اور قرآن کے آخری آسمانی کتاب ہونے کا عقیدہ رکھنا اور فرشتوں اور آخرت کے دن پر ایمان لانا وغیرہ۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو، اور اس کے رسولوں پر اور اس کی کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس نے پہلی اتاری تھی۔ اور جو شخص

اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا انکار کرے، تو وہ بھٹک کر گمراہی میں بہت دور جا پڑا۔ [سورۂ نساء:۱۳۶]

عقیدہ ایک ایسی بنیادی چیز ہے، جس میں ذرہ برابر بھی کمی و زیادتی کی گنجائش نہیں ہوتی اور تھوڑا سا تزلزل بھی بڑے خسارے اور نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ عقائد سے اعمال کا بھی بہت گہرا تعلق ہوتا ہے، بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ کے یہاں عقائد کی درستگی کے بغیر قبول نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی آدمی اللہ کو نہ مانے، اس کے ساتھ کفر و شرک کرے، یا حضور ﷺ کو آخری نبی اور رسول تسلیم نہ کرے اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی طرح سے نبی آنے کا عقیدہ رکھے، تو پھر وہ شخص چاہے جتنا اچھا کام کرے، اللہ تعالیٰ کے یہاں بدلے کا مستحق نہیں ہوگا اور اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

اس لیے ہمیں عقائد پر پوری مضبوطی کے ساتھ جمے رہنے اور ان کو اپنے دل میں بٹھا لینے کی ضرورت ہے، تاکہ ہمارا ایمان درست رہے، اللہ کے نزدیک ہمارا عمل قبول ہو اور پھر ہمیں اس کا بہترین بدلہ نصیب ہو۔

ہدایت برائے استاذ

اسلامی عقائد سے چند عقائد مضمون کی شکل دیے گئے ہیں، یہ تمام مضامین طلبہ کو خوب اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشیں کرا دیں اور اس بات کی تاکید بھی کر دیں کہ ایک ایمان والے کو ان تمام باتوں پر دل سے پختہ یقین رکھنا ضروری ہے۔

سبق پڑھانے کے بعد نیچے دیے گئے سوالات طلبہ سے زبانی پوچھ لیں۔

سبق ۱ اللہ تعالیٰ ہر چیز دیکھتا ہے

"بَصِيْرٌ" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جس کے معنی ہے دیکھنے والا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی وقت میں تمام عالم کی ہر ہر چیز کو دیکھتا ہے، چاہے وہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی، کوئی پردہ اور تاریکی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں رکاوٹ نہیں بنتی، اس کے لیے نزدیک و دور، اندھیرا اجالا سب برابر ہے۔ خشکی اور سمندر کی کوئی چھوٹی بڑی چیز اللہ تعالیٰ کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے، وہ اندھیری رات میں کالے پتھر پر کالی چیونٹی کے چلنے کو بھی دیکھتا ہے، وہ انسان کے اچھے اور بُرے تمام اعمال کو دیکھتا ہے، پھر آخرت میں ان اعمال کا بدلہ دے گا، مخلوق کی طرح اللہ تعالیٰ کی آنکھیں نہیں ہیں، وہ دیکھنے کے لیے کسی آلے کا محتاج نہیں، اس کا دیکھنا ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں ہے، قرآن میں ہے: کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے مانند نہیں اور وہی ہر بات سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ [سورۂ شوریٰ:۱۱]

ہم اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کو اس کی شان کے مطابق مانتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔

سوالات

(۱) "بصیر" کے معنی اور مطلب بتائیے۔ (۲) کیا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی طرح آنکھیں ہیں؟

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۲ برزخ

اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور جہاں اور عالم بسایا ہے، جو مرنے کے بعد سے قیامت قائم ہونے تک رہے گا، اُس جہاں کو "برزخ" کہتے ہیں اور اُس کو "عالمِ قبر" بھی کہتے ہیں، قبر سے یہی عالم مراد ہوتا ہے۔ [شرح العقیدۃ الطحاویۃ:۱/۵۲۳، لصالح بن عبدالعزیز]

انسان جب مرجاتا ہے، اگر دفن کیا جائے، تو دفن ہونے کے بعد، ورنہ جس حال میں ہو، اس کے پاس دو نہایت ہیبت ناک فرشتے آتے ہیں، جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں، جن میں سے ایک کو "مُنْکَرْ" اور دوسرے کو "نَکِیْر" کہتے ہیں۔ [ترمذی:۱۰۷۱عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

منکر ونکیر مردے سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ شخص کون ہے؟ اگر مردہ ایمان والا ہوا، تو ٹھیک جواب دیتا ہے ”میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں“۔ ٹھیک جواب دینے کے بعد پہلے اس کے سامنے دوزخ کا منظر پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تمھارا ٹھکانا یہاں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے بچالیا، پھر اسے جنت کا نظارہ کرایا جاتا ہے، اس کے لیے جنت کے بچھونے بچھائے جاتے ہیں، اس کو جنت کے کپڑے پہنائے جاتے ہیں، جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے اور خوبصورت چہرے، بہترین لباس اور عمدہ خوشبو میں اس کا نیک عمل اس کے سامنے حاضر ہوتا ہے، اس کے بعد وہ (مارے خوشی کے) کہتا ہے: اے پروردگار! قیامت قائم فرما، اے پروردگار! قیامت قائم فرما؛ تاکہ میں اپنے اہل وعیال اور مال (جنت کی حوروں اور اس کی نعمتوں) میں پہنچ جاؤں۔ اور اگر مردہ ایمان والا نہیں ہے، تو سب باتوں میں چیختا چلّاتا ہوا یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں، اس ناکامی کے بعد پہلے اس کو جنت کا منظر دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر تم ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے، تو تمھارا ٹھکانا یہاں ہوتا، پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب مُسلَّط ہو جاتا ہے، اس کے نیچے آگ بچھا دی جاتی ہے، اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے اس کو ایسا مارتے ہیں کہ جنات اور انسان کے علاوہ سب اس کی آواز سنتے ہیں، قبر اس کو اس قدر بھینچتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، اس کے بعد بدصورت، خراب کپڑے اور بدبو میں اس کا عمل حاضر ہوتا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ اے رب! قیامت قائم نہ فرما۔

[مسند احمد: ۱۸۵۳۴ عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ؛ مسند احمد: ۱۴۷۲۲ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما؛ مسند احمد: ۱۲۲۷۱ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

عالمِ برزخ میں نیک اور مومن بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا انعام ہوتا ہے اور کافروں اور کچھ نافرمان مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام یا عذاب کا تعلق مردے کے جسم اور روح دونوں سے ہوتا ہے: چاہے مرنے والے کا جسم مٹی میں خاک ہو گیا ہو یا آگ میں جل گیا ہو یا پانی میں ڈوب گیا ہو یا درندوں، پرندوں اور مچھلیوں وغیرہ نے کھا کر ہضم کر دیا ہو۔

[شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ۱/ ۳۹۶، لابن ابی العز الحنفی]

مُردے کے سامنے قیامت تک روزانہ صبح وشام اس کا ٹھکانا (جنت یا دوزخ) پیش کیا جاتا ہے، جنتی کو جنت دکھا کر خوشخبری دی جاتی ہے اور دوزخی کو دوزخ دکھا کر اس کے خوف کو بڑھایا جاتا ہے۔ [بخاری:۱۳۷۹، عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ]

برزخ حق ہے، ہر مومن کو اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

سوالات

① برزخ کس جہاں کو کہتے ہیں؟ ② نیکوکاروں اور گنہ گاروں کی روحیں کہاں ہوتی ہیں؟

③ مردے کے پاس کیسے فرشتے آتے ہیں اور ان کو کیا کہتے ہیں؟

④ مردے سے فرشتے کیا سوال کرتے ہیں؟ ⑤ ایمان والوں کے ساتھ قبر میں کیا معاملہ کیا جاتا ہے؟

⑥ کافروں کے ساتھ قبر میں کیا معاملہ کیا جاتا ہے؟

⑦ قبر میں اللہ تعالیٰ کے انعام اور عذاب کا تعلق میت کے جسم سے ہے یا روح سے؟

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۱۴ | دن پڑھائیں

سبق ۴ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

بعث بعد الموت کے معنی ہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جانا۔ قیامت کے دن حضرت اسرافیل علیہ السلام جب پہلی مرتبہ صور پھونکیں گے تو تمام جاندار مر جائیں گے اور پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ موت دے دیں گے، ایک مدت کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کریں گے، پھر وہ دوبارہ صور پھونکیں گے، جس سے تمام لوگ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے، اسی کو بعث بعد الموت کہتے ہیں۔ [شرح العقیدۃ الطحاویۃ:۱/۵۳۴، لصالح بن عبدالعزیز]

سب سے پہلے عرش اٹھانے والے فرشتے، پھر جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام زندہ کیے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نئی زمین و آسمان اور چاند و سورج کو پیدا کریں گے، پھر تمام جانداروں کو زندہ کیا جائے گا جس کی صورت یہ ہوگی کہ ایک بارش برسے گی جس سے سبزے کی طرح تمام لوگ پیدا ہوں گے پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دوبارہ صور پھونکنے سے سب دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔

[شرح العقیدۃ الطحاویۃ:۱/۵۳۴، لصالح بن عبدالعزیز؛ شعب الایمان:۳۵۳، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ]

سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ قبر مبارک سے اس طرح باہر تشریف لائیں گے کہ آپ ﷺ کے داہنے ہاتھ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا اور بائیں ہاتھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا۔ [ابن ماجہ: ۴۳۰۸، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ؛ ترمذی: ۳۶۶۹، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیا علیہم السلام اٹھیں گے پھر صدیقین، شہدا، صالحین اور مومنین یہ کہتے ہوئے اٹھیں گے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ'' [شعب الایمان: ۱۰۰، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا، بے شک ہمارا پروردگار بہت بخشنے والا، بڑا قدر دان ہے۔

اخیر میں کفار اور برے لوگ یہ کہتے ہوئے اٹھیں گے: ''يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا''۔ [شعب الایمان: ۳۵۷، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

ترجمہ: ہائے ہماری خرابی! کس نے ہم کو ہماری قبروں سے اٹھا دیا۔

ہر شخص جس حال میں مرا ہے اسی حال میں اٹھے گا، شہیدوں کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا، جس کی رنگت اور خوشبو زعفران کی طرح ہوگی، جو حج میں مرا ہوگا وہ ''لَبَّيْكَ......'' کہتا ہوا اٹھے گا، ہر شخص برہنہ (ننگا) اور غیر مختون (بغیر ختنہ کیے ہوئے) اٹھے گا، سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سفید حُلّہ (لباس) پہنایا جائے گا، ان کے بعد حضرت محمد ﷺ کو کپڑے پہنائے جائیں گے (ان کے بعد اور رسولوں اور نبیوں کو، ان کے بعد دوسرے لوگوں کو کپڑے پہنائے جائیں گے)۔ [مسلم: ۷۴۱۳، عن جابر رضی اللہ عنہ؛ بخاری: ۲۳۷، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ؛ بخاری: ۱۸۵۱، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، بخاری: ۳۳۴۹، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، مسند احمد: ۳۷۸۷، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ]

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ اٹھایا جانا حق ہے اور اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جسم کی بوسیدہ ہڈیوں اور مٹی میں ملے ہوئے ریزوں کو ہر جگہ سے جمع کرے گا، چاہے وہ آگ میں جلا ہو یا پانی میں ڈوبا ہو یا جانور کے پیٹ میں ہضم ہو گیا ہو جسم کے تمام اجزا کو جمع کرے گا اور جو روحیں دنیا میں

جسموں کے اندر تھیں ان کو جسموں میں ڈال کر دوبارہ زندہ کرے گا۔قرآن میں ہے:اور کفارِ مکہ کہا کرتے تھے کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن کر رہ جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اور کیا ہمارے پہلے گذرے ہوئے باپ دادوں کو بھی؟ کہہ دو کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے لوگ ایک متعین دن کے طے شدہ وقت پر ضرور اکٹھے کیے جائیں گے۔ [سورۂ واقعہ: ۴۷-۵۰]

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حق ہے، جو شخص بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرے یا اس میں شک کرے، تو وہ مومن نہیں ہے۔

سوالات

(۱) بعث بعد الموت کسے کہتے ہیں؟ (۲) بعث بعد الموت کے وقت ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ کون ہوگا؟
(۳) صدیقین، شہدا، صالحین اور مومنین کیا کہتے ہوئے اٹھیں گے؟
(۴) کفار کیا کہتے ہوئے اٹھیں گے؟ (۵) سب سے پہلے کس کو لباس پہنایا جائے گا؟
(۶) جو حج کی حالت میں مرا وہ کیا کہتے ہوئے اٹھے گا؟
(۷) مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں ہم مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے؟

۱	۲	مہینے میں	۱۴	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۴ حشر

حشر کے معنی ہیں جمع ہونا۔ قیامت کے دن صور پھونکے جانے کے بعد جب تمام جاندار مر جائیں گے، تو ایک مدت کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا، جس سے تمام مُردے زندہ ہو جائیں گے اور اپنی قبروں سے اُٹھ کر ایک میدان میں جمع ہوں گے اسی کو "حشر" کہتے ہیں۔ میدانِ حشر ایک سفید، نرم اور چٹیل زمین ہوگی جس میں نہ کوئی ٹیلہ ہوگا اور نہ کوئی عمارت کہ آدمی اس کے پیچھے چھپ جائے، اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو میدانِ حشر میں جمع کرے گا، اس میدان میں کچھ لوگ پیدل حاضر ہوں گے اور کچھ سواریوں پر سوار ہو کر اور کافر لوگ منہ کے بل چلتے ہوئے میدانِ حشر میں پہنچیں گے۔

[مسلم: ۷۲۳۳، عن سھل بن سعد رضی اللہ عنہما؛ ترمذی: ۳۱۴۲، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

اس دن کی گھبراہٹ کا یہ عالم ہوگا کہ ہر شخص اپنی اپنی فکر میں ہوگا، انسان اپنے بھائی، ماں باپ، بیوی بچوں، دوست احباب اور رشتے داروں سے منہ چھپاتا پھرے گا، دنیا میں جن پر جان تک قربان کر دیتا تھا آخرت میں ان سے دور بھاگے گا بلکہ کچھ لوگ تو اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیوی بچوں وغیرہ کو بھی بدلے میں دینے کے لیے تیار ہوں گے، قرآن میں ہے: مجرم یہ چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے لیے اپنے بیٹے فدیہ میں دے دے اور اپنی بیوی، اپنا بھائی اور اپنا وہ خاندان جو اسے پناہ دیتا تھا اور زمین کے سارے کے سارے باشندے پھر (ان سب کو فدیہ میں دے کر) اپنے آپ کو بچالے (لیکن) ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا! وہ تو ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے جو کھال اتار لے گی۔ [سورۂ معارج:۱۱ـ۱۶]

اس دن سورج زمین سے بہت قریب ہوگا، اس کی گرمی کی وجہ سے دماغ کھولنے لگے گا اور زبان تالو سے لگ جائے گی ۔ کافر و مشرک اور نافرمان لوگ پسینے میں شرابور (ڈوبے ہوئے) ہوں گے، جن کے گناہ جس قدر زیادہ ہوں گے وہ اسی قدر پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے، اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا، جب زمین پسینہ نہ پی سکے گی تو پسینہ اوپر چڑھے گا پھر کسی کے ٹخنوں تک پہنچ رہا ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کی کمر تک اور کوئی پورا پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا، لوگ بھوک اور پیاس کی شدت سے پریشان ہوں گے مگر اس دن اللہ تعالیٰ نیک بندوں کو اپنے عرش کے سایے میں جگہ عنایت فرمائے گا اور ان کے لیے کھانے پینے کا بھی انتظام فرمائے گا۔

[بخاری:۶۵۳۲، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ؛ مسلم:۷۳۸۵، عن مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ؛ بخاری:۶۶۰، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ]

قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، حساب و کتاب کے انتظار میں جب کافی مدت گزر جائے گی اور لوگوں کی پریشانی بڑھتی جائے گی، تو گھبرا کر سارے اولین و آخرین مل کر ایک ایک پیغمبر کے پاس حاضر ہوں گے، اور حساب و کتاب جلد شروع

کیے جانے کی سفارش کریں گے، تمام انبیا علیہم السلام سفارش سے معذرت ظاہر فرمائیں گے پھر اخیر میں ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کے لیے حاضر ہوں گے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفارش فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ عرش پر تجلی فرمائیں گے پھر حساب وکتاب شروع ہو جائے گا اور اعمال نامے وزن کیے جائیں گے۔
[بخاری: ۷۴۴۰، عن انس رضی اللہ عنہ]

سوالات

① حشر کسے کہتے ہیں؟	② میدانِ حشر میں کافر کس طرح پہونچیں گے؟
③ نافرمان لوگ کہاں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے؟	④ قیامت کا ایک دن کتنے سال کا ہوگا؟

۲	۵ مہینے میں	۱۴ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۵ شفاعت

شفاعت کے معنی ہیں سفارش کرنا۔ قیامت کے دن نیک لوگوں کا بُرے لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سفارش کرنا حق ہے، اللہ تعالیٰ انبیا، اولیا، علما اور شہدا وغیرہ کو گنہگاروں کے بارے میں سفارش کرنے کی اجازت دیں گے؛ بغیر اجازت کے کوئی سفارش نہ کر سکے گا۔
[شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ۱/ ۲۰۵، ۲۰۶، لصالح بن عبدالعزیز]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے بعض لوگ ایک بڑی جماعت کی سفارش کریں گے، بعض ایک قبیلے کی، بعض چالیس آدمیوں کی اور کوئی ایک آدمی کی سفارش کرے گا۔
[ترمذی: ۲۴۴۰، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

مسلمانوں کے چھوٹے بچے جو بلوغ سے پہلے مرجاتے ہیں، وہ بھی اپنے ماں باپ کی سفارش کریں گے اور قرآن کریم اور نیک اعمال بھی بعض لوگوں کی سفارش کریں گے، کفر و شرک کے علاوہ تمام گناہوں کی سفارش ہوگی، سب سے پہلے میدانِ حشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت

کریں گے، اس کے بعد ہی دوسرے حضرات شفاعت کریں گے، آپ ﷺ اپنی امت کے لیے متعدد بار شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ بخشتے رہیں گے، یہاں تک کہ ہر اس شخص کو جس نے سچے دل سے کلمۂ طیبہ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہا اور اسی پر اس کی موت آئی، تو اس کو بھی دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔
[ترمذی: ۲۴۴۱، عن عوف بن مالک رضی اللہ عنہ]

حضور ﷺ کی مختلف موقعوں پر شفاعتیں

① سب سے پہلی شفاعت جس کو ''شفاعتِ کُبریٰ'' کہتے ہیں وہ میدانِ حشر میں حساب و کتاب جلد شروع کیے جانے کے لیے ہوگی۔ جب تمام اَوّلین و آخرین میدانِ حشر میں پریشان حال ہوں گے اور بڑے بڑے انبیا کے پاس جا کر حساب و کتاب جلد شروع کیے جانے کی درخواست کریں گے تو وہ سب معذرت کر دیں گے۔ آخر میں حضور ﷺ کے پاس آئیں گے، تو آپ ﷺ فرمائیں گے ''ہاں! مجھے یہ مقام حاصل ہوا ہے'' چنانچہ آپ ﷺ سجدے میں گر کر اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد و ثنا بیان فرمائیں گے اور شفاعت کی اجازت لیں گے، اجازت ملنے کے بعد آپ ﷺ بارگاہِ الٰہی میں حساب و کتاب جلد شروع کرنے کی درخواست کریں گے۔

② جب بعض گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم میں ڈالے جانے کا حکم ہوگا تو حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے کہ ان کا قصور معاف کر دیا جائے اور ان کو جہنم میں نہ ڈالا جائے۔

③ بعض گنہگار اپنے بڑے بڑے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جا چکے ہوں گے، ان کو دوزخ سے نکالنے کے لیے حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

④ حضور ﷺ کچھ لوگوں کے لیے بغیر کسی حساب و کتاب کے جنت میں داخل کیے جانے کی

شفاعت فرمائیں گے۔

(۵) بعض جنتیوں کے درجات بلند کرنے کے لیے آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

[شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ۱/۲۰۳، الصالح بن عبدالعزیز]

سوالات

(۱) شفاعت کے معنی بتائیے۔

(۲) کیا قیامت میں نیک لوگ برے لوگوں کے حق میں سفارش کریں گے؟

(۳) کیا اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش کر سکے گا؟ (۴) کیا نابالغ بچے اپنے ماں باپ کی سفارش کریں گے؟

(۵) کیا قرآن اور نیک اعمال سفارش کریں گے؟ (۶) شفاعت کبریٰ کسے کہتے ہیں؟

۳ تیسرے مہینے میں ۱۴ دن پڑھائیں

سبق ۶ حساب وکتاب

انسان دنیا میں جو بھی اعمال کرتا ہے اچھے ہوں یا بُرے قیامت کے دن وہ اعمال ایک ایک کر کے اُسے بتائے جائیں گے اسی کا نام ''حساب وکتاب'' ہے۔ میدانِ حشر میں آپ ﷺ کے شفاعت فرمانے کے بعد حساب وکتاب شروع ہوگا، ہر ایک انسان نے زندگی میں جو بھی اعمال کیے ہوں گے ان کا پورا پورا حساب ہوگا حتیٰ کہ چرندوں، پرندوں اور وحشی جانوروں وغیرہ کا بھی حساب ہوگا اور ہر ایک کو پورا پورا انصاف اور بدلہ دلایا جائے گا، پھر جنات اور انسان کے علاوہ سب حیوان اللہ تعالیٰ کے حکم سے مٹی ہو جائیں گے۔

[مستدرک: ۳۲۳۱، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

حساب لینے میں کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا، اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کسی نے نیکی یا برائی کی ہوگی، تو اسے پیش کیا جائے گا، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور ہم قیامت کے دن ایسی ترازئیں لا رکھیں گے جو سراپا انصاف ہوں گی، چنانچہ کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا، تو ہم اسے سامنے لے آئیں گے اور حساب

لینے کے لیے ہم کافی ہیں۔ [سورۂ انبیاء: ۴۷]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میدانِ حشر میں کوئی بھی شخص اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہل سکے گا جب تک پانچ باتوں کا جواب نہ دے دے:

① اپنی عمر کن کاموں میں گذاری؟
② اپنی جوانی کن کاموں میں لگائی؟
③ مال کہاں سے کمایا؟
④ اور کہاں خرچ کیا؟
⑤ جو علم حاصل کیا تھا اس پر کتنا عمل کیا؟ [ترمذی: ۲۴۱۶، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ]

دنیا میں دی ہوئی ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا حتیٰ کہ ٹھنڈا پانی پینے کا بھی حساب ہوگا، کچھ لوگ تو ایسے ہوں گے جو بغیر حساب وکتاب کے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں چلے جائیں گے، ان کے علاوہ اور لوگوں کا حساب وکتاب ہوگا، ان میں نیک لوگوں کا نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور بُرے لوگوں کا نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، جن لوگوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، ان سے آسان حساب لیا جائے گا اور جن لوگوں کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ مارے حسرت کے کہیں گے کہ کاش میرا نامۂ اعمال مجھے نہ دیا جاتا۔

قرآن میں ہے: پھر جس کسی کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کہ لوگو! لو یہ میرا اعمال نامہ پڑھو، میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ مجھے اپنے حساب کا سامنا کرنا ہوگا۔ چنانچہ وہ من پسند عیش میں ہوگا۔ [سورۂ حاقہ: ۱۹-۲۱]

رہا وہ شخص جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ اے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش! کہ میری موت ہی پر میرا کام تمام ہو جاتا۔ [سورۂ حاقہ: ۲۵-۲۷]

قیامت کے دن حساب وکتاب کا ہونا حق ہے، اس پر ہمارا ایمان ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ مومن نہیں ہے۔

سوالات

① حساب وکتاب کسے کہتے ہیں؟ ② کیا حساب لینے میں کسی پر ظلم ہوگا؟

③ میدان حشر میں کتنی باتوں کے بارے میں سوال ہوگا؟

④ جس شخص کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کیا کہے گا؟

⑤ جس شخص کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کیا کہے گا؟

۳	۱۳	مہینے میں	۱۴	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط والدین

سبق ۷ میزان

میزان کے معنی ترازو کے ہیں۔ قیامت کے دن اچھے اور بُرے اعمال کو تولنے کے لیے ''میزانِ عدل'' (انصاف کا ترازو) قائم کیا جائے گا، میزان حقیقت میں ایک ترازو ہوگی، جس کے دو پلڑے ہوں گے، ایک پلڑے میں نیکیاں تولی جائیں گی اور دوسرے پلڑے میں برائیاں تولی جائیں گی۔ [شرح العقیدۃ الطحاویۃ ۱/۵۴۱، لصالح بن عبدالعزیز]

میزان کے قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عدل وانصاف خوب ظاہر ہو جائے اور لوگ اپنے اچھے اور برے اعمال کو اپنی آنکھوں سے تلتا ہوا دیکھ لیں، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور ہم قیامت کے دن ایسی ترازئیں لا رکھیں گے جو سراپا انصاف ہوں گی، چنانچہ کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا، تو ہم اسے سامنے لے آئیں گے اور حساب لینے کے لیے ہم کافی ہیں [سورۃ انبیاء:۴۷]

انسانوں کو اس دن ترازو کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس کے دونوں پلڑوں کے درمیان کھڑا کیا جائے گا، اس میزان کو ایک فرشتے کے سپرد کیا جائے گا۔ جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا، تو یہ اس کی نجات کی علامت ہوگی، وہ فرشتہ بلند آواز سے پکار کر کہے گا جس کو ساری مخلوق سنے گی، کہ فلاں شخص نے ایسی سعادت اور نیک بختی حاصل کر لی جس کے بعد وہ کبھی بد بخت نہیں ہوگا اور جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا، تو وہ اس کے نقصان وخسارے کی

عقائد

علامت ہوگی، وہ فرشتہ ایسی آواز سے پکارے گا جس کو ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں شخص ایسا بد بخت ہوا کہ پھر کبھی سعادت مند نہ ہوگا۔ [مسند بزار:۲۹۴۴، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

میزانِ عدل قائم کیے جانے کے وقت کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا، سب کو یہی فکر لاحق ہوگی کہ اس کے نیک اعمال کا وزن بھاری ہوتا ہے یا ہلکا۔ جس کی ایک نیکی بھی گناہوں سے بڑھ گئی، وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کا ایک گناہ بھی نیکیوں سے بڑھ گیا، وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور جس کی نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی تو وہ کچھ مدت تک "اَعْراف" (جنت اور جہنم کے درمیان) میں رہے گا، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں جائے گا۔ بندوں کے اعمال پیش کیے جانے کے وقت بُرے لوگ نامۂ اعمال کا انکار کریں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کے اعضاء وجوارح یعنی ہاتھوں، پیروں وغیرہ کو گویائی (بولنے کی طاقت) دیں گے، وہ بھی ان کے ایک ایک عمل کی گواہی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں: آج (قیامت) کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے ان چیزوں کی جنھیں یہ لوگ کیا کرتے تھے۔ [سورۂ یٰسین:۶۵]

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اعمال کا حساب ہونا اور اعمال کے تولنے کے لیے میزانِ عدل کا قائم کیا جانا حق ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے، جو اس کا انکار کرے وہ مومن نہیں ہے۔

سوالات

(۱) میزان کا معنی بتائیے۔

(۲) میزان کے پلڑوں میں کیا تولا جائے گا؟

(۳) نیکیوں کا پلڑا بھاری ہونا کس بات کی علامت ہوگی؟

(۴) نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہونا کس بات کی علامت ہوگی؟

(۵) جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی وہ کہاں رہے گا؟

(۶) جو لوگ اعمال نامے کا انکار کریں گے ان کے خلاف گواہی کون دے گا؟

۴	۵	مہینے میں	۱۴	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۸ تقدیر

سارے عالم میں جو کچھ ہوا، ہوتا ہے اور آئندہ ہوگا، تمام چیزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم ہے، اللہ تعالیٰ کے اسی علم کو "تقدیر" کہتے ہیں۔ [شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ۱/۲۷۲، لابن ابی العز]

(۱) دنیا میں جو کچھ بھی ہوا یا ہوتا ہے یا ہوگا، ان سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا بنانے سے پہلے ہی لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا۔ [مسلم: ۶۹۱۹، عن عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما]

(۲) جن چیزوں کا ہونا مقدر ہے انھیں کوئی روک نہیں سکتا۔ [ابوداود: ۴۷۰۰، عن عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ]

(۳) اچھے برے حالات سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں۔ [سورۂ نساء: ۷۸]

(۴) اگر اچھے حالات پیش آئیں تو فخر و غرور نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ [مسلم: ۷۶۹۲، عن صہیب رضی اللہ عنہ]

(۵) اگر برے حالات پیش آئیں تو اسے اپنے برے اعمال کا نتیجہ سمجھ کر توبہ و استغفار کرے اور یہ سوچے کہ اس میں خدا کی کوئی حکمت و مصلحت ہوگی۔ [مسلم: ۷۶۹۲، عن صہیب رضی اللہ عنہ، شعب الایمان: ۱/۲۰۱]

(۶) اگر کسی کو کوئی مصیبت پیش آئے تو یہ ہرگز نہ کہے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا بلکہ یہ کہے کہ میرے مقدر میں یہی تھا۔ [مسلم: ۶۹۴۵، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ]

(۷) یہ ہرگز نہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پہلے سے لکھ رکھی ہے، لہٰذا اب عمل کر کے کچھ فائدہ نہیں، بلکہ ضروری تدبیریں اختیار کرنا چاہیے، اس لیے کہ نیک لوگوں کے لیے نیکی کے راستے کھول دیے جاتے ہیں اور ان راستوں پر چلنا ان کے لیے آسان ہوتا ہے اور بد بخت لوگوں کے لیے برائی کے راستے کھول دیے جاتے ہیں اور ان راستوں پر چلنا ان کے لیے آسان ہوتا ہے۔ [بخاری: ۴۹۴۹، عن علی رضی اللہ عنہ]

(۸) پہلی امتیں تقدیر کے بارے میں بحث و حجت کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں، اس لیے ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تقدیر کے بارے میں بحث و حجت نہ کریں۔
[ترمذی: ۲۱۳۳، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ]

سوالات

(۱) تقدیر کسے کہتے ہیں؟ (۲) کن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا بنانے سے پہلے ہی لوحِ محفوظ میں لکھ دیا تھا؟

(۳) اچھے حالات پیش آئیں تو کیا کرنا چاہیے؟ (۴) برے حالات پیش آئیں تو کیا کرنا چاہیے؟

(۵) تقدیر کے بارے میں ہمیں کیا تعلیم دی گئی ہے؟

۵ پانچویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۹ شعائرِ اسلام

شعائر شَعِیرَۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں۔ وہ چیزیں جو دین اِسلام کی علامتیں اور پہچان ہیں اور جو مسلمان ہونے کی علامت سمجھی جاتی ہیں اور جن سے عام طور پر کفر اور اسلام میں فرق وامتیاز پیدا ہوتا ہے، ان کو "شعائرِ اسلام" کہتے ہیں۔
[حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/۲۵۶]

جیسے نماز، اذان، اقامت، حج، عمرہ، ختنہ، قرآنِ کریم، نبی، کعبہ، قربانی، رمضان شریف عید الفطر، عید الاضحیٰ، جماعت کی نماز، نمازِ جمعہ اور سنت کے مطابق داڑھی وغیرہ۔
[حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/۱۵۰ـ۱۵۲: ۱/۲۵۶]

شریعت کے جو احکام یقینی دلائل سے ثابت ہوں وہ سب دین کے شعائر ہیں، دین کے تمام شعائر کی تعظیم کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے، ان کو حقیر سمجھنے یا ان کا مذاق اڑانے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ ہم تمام مسلمان شعائرِ اسلام کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی توہین کرنے سے خود بھی بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔

سوالات

(۱) شعائر کے معنی بتایئے۔ (۲) شعائرِ اسلام کسے کہتے ہیں؟

(۳) شعائرِ اسلام کون کون سے ہیں؟ (۴) شعائرِ اسلام کو حقیر سمجھنے سے کیا ہوتا ہے؟

۵ پانچویں مہینے میں	۳ دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط والدین

تعریف

مسائل دین کی وہ باتیں جن میں عمل کا طریقہ یا اس کا صحیح اور غلط ہونا بتایا جائے، ان کو ''مسائل'' کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، علم دین حاصل کرو اور لوگوں کو سکھاؤ، فرائض کا علم حاصل کرو اور لوگوں کو فرائض سکھاؤ۔ مجھے اٹھالیا جائے گا اور علم بھی اٹھالیا جائے یہاں تک کہ دو آدمی ایک فرض کے بارے میں اختلاف کریں گے، اور اس کے بارے میں صحیح خبر دینے والا کوئی آدمی نہیں ملے گا۔

[شعیب الایمان: ۱۶۶۸، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ]

ہم مسلمان ہیں، ہمارے اوپر فرض ہے کہ ہم اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گذاریں اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے بچیں، اس راستے پر چلیں جو سیدھا ہے اور جنت تک لے جانے والا ہے اور ان راستوں پر نہ چلیں جو گمراہی اور جہنم تک لے جانے والے ہیں۔ جنت و جہنم کے راستے کی پہچان ہمیں دینی علوم سیکھنے سے ہوگی، صحیح اور غلط میں فرق دینی مسائل کے پڑھنے سے پتہ چلے گا۔

لہٰذا دینی مسائل کا سیکھنا ہماری سب سے بڑی ضرورت اور افضل ترین عبادت ہے۔

مسائل

پاکی ناپاکی، نماز روزہ، زکوٰۃ حج، تجارت اور خرید و فروخت وغیرہ ایسے مسائل ہیں جن سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا رہتا ہے، اس لیے ان کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے اور ان سے غفلت برتنا بڑی محرومی کی بات ہے۔ جو شخص دینی علوم سے واقف نہیں ہوتا، شیطان اسے بہت جلد گمراہ کر لیتا ہے، اور جو شخص دینی علوم سے واقف ہوتا ہے، حلال و حرام اور جائز و ناجائز باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے شیطان ایسے شخص کو گمراہ نہیں کر پاتا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ایک فقیہ (مسائل کا جاننے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

[ترمذی: ۲۶۸۱، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

اس لیے ہمیں دینی مسائل کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا چاہیے، تاکہ ہم شیطانی فریب سے بچ سکیں اور سیدھے راستے پر قائم رہ سکیں۔

ہدایت برائے استاذ

مسائل کے اسباق طلبہ کو پڑھانے سے پہلے خوب مطالعہ کر کے اچھی طرح سمجھ لیں اور ان مسائل کی مزید تفصیل کے لیے فقہ کی معتبر کتابوں کا بھی مطالعہ کر لیں تو بڑا فائدہ ہوگا اور طلبہ کو مسائل سمجھانے اور مطمئن کرنے میں آسانی ہوگی۔

تمام مسائل طلبہ کو اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشین کرا دیں اور ان ہی مسائل کو مختلف انداز سے الٹ پلٹ کر سوالات کرتے رہیں۔

مسائل

سبق ۱ ① کس پانی سے وضو، غسل کرنا صحیح ہے؟

① بارش کا پانی۔ ② سمندر کا پانی۔ ③ ندی، نہر کا پانی۔ ④ چشمے کا پانی۔ ⑤ تالاب اور کنویں کا پانی۔ ⑥ پگھلے ہوئے برف اور اَولے کا پانی۔ ⑦ وہ پانی جس میں کوئی پاک جامد (ٹھوس) چیز گر گئی ہو اور پانی گاڑھا نہ ہوا ہو، خواہ پانی کا رنگ بدل جائے۔ جیسے: پانی میں ریت، پتھر، پتے، لکڑیاں، صابن وغیرہ گر جائے۔ ⑧ وہ پانی جس میں کوئی پاک سیّال (بہنے والی) چیز گر گئی ہو اور پانی کے رنگ، بو اور مزے میں کوئی فرق نہ آیا ہو جیسے: گنے کا رس بالٹی میں گر جائے۔ [شامی:۲/۲۰-۲۸، باب المیاہ]

کس پانی سے وضو، غسل کرنا صحیح نہیں ہے؟

① پھل یا درخت کا نچوڑا ہوا پانی جیسے: ناریل کا پانی، گلاب کا پانی، گنے کا رس اور تاڑی وغیرہ۔ [شامی:۲/۲۵، باب المیاہ]

② وہ پانی جس سے ایک مرتبہ وضو، غسل کر لیا گیا ہو۔ [شامی:۲/۵۷، باب المیاہ]

③ وہ پانی جس میں کوئی چیز پکائی گئی ہو، جیسے پانی میں سبزی، چنا وغیرہ پکایا گیا ہو۔ [شامی:۲/۴۷، باب المیاہ]

④ وہ پانی جس میں کوئی پاک جامد چیز مل جائے اور پانی گاڑھا ہو جائے، جیسے چونا پانی میں گر جائے یا زیادہ مقدار میں کوئی پاؤڈر یا آٹا گر جائے اور پانی گاڑھا ہو جائے۔ [شامی:۲/۲۸، باب المیاہ]

⑤ وہ پانی جس میں کوئی پاک سیال چیز مل جائے، اس کی تین صورتیں ہیں:

(الف) سیال چیز میں تین وصف (رنگ، بو اور مزہ) ہوں، اور اس کے دو وصف پانی میں ظاہر ہو جائیں جیسے سرکہ کی بو اور مزہ پانی میں ظاہر ہو جائے۔ [شامی:۲/۲۸، باب المیاہ]

مسائل

(ب) سیال چیز کے دو وصف ہوں اور اس کا ایک وصف پانی میں ظاہر ہو جائے جیسے دودھ کا رنگ پانی میں ظاہر ہو جائے۔ [شامی:۲/۲۸، باب المیاہ]

(ج) سیال چیز میں کوئی وصف نہ ہو تو پانی اور سیال چیز دونوں میں سے جس کی مقدار زیادہ ہوگی اس کا حکم لگے گا۔ جیسے استعمال کیا ہوا پانی آدھی بالٹی ہو اور غیر مستعمل پانی پاؤ بالٹی ہو یا دونوں آدھی آدھی بالٹی ہو تو پورا پانی مستعمل شمار ہوگا۔ [شامی:۲/۲۸، باب المیاہ]

(۶) ناپاک پانی۔ [شامی:۲/۲۱، باب المیاہ]

نوٹ: اوپر بیان کی گئی پانی کی قسموں سے وضو، غسل کرنا درست نہیں ہے۔

سوالات

(۱) کس پانی سے وضو، غسل کرنا صحیح ہے؟ (۲) پانی کے کتنے اوصاف ہیں؟

(۳) جس پانی میں کوئی پاک سیال چیز گر جائے اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

۶ چھٹے مہینے میں ۱۲ دن پڑھائیں

پانی کب ناپاک ہوتا ہے؟

(۱) تھوڑے پانی میں حرام جانور منہ ڈال دے جیسے کتا، خنزیر وغیرہ۔ [شامی:۲/۱۵۷، باب المیاہ]

(۲) تھوڑے پانی میں کوئی جانور یا پرندہ مر جائے، جیسے کبوتر، چوہا وغیرہ۔ [شامی:۲/۴۰، باب المیاہ]

(۳) تھوڑے پانی میں کوئی نجاست گر جائے، چاہے پانی میں نجاست کا اثر نہ آیا ہو۔ جیسے بالٹی میں ایک قطرہ خون گر جائے۔ [شامی:۲/۴۰، باب المیاہ]

(۴) حوض وغیرہ میں ٹھہرا ہوا زیادہ پانی اس وقت ناپاک ہوگا جب کہ نجاست کی وجہ سے پانی کا رنگ، بو یا مزہ بدل جائے، صرف نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ نہر وغیرہ میں بہتے ہوئے پانی کا بھی یہی حکم ہے۔ [فتاوی ہندیہ:۱/ ۱۷، ۱۸، الباب الثالث فی المیاہ]

قلیل وکثیر پانی: زیادہ پانی وہ ہے جو اتنی بڑی جگہ میں ہو جس کا رقبہ ۲۲۵ر مربع فٹ یا ۲۰ر مربع میٹر ہو اور اس کی گہرائی کم از کم اتنی ہو کہ چلو سے پانی لینے میں زمین نہ کھلنے پائے۔ اور جو پانی اس سے کم جگہ میں ہو وہ تھوڑا ہے، جیسے ڈرم، چھوٹا کنواں، بالٹی، ہزار یا پانچ سو لیٹر کی ٹنکی وغیرہ۔ [فتاوی ہندیہ:۱ر۱۷، ۱۸، الباب الثالث فی المیاہ]

مسئلہ: وہ جانور جو پانی میں پیدا ہوتے ہیں اور وہیں رہتے ہیں جیسے مچھلی، کیکڑا وغیرہ اور وہ جانور جن میں بہتا ہوا خون نہیں ہے، ان دونوں قسم کے جانور پانی میں مرجائیں تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ [شامی:۲ر۳۵، باب المیاہ]

سوالات

① پانی کب ناپاک ہوتا ہے؟ ② قلیل وکثیر پانی کی مقدار کیا ہے؟

۶ چھٹے مہینے میں ۶ دن پڑھائیں

سبق ۲ غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے

① احتلام کا ہو جانا۔ (نیند میں منی کا نکلنا) [شامی:۱ر۳۵۳، کتاب الطہارۃ]

② بیداری میں شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا۔ [شامی:۱ر۳۵۳، کتاب الطہارۃ]

③ ہم بستری کرنا، چاہے منی نہ نکلے۔ [شامی:۱ر۳۵۸، کتاب الطہارۃ]

④ حیض کے خون کا بند ہو جانا۔ [شامی:۱ر۳۷۰، کتاب الطہارۃ]

⑤ نفاس کے خون کا بند ہو جانا۔ [شامی:۱ر۳۷۰، کتاب الطہارۃ]

نوٹ: پیشاب کے راستے سے پیشاب کے علاوہ تین چیزیں اور نکلتی ہیں:

① وَدِی: وہ چکنا پانی جو پیشاب کے بعد کبھی کبھی نکلتا ہے۔

② مَذِی: وہ پتلا اور چکنا پانی جو شہوانی خیالات یا میاں بیوی کے بوس وکنار کے وقت نکلتا ہے، اس کے نکلنے سے جوش اور خواہش ختم نہیں ہوتی۔

③ منی: وہ گاڑھا اور چکنا پانی جو ہمبستری یا شہوت کے غلبہ پر نکلتا ہے، اس کے نکلنے کے بعد شہوت اور جوش ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: منی کے نکلنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔ مذی اور ودی اسی طرح عورت کو سفید پانی آنے سے وضوٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔ [شامی:۱/۲۷۴، سنن الغسل]

مسئلہ: جس شخص پر غسل واجب ہو اس کے لیے قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ البتہ ذکر و تسبیح پڑھنا درست ہے۔ [شامی:۱/۲۹۳، ۲۹۷، سنن الغسل]

سوالات

① غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے؟ ② مذی کے نکلنے سے کیا غسل واجب ہوتا ہے؟

③ جس شخص پر غسل واجب ہو اس کے لیے تلاوت اور ذکر کا کیا حکم ہے؟

۶	۶	مہینے میں	۸	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۳ بچہ کب بالغ ہوتا ہے؟

① جن چیزوں سے غسل فرض ہوتا ہے ان میں سے کوئی ایک چیز پائی جائے۔
[شامی:۲۵/۱۶۷، فصل، بلوغ الغلام]

② اسلامی سالوں کے اعتبار سے لڑکا یا لڑکی کی عمر پندرہ سال ہوجائے۔
[شامی:۲۵/۱۶۷، فصل، بلوغ الغلام]

بالغ ہونے کے بعد انسان شریعت کے تمام احکام کا مکلّف اور ان کا پابند ہوجاتا ہے، وہ کسی معاملے میں آزاد نہیں رہتا۔

سوالات

① بچہ کب بالغ ہوتا ہے؟ ② بچہ بالغ ہوجائے تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

۷	ساتویں مہینے میں	۲	دن پڑھائیں

سبق ۴ زکوٰۃ کا بیان

عربی زبان میں زکوٰۃ کے معنی پاک ہونے اور بڑھنے کے ہیں اور شریعت میں خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اس کے حکم کے مطابق اپنے مال کی ایک مقرر مقدار کسی مستحق مسلمان کو مالک بنا کر دے دینے کا نام ''زکوٰۃ'' ہے۔ شریعت میں اس مالی عبادت کو زکوٰۃ

اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے آدمی کا بقیہ مال پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کی نیکیوں میں زیادتی ہوتی ہے۔ [شامی: ۲۲۵/۶، کتاب الزکوۃ]

زکوۃ کا حکم: زکوۃ دینا فرض ہے، قرآن مجید اور احادیث سے اس کی فرضیت ثابت ہے، جو شخص اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ [فتاوی ہندیہ: ۱/۷۰ا، کتاب الزکوۃ]

زکوۃ فرض ہونے کی شرطیں

① مسلمان ہونا۔ ② آزاد ہونا۔ ③ عاقل ہونا۔ ④ بالغ ہونا۔ ⑤ نصاب کے بقدر مال کا مالک ہونا۔ ⑥ نصاب کا بنیادی ضرورتوں اور قرض سے خالی ہونا۔ (صاحب نصاب پر اتنا قرض نہ ہو کہ قرض ادا کرنے کی صورت میں نصاب کے بقدر مال باقی نہ رہے)۔ ⑦ نصاب پر قمری (اسلامی) سال گذر جانا۔ (سال کے درمیان نصاب کم ہو جائے تو کوئی بات نہیں۔ ہاں اگر نصاب ختم ہو جائے تو جب دوبارہ نصاب کے بقدر مال آئے گا اس وقت سے سال کا آغاز ہوگا)۔ [شامی: ۲۵۲/۶، ۲۵۵، کتاب الزکوۃ]

بنیادی ضرورت: رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، گھر کا ساز و سامان اور استعمال کی سواری (گاڑی) انسان کی بنیادی ضرورتوں میں داخل ہیں۔

سوالات

① زکوۃ کسے کہتے ہیں؟ ② زکوۃ کا کیا حکم ہے؟
③ زکوۃ کی کیا شرطیں ہیں؟ ④ بنیادی ضرورت کسے کہتے ہیں؟

۷ ساتویں مہینے میں ۵ دن پڑھائیں

سبق ۵ کس مال میں زکوۃ فرض ہے؟

① سونا۔ ② چاندی۔ ③ روپیے پیسے۔ ④ مالِ تجارت۔ (ہر وہ چیز جسے فروخت کرنے کے ارادے سے خریدا ہو)۔ ⑤ زمین کی پیداوار۔ ⑥ مویشی (پالتو جانور)۔

زکوٰۃ کا نصاب

جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے، شریعت نے ان کی خاص خاص مقدار مقرر کردی ہے؛ مال کی اسی خاص مقدار کو "نصاب" کہتے ہیں۔ جب نصاب کی مقدار کسی کے پاس پوری ہوجائے، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے اور ایسے شخص کو "صاحبِ نصاب" کہتے ہیں۔

① **سونے کا نصاب:** ۸۷رگرام ۴۸۰رملی گرام ہے۔ [شامی: ۷/۲۶۸، باب زکوٰۃ المال، احسن الفتاویٰ: ۴/۲۵۴]

② **چاندی کا نصاب:** ۶۱۲رگرام ۳۶۰رملی گرام ہے۔ [شامی: ۷/۲۶۸، باب زکوٰۃ المال، احسن الفتاویٰ: ۴/۲۵۴]

③ **روپے پیسے کا نصاب:** روپیہ پیسہ سونا، چاندی میں سے کسی ایک کے نصاب کی قیمت کے برابر ہو۔ [شامی: ۷/۸۱، باب زکوٰۃ المال]

④ **مال تجارت کا نصاب:** مالِ تجارت سونا، چاندی میں سے کسی ایک کے نصاب کی قیمت کے برابر ہو۔ [شامی: ۷/۵۷، باب زکوٰۃ المال]

تنبیہ: آج کل چاندی کی قیمت سونے کے مقابلے میں کئی گنا کم ہونے کی وجہ سے چاندی کا نصاب جلد پورا ہوجاتا ہے، اس لیے چاندی کے نصاب کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا۔

زکوٰۃ کی مقدار: سونا، چاندی، روپیہ پیسہ اور مالِ تجارت کی زکوٰۃ میں پورے مال کا چالیسواں حصہ (ڈھائی فی صد) دینا فرض ہے۔ [شامی: ۷/۵۷، باب زکوٰۃ المال]

⑤ **زمین کی پیداوار:** زمین کی پیداوار جتنی مقدار میں بھی ہو اس میں دسواں حصہ (دس فیصد) زکوٰۃ ہے جس کو "عُشر" کہا جاتا ہے۔

⑥ **مویشی:** مویشی میں سے بکری، گائے، بیل، اونٹ وغیرہ میں زکوٰۃ فرض ہونے کے مختلف نصاب شریعت نے مقرر کیے ہیں اور ان میں زکوٰۃ کی مقدار بھی مختلف رکھی ہے۔

سوالات

① کس مال میں زکوٰۃ فرض ہے؟

② سونے چاندی میں زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے؟

③ زکوٰۃ کی مقدار کیا ہے؟

۷ ساتویں مہینے میں ۷ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۶

متفرق مسائل

① اگر کسی کے پاس سونا اور چاندی دونوں ہوں، لیکن کسی ایک کا نصاب پورا نہ ہو، تو دونوں کو ملا کر قیمت لگائی جائے گی، اگر دونوں کی قیمت مل کر سونے یا چاندی میں سے کسی ایک کے نصاب کو پہنچ جائے، تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ [شامی: ۸۹/۷، باب زکوٰۃ المال]

② زکوٰۃ ادا کرتے وقت یا زکوٰۃ کا مال الگ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت ضروری ہے، یعنی دل میں ارادہ ہو کہ زکوٰۃ نکال رہا ہوں۔ بغیر نیت کے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ہاں البتہ کسی کو زکوٰۃ کہہ کر دینا ضروری نہیں، بلکہ ہدیہ کہہ کر دے گا تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔
[شامی: ۲۸۹/۶، کتاب الزکوٰۃ]

③ زکوٰۃ میں سونا، چاندی، تجارتی مال یا ان کی قیمت سے کپڑا، غلہ یا کوئی اور سامان خرید کر دینا بھی جائز ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم: ۲۱۵/۶]

④ مکان، دوکان، کارخانہ، برتن، کپڑے، کتابیں، فرنیچر، سلائی مشین، گاڑی، کرایہ پر دی جانے والی چیزیں، صنعتی آلات اور وہ مشینیں جو سامان تیار کرتی ہیں اور خود باقی رہتی ہیں یعنی چاہے کتنی ہی قیمت کے ہوں؛ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ البتہ اگر ان میں سے کوئی بھی چیز تجارت کی ہے، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ [شامی: ۴۷/۱/۶، کتاب الزکوٰۃ]

⑤ سونے، چاندی کی بنی ہوئی تمام چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے، جیسے سونے چاندی کے زیورات، سکے، برتن اور تمغے وغیرہ۔ [شامی: ۶/۷، باب زکوٰۃ المال]

⑥ تجارت کی غرض سے جو بھی چیز خریدی جائے اس پر زکوٰۃ فرض ہے، خواہ وہ زمین ہو یا کوئی اور سامان، اس لیے زکوٰۃ نکالتے وقت دکان میں جتنی چیزیں بیچنے کی ہوں ان سب کی قیمت کا حساب لگا کر زکوٰۃ نکالنا فرض ہے۔ [بدائع الصنائع: ۲/۲، کتاب الزکوٰۃ]

سوالات

① اگر کسی کے پاس سونا اور چاندی دونوں ہو لیکن کسی کا نصاب پورا نہ ہو تو کیا کرے؟

② کیا بغیر نیت کے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

③ کیا صرف سونے چاندی پر زکوٰۃ فرض ہے یا سونے چاندی کی بنی ہوئی تمام چیزوں پر؟

④ کیا تجارت کی چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟ اس کی زکوٰۃ کس طرح نکالی جائے گی؟

۷ ۸ مہینے میں ۷ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۷ زکوٰۃ ادا کرنا کب فرض ہے؟

زکوٰۃ کا جو نصاب شریعت نے مقرر کیا ہے اس کے مالک ہونے کے بعد قمری (اسلامی) تاریخ کے اعتبار سے جس تاریخ کو ایک سال مکمل ہو جائے اس تاریخ کو زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو جاتی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے شریعت میں رمضان کا مہینہ متعین نہیں ہے، بلکہ ہر آدمی کے لیے زکوٰۃ کا مہینہ اور تاریخ علاحدہ علاحدہ ہے، جس شخص کے پاس قمری ماہ کی جس تاریخ میں نصاب کے بقدر مال آئے اس کے لیے ہمیشہ وہی تاریخ زکوٰۃ کے حساب کے لیے متعین رہے گی۔ لہٰذا وہ شخص اسی تاریخ میں زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کرے، رمضان کا انتظار نہ کرے، تاخیر کرنا بری بات ہے۔ [شامی: ۲/۲۸۵، ۲۹۷ کتاب الزکاۃ]

مثلاً کوئی شخص ۲؍صفر ۱۴۳۱ھ کو پہلی بار نصابِ زکوٰۃ کا مالک ہوا، سال کے درمیان مال گھٹتا بڑھتا رہا لیکن اگلے سال ۲؍صفر ۱۴۳۲ھ کو اس کے پاس نصاب کے بقدر یا اس سے زیادہ مال موجود ہے تو اس شخص پر اپنی ملکیت میں موجود سونا، چاندی، نقد رقم، بینک میں محفوظ رقم، تجارتی پلاٹ اور دوکان میں موجود تجارتی سامان سب کی مجموعی قیمت جوڑ کر ڈھائی فی صد کے لحاظ سے زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ سال کے درمیان جو رقم آتی جاتی رہے اس کا کوئی اعتبار نہیں، بس ۲؍صفر کو جتنی رقم موجود ہے اس کی زکوٰۃ نکالنا فرض ہے، چاہے اس میں کچھ رقم صرف ایک دن پہلے آئی ہو۔ اور جو رقم ایک دن پہلے خرچ ہوئی وہ زکوٰۃ کے حساب میں

مسائل

شمار نہیں ہوگی۔ [شامی: ۲۷/۴۰، ۴۶، باب زکوٰۃ الغنم]

سوالات

① زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے؟ ② کیا زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے رمضان کا انتظار کرنا ضروری ہے؟

③ سال کے درمیان میں جو رقم آتی جاتی رہتی ہے کیا اس کا اعتبار ہوگا؟

متفرق مسائل

① اگر صاحبِ نصاب بننے کی قمری تاریخ یاد نہ ہو تو غور وفکر کے بعد جس تاریخ کا غالب گمان ہو وہ متعین ہوگی۔ اگر کسی تاریخ کا بھی ظن غالب نہ ہو تو خود کوئی قمری تاریخ متعین کر لے۔ [احسن الفتاویٰ: ۴/۲۵۵]

② اگر نصابِ زکوٰۃ پر سال مکمل ہونے سے پہلے کوئی زکوٰۃ ادا کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے۔ [شامی: ۷/۵۹، باب زکوٰۃ الغنم]

③ سال کے درمیان جو مال بڑھا اس پر سال کا گذرنا ضروری نہیں ہے، سال کے مکمل ہونے سے ایک دن پہلے تک جو بھی مال آئے گا اس کی زکوٰۃ نکالنا فرض ہے۔
[شامی: ۷/۴۰۔۴۶، باب زکوٰۃ الغنم]

④ اگر سال کے درمیان نصاب بالکل ہی ختم ہو جائے، سونا چاندی، روپیہ پیسہ اور سامان تجارت بالکل نہ رہے یا سال کے اختتام پر نصاب مکمل نہ رہے تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی، دوبارہ نصاب کا مالک ہونے کے بعد از سرِ نو حساب لگایا جائے گا۔ [شامی: ۷/۹۰، باب زکوٰۃ المال]

⑤ اگر کسی کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ مال ہے اور اس کے ذمے قرض بھی ہے تو قرض کی مقدار منہا کرنے کے بعد نصاب کے بقدر مال باقی رہتا ہے تو بقیہ رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اور اگر نصاب کے بقدر مال نہیں رہتا ہے تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔
[شامی: ۶/۴۵۶، کتاب الزکوٰۃ]

⑥ اگر صاحب نصاب کا دوسرے کے ذمے قرض ہو یا سامانِ تجارت کی قیمت دوسرے کے ذمے ہو تو دوسری چیزوں کے ساتھ اس کی بھی زکوٰۃ ادا کر دے اور اس کی بھی گنجائش

مسائل

ہے کہ جب قرض یا سامان تجارت کی قیمت وصول ہو اس وقت پچھلے سالوں کی بھی زکوٰۃ ادا کرے، البتہ ایسا قرض جس کے ملنے کی بالکل امید نہ ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔
[شامی: ۷/۷۹، باب زکوٰۃ المال]

سوالات

① اگر نصاب زکوٰۃ پر سال مکمل ہونے سے پہلے کوئی زکوٰۃ ادا کرنا چاہے تو کیا اس کی اجازت ہے؟

② اگر سال کے درمیان نصاب بالکل ہی ختم ہو جائے یا سال کے اختتام پر نصاب کے بقدر مال نہ رہے تو زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں؟

۸ آٹھویں مہینے میں ۱۴ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۸ مَصَارِفِ زکوٰۃ

مَصَارِف مَصْرَف کی جمع ہے، جس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اس کو "مصرف" کہتے ہیں۔

زکوٰۃ کے مصارف مندرجہ ذیل ہیں:

① **فقیر:** وہ شخص جو صاحب نصاب نہ ہو اور نہ اس کے پاس نصاب کے بقدر ضرورت سے زائد سامان ہو۔ [شامی: ۷/۲۰۵، باب مصرف الزکوٰۃ]

② **مسکین:** وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ [شامی: ۷/۲۰۸، باب مصرف الزکوٰۃ]

③ **قرضدار:** وہ شخص جس کے ذمے لوگوں کا قرض ہو اور اس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ قرض ادا کرنے کی صورت میں نصاب کے بقدر مال باقی رہے۔ [شامی: ۷/۲۱۹، باب مصرف الزکوٰۃ]

④ **مسافر:** جو حالتِ سفر میں محتاج ہو گیا ہو (اگرچہ اپنے وطن میں مالدار ہو) اسے بقدر ضرورت زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ [شامی: ۷/۲۲۳، باب مصرف الزکوٰۃ]

کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟

① وہ شخص جس پر زکوٰۃ فرض ہو، ایسا شخص شریعت کی نگاہ میں مالدار ہے۔
[شامی: ۷/۲۳۶، باب مصرف الزکوٰۃ]

مسائل

(۲) وہ شخص جس پر زکوۃ تو فرض نہ ہو لیکن ضرورت سے زائد زمین، مکان یا کوئی اور سامان فرنیچر، برتن وغیرہ اس کے پاس موجود ہو اور اس کی قیمت نصاب کے بقدر ہو۔
[شامی: ۷/۲۳۸، باب مصرف الزکوۃ]

(۳) اپنے اصول: ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی اوپر تک۔ [شامی: ۷/۲۳۰، باب مصرف الزکوۃ]

(۴) اپنے فروع: بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی نیچے تک۔ [شامی: ۷/۲۳۰، باب مصرف الزکوۃ]

(۵) بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو زکوۃ نہیں دے سکتا۔ [شامی: ۷/۲۲۶، باب مصرف الزکوۃ]

(۶) غیر مسلم۔ [شامی: ۷/۲۴۹، باب مصرف الزکوۃ]

(۷) مالدار آدمی کی نابالغ اولاد۔ [شامی: ۷/۲۴۷، باب مصرف الزکوۃ]

(۸) سید اور بنی ہاشم (عباس، حارث اور ابوطالب کی اولاد) [شامی: ۷/۲۴۵، باب مصرف الزکوۃ]

مسئلہ: زکوۃ کے پیسے سے کنواں کھدوانا، سڑک بنوانا، مسجد کے لیے زمین خریدنا وغیرہ جائز نہیں ہے، اس لیے کہ زکوۃ کی ادائیگی کے لیے مستحق کو اس کا مالک بنانا شرط ہے۔
[شامی: ۷/۲۲۶، باب مصرف الزکوۃ]

مسئلہ: زکوۃ کی نیت سے قرض معاف کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ [شامی: ۶/۴۹۴، کتاب الزکوۃ]

مسئلہ: کسی ایک ہی آدمی کو نصاب کے بقدر زکوۃ کا مال دے دینا مکروہ ہے اور جب کسی مستحق کے پاس نصاب کے بقدر مال جمع ہو جائے تو اسے زکوۃ دینا جائز نہیں۔
[شامی: ۷/۲۵۶، باب مصرف الزکوۃ]

کن لوگوں کو زکوۃ دینا افضل ہے؟

سب سے پہلے اپنے رشتے دار بھائی بہن اور ان کی اولاد، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، ساس، سسر، داماد وغیرہ میں سے جو ضرورت مند ہوں ان کو زکوۃ دینا افضل ہے۔ ان کے بعد اپنے پڑوسیوں یا اپنے شہر کے لوگوں میں سے جو زیادہ ضرورت مند ہوں، پھر جس کے دینے میں دین کا زیادہ نفع ہو جیسے علم دین کے طلبہ۔ ان لوگوں کو زکوۃ دینے میں دوہرا ثواب ہے۔
[شامی: ۷/۲۳۰، باب مصرف الزکوۃ]

سوالات

① مصرف زکوۃ کسے کہتے ہیں؟ چند مصرف بتائیے۔

② کن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے؟

③ کن لوگوں کو زکوۃ دینا افضل ہے؟

| ۸ | آٹھویں مہینے میں | ۹ | دن پڑھائیں |

سبق ۹ روزے کی قضا کے مسائل

① اگر کوئی شخص رمضان شریف اور نذر معین کا روزہ کسی عذر کی وجہ سے نہیں رکھ سکا، یا بغیر کسی عذر کے محض غفلت اور سستی کی وجہ سے نہیں رکھا یا رمضان شریف اور نذر معین کا روزہ شروع کرنے کے بعد کسی عذر کی وجہ سے توڑ دیا یا کوئی ایسی بات پیش آگئی جس کی وجہ سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا، تو ان تمام صورتوں میں ایک روزے کے بدلے ایک روزہ رکھنا ضروری ہوگا، اسی کو "قضا" کہتے ہیں۔ [شامی: ۷/۴۸۸، فصل فی العوارض]

② قضا کے لیے کوئی دن متعین نہیں ہے، جب وقت ملے رکھ لیں، البتہ بلا وجہ تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔ [شامی: ۷/۳۲۴، کتاب الصوم]

③ اگر چند روزے چھوٹ گئے، تو یہ ضروری نہیں کہ قضا روزے لگا تار ہی رکھیں، درمیان میں فاصلہ کر کے بھی رکھ سکتے ہیں۔ [شامی: ۷/۴۸۸، فصل فی العوارض]

④ نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا، تو اس کی قضا واجب ہے۔ کیوں کہ نفلی روزہ شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے۔ [شامی: ۸/۱۰، فصل العوارض]

⑤ رمضان کے قضا روزوں میں تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے کہ فلاں تاریخ کے روزے کی قضا کر رہا ہوں، صرف تعداد پوری کرنا ضروری ہے، یعنی جتنے روزے قضا ہوئے تھے، اتنے ہی روزے رکھ لے۔ البتہ اگر دو سال کے رمضان کے کچھ کچھ روزے قضا ہو گئے، تو سال کا متعین کرنا ضروری ہے۔ [شامی: ۲۹/۲۶۰، مسائل شتی]

(۶) رمضان کے کئی روزے توڑ دیے تب بھی ایک کفارہ سب کی طرف سے کافی ہے۔
[شامی: ۴۵۳/۷، باب مایفسد الصوم]

سوالات

(۱) قضا کسے کہتے ہیں؟
(۲) قضا روزوں کے درمیان فاصلہ رکھ سکتے ہیں؟
(۳) کیا رمضان کے قضا روزوں میں تاریخ مقرر کرنا ضروری ہے؟
(۴) رمضان کے کئی روزے توڑ دیئے تو کتنے کفارے ضروری ہیں؟

| ۹ | نویں مہینے میں | ۴ | دن پڑھائیں |

سبق ۱۰ صدقۂ فطر کا بیان

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

صدقۂ فطر ہر اس مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے جو عید الفطر کے دن نصابِ زکوٰۃ کا مالک ہو یا اس کے پاس نصاب کی قیمت کے بقدر استعمال سے زائد کپڑے، برتن، فرنیچر، زیب وزینت اور آرائش کا سامان یا ضرورت سے زیادہ مکان یا زمین ہو، خواہ اس پر سال نہ گذرا ہو۔ [شامی: ۲۷۳/۷، باب صدقۃ الفطر]

مسئلہ: جس شخص پر صدقۂ فطر ہو وہ اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے۔ [شامی: ۲۸۱/۷، باب صدقۃ الفطر]

مسئلہ: صدقۂ فطر اپنی بیوی اور اپنی بالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں ہے، ان کا صدقۂ فطر ان کے مال میں لازم ہوتا ہے، لیکن اگر ان کی طرف سے دے دے، تو ادا ہو جائے گا۔ [شامی: ۲۸۱/۷، باب صدقۃ الفطر]

مسئلہ: اگر ضرورت سے زائد مکان کرایہ پر دیا ہوا ہو اور اس کے کرایہ پر گذر اوقات ہو تو اس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا اور اگر ضروریاتِ زندگی دوسرے ذرائع سے حاصل ہو جاتی ہوں تو اس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ [شامی: ۲۳۸/۷، ۲۳۹، باب مصرف الزکوٰۃ]

مسائل

صدقۂ فطر کی مقدار

① ایک صاع جَو، منقّی یا کھجور ہے۔ ایک صاع کی مقدار موجودہ اوزان کے اعتبار سے ۳ر کلو ۱۵۰ر گرام ہوتی ہے۔ [شامی: ۲۹۳/۷، باب صدقۃ الفطر، فتاویٰ رحیمیہ: ۱۹۷/۷]

② آدھا صاع گیہوں ہے۔ آدھے صاع کی مقدار موجودہ اوزان کے اعتبار سے ار کلو ۵۷۵ر گرام ہوتی ہے۔ ان چیزوں کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔

[شامی: ۲۹۳/۷، باب صدقۃ الفطر، فتاویٰ رحیمیہ: ۱۹۷/۷]

صدقۂ فطر کب ادا کریں؟

صدقۂ فطر عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی واجب ہوجاتا ہے۔ جو شخص صبح صادق سے پہلے مرگیا، اس کے مال میں سے صدقۂ فطر نہیں دیا جائے گا۔ جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا ہو، اس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا اور جو صبحِ صادق کے بعد پیدا ہوا، اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں ہوگا۔

صدقۂ فطر عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے ادا کردینا چاہیے لیکن اگر کوئی نماز سے پہلے ادا نہ کرسکا تو نماز کے بعد ضرور ادا کردے، جب تک ادا نہ کرے گا اس کے ذمے باقی ہی رہے گا۔ اگر کوئی رمضان میں ادا کرنا چاہے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

[شامی: ۳۰۱/۷، ۳۰۲، باب صدقۃ الفطر]

مسئلہ: جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے، اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔ [شامی: ۲۷۳/۷، باب صدقۃ الفطر]

مسئلہ: جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، ان لوگوں کو صدقۂ فطر دینا بھی جائز ہے اور جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، ان کو صدقۂ فطر دینا بھی جائز نہیں۔ [شامی: ۳۱۶/۷، باب صدقۃ الفطر]

مسائل

سوالات

① صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟ ② صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟

③ صدقۂ فطر کب ادا کرنا ہے؟ ④ صدقۂ فطر کس کو دیا جاتا ہے؟

۹	۱۰	مہینے میں	۱۱	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۱۱ بال اور ناخن کے احکام

① پٹے رکھنا مستحب ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں:

(الف) کانوں کی لو تک۔ اس کو عربی میں ''وَفْرَة'' کہتے ہیں۔

[شرح النووی: ۹۱/۱۵، باب صفۃ شعر الرسول ﷺ]

(ب) کانوں کی لو اور کندھوں کے درمیان تک۔ اس کو عربی میں ''لِمَّة'' کہتے ہیں۔

[شرح النووی: ۹۱/۱۵، باب صفۃ شعر الرسول ﷺ]

(ج) کندھوں تک۔ اس کو عربی میں ''جُمَّة'' کہتے ہیں۔

[شرح النووی: ۹۱/۱۵، باب صفۃ شعر الرسول ﷺ]

② پورے سر کے بال منڈوانا یا پورے سر کے بال برابر کاٹنا دونوں جائز ہے۔

[شامی: ۳۳/۲۷، کتاب الحظر والاباحۃ]

③ بعض سر کے بال منڈانا اور بعض سر کے بال چھوڑ دینا، یا فیشن کے انداز میں بعض حصے کے بال زیادہ کاٹنا اور بعض حصے کے بال کم کاٹنا جائز نہیں ہے۔ [شامی: ۳۵/۲۷، کتاب الحظر والاباحۃ]

④ مونچھ کے بالوں کو قینچی وغیرہ سے کترنا سنت ہے۔ یا تو بالکل باریک کردے یا کم سے کم اتنی باریک کردے کہ اوپر کے ہونٹ پر نہ آئے۔ اور مونڈنا بھی جائز ہے۔

[شامی: ۳۴/۲۷، کتاب الحظر والاباحۃ]

⑤ داڑھی رکھنا اسلامی شعار میں سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کا تاکیدی حکم دیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: مونچھوں کو کم کراؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔ [بخاری: ۵۸۹۲، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ]

مسائل

اس لیے ڈاڑھی کا رکھنا واجب ہے اور اس کا مونڈنا حرام ہے، ایک مشت ہونے تک کاٹنے کی اجازت نہیں ہے، ایک مشت سے زیادہ ہو جائے تو بڑھی ہوئی مقدار کو کترنا جائز ہے۔
[شامی: ۲۷ر۳۳۳، کتاب الحظر والاباحہ]

⑥ بغل اور زیر ناف بال صاف کرنا سنت ہے، کریم، صابن وغیرہ سے بھی بال صاف کر لینے کی اجازت ہے۔ [شامی: ۲۷ر۳۳۴، کتاب الحظر والاباحہ]

⑦ ناخن تراشنا سنت ہے۔ قینچی یا ناخن تراش وغیرہ سے ناخن کاٹے، دانتوں سے ناخن ہرگز نہ کاٹے۔ بڑے ناخن رکھنے میں بہت سارے نقصانات ہیں، اس لیے ہرگز بڑے نہ رکھیں۔ [شامی: ۲۷ر۳۳۰، کتاب الحظر والاباحہ]

⑧ ہفتے میں ایک مرتبہ بغل اور زیر ناف کے بال اور ناخنوں کو کاٹنا مستحب ہے، جمعہ کے دن افضل ہے۔ اور اگر ہفتے میں ایک مرتبہ صفائی نہ کر سکے، تو پندرہ بیس دن میں ضرور صفائی کر لے، صفائی کی آخری مدت چالیس دن ہے، اس کے بعد رخصت نہیں، بلکہ صفائی کرنا واجب ہے، اگر چالیس دن گزر گئے اور بغل و زیر ناف کے بال اور ناخنوں کو کاٹ کر صفائی نہیں کی تو گنہ گار ہوگا۔ [شامی: ۲۷ر۳۳۳، کتاب الحظر والاباحہ]

⑨ ناخن، زیر ناف اور بغل کے بالوں کا دفن کرنا بہتر ہے، غسل خانہ یا بیت الخلا میں نہ ڈالے۔ [شامی: ۲۷ر۳۳۰، کتاب الحظر والاباحہ]

سوالات

① پٹے رکھنے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟

② سر کے بال کس طرح رکھنا ناجائز ہے؟

③ مونچھ کے بال کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

④ ڈاڑھی کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

⑤ ناخن زیر ناف اور بغل کے بالوں کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

۱۰ دسویں مہینے میں | ۹ | دن پڑھائیں

سبق ۱۲ انگوٹھی وغیرہ کے احکام

① مردوں کے لیے صرف ایک مثقال (۴گرام ۳۷۴ ملی گرام) سے کم چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، اور نہ پہننا بہتر ہے۔ سونا، پیتل، لوہے اور تانبے وغیرہ کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا بھی ناجائز ہے۔
[شامی: ۳۶۱/۲۶، ۳۶۰، کتاب الحظر والاباحہ الاوزان المحمودہ: ۱۰۷]

② مردوں کے لیے گلے میں چین، ہار، ہاتھ میں کڑے، کنگن اور کانوں میں بالیاں وغیرہ پہننا جائز نہیں ہے، خواہ وہ چاندی ہی کے ہوں۔ [شامی: ۳۶۱/۲۶، کتاب الحظر والاباحہ]

چاندی کی انگوٹھی میں نگینہ جس چیز کا چاہے اور جتنا بڑا چاہے لگا سکتے ہیں، البتہ ایک سے زیادہ نگینہ نہ ہو؛ اور نگینہ سے متعلق کوئی اعتقاد وابستہ نہ ہو کہ فلاں قسم کے پتھر سے کامیابی وغیرہ حاصل ہوگی۔ [شامی: ۳۶۱/۲۶، ۳۷۱، کتاب الحظر والاباحہ]

④ جس انگوٹھی پر اللہ کا نام یا قرآنی آیت وغیرہ نقش ہو، تو بیت الخلا جاتے وقت اس کو اتار لیں۔ اس لیے کہ ایسی انگوٹھی کو پہن کر بیت الخلا میں جانا جائز نہیں ہے۔ [شامی: ۶۵/۳، فصل فی الاستنجاء]

⑤ اگر کسی کا دانت ٹوٹ جائے تو چاندی کے دانت لگانے کی اجازت ہے اور اگر اس سے تکلیف ہو تو سونے کے دانت لگانے کی بھی اجازت ہے۔ [شامی: ۳۷۳/۲۶، کتاب الحظر والاباحہ]

سوالات

① مردوں کے لیے کیسی انگوٹھی پہننا جائز ہے؟ ② مردوں کے لیے کون سی چیزیں پہننا ناجائز ہے؟

③ بیت الخلاء جاتے وقت کون سی انگوٹھی کو اتارنے کا حکم ہے؟

| ۱۰ | دسویں مہینے میں | ۴ | دن پڑھائیں

سبق ۱۲۳ خضاب اور مہندی کے احکام

(۱) سر اور داڑھی میں مہندی کا خضاب لگانا مستحب ہے۔ [شامی: ۸۹/۲۷، کتاب الحظر والاباحۃ]

فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے، ان کے سر اور داڑھی کے بال بہت سفید تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی سفیدی کو کسی چیز سے بدل ڈالو اور سیاہ خضاب مت لگاؤ۔ [مسلم: ۵۶۳۱، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما]

(۲) سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دیگر رنگ کا خضاب لگانا جائز ہے۔

[شامی: ۸۹/۲۷، کتاب الحظر والاباحۃ]

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخیر زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو کبوتر کے سینوں کی طرح خضاب کے استعمال سے اپنے بال سیاہ کریں گے، یہ لوگ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ پائیں گے۔ [ابوداؤد: ۴۲۱۲، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

تنبیہ: ”کالی مہندی“ کے نام سے جو خضاب لوگوں میں مشہور ہے جس سے بال بالکل کالے ہو جاتے ہیں، اسکا لگانا بھی جائز نہیں ہے۔ [شامی: ۸۹/۲۷، کتاب الحظر والاباحۃ]

(۳) مردوں کے لیے ہاتھ اور پیر میں مہندی لگانا جائز نہیں ہے، نابالغ لڑکوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ [شامی: ۸۹/۲۷، کتاب الحظر والاباحۃ]

سوالات

(۱) سر اور ڈاڑھی میں مہندی کا خضاب لگانے کا کیا حکم ہے؟

(۲) مردوں کے لیے ہاتھ اور پیر میں مہندی لگانے کا کیا حکم ہے؟

۱۰ دسویں مہینے میں ۴ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

تعریف

نماز ایک خاص انداز میں اللہ کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرنے کو "نماز" کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث جو شخص رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت میں گذارے گا، اس کے سب پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ [بخاری: ۳۷، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ]

رمضان المبارک کی ایک امتیازی عبادت "نماز تراویح" ہے جو اپنی الگ شان رکھتی ہے، اس کے ذریعہ رمضان المبارک میں مسجدوں کی رونق بڑھ جاتی ہے اور عبادت کے شوق میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں تین دن مسجد نبوی میں باجماعت نماز پڑھائی لیکن جب مجمع زیادہ بڑھنے لگا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے غیر معمولی ذوق وشوق کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ کردی جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سلسلہ موقوف کردیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی ترغیب دیتے رہے، اس ترغیب کی وجہ سے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رمضان المبارک کی راتوں میں کثرت عبادت کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، جو لوگ قرآن کریم کے حافظ تھے وہ خود نوافل میں قرآن پڑھتے اور جو حافظ نہ تھے وہ کسی حافظ کی اقتدا میں قرآن کریم سننے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کے ایک تابعی عالم ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ لوگ کیا کررہے ہیں؟ کسی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ وہ حضرات ہیں جن کو قرآن کریم حفظ نہیں ہے، حضرت ابی بن کعب نماز میں قرآن پڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتدا میں

نماز

قرآن سن رہے ہیں، یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انھوں نے بہت اچھا کیا اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں کوئی ناگواری کی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ [سنن کبریٰ: ۴۷۹۴]

اس تفصیل سے اتنا تو یقیناً معلوم ہوگیا کہ دورِ نبوت میں رمضان کی وہ خصوصی نماز جسے بعد میں تراویح کا نام دیا گیا، یقیناً پڑھی جاتی رہی اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اس نماز سے بخوبی واقف تھے اور تنہا یا جماعت سے اسے پڑھا کرتے تھے۔ پھر دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کے ابتدائی زمانہ تک یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا۔ اس کے بعد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہ لوگ مسجد میں تنہا یا چھوٹی چھوٹی جماعتیں بنا کر تراویح کی نماز پڑھتے ہیں، آپ نے مناسب سمجھا کہ تراویح کی باقاعدہ جماعت قائم کردی جائے (کیوں کہ جس خطرہ و جوب کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے تراویح کی جماعت کا سلسلہ موقوف کردیا تھا، آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ خطرہ باقی نہ رہا تھا) اس لیے آپ نے صحابہ میں سب سے بڑے قاری حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کا امام مقرر فرمایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں تراویح پڑھنے لگے۔ [بخاری: ۲۰۱۰، عن عبد الرحمٰن بن عبد القاری رضی اللہ عنہ]

حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ و تابعین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رمضان کے مہینے ۲۳ ر رکعتیں (۲۰ ر رکعات تراویح اور ۳ ر رکعت وتر) پڑھا کرتے تھے۔ [موطا امام مالک: ۳۸۰، اسنادہ قوی باب ماجاء فی قیام رمضان]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے دو رات میں بیس رکعتیں پڑھائیں، جب تیسری رات ہوئی لوگ جمع ہوئے مگر حضور ﷺ تشریف نہیں لائے، پھر صبح کے وقت ارشاد فرمایا: مجھے خیال ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض ہوجائے گی تو تم اس کو نبھا نہ سکو گے۔ [التلخیص الحبیر: ۵۳/۲، باب صلاۃ التطوع، متفق علی صحتہ]

خلاصہ یہ کہ ۲۰ ر رکعت تراویح احادیث سے ثابت ہے اور ہر دور میں مسلمان اس کو

اہتمام سے ادا کرتے رہے ہیں، اس لیے ہمیں بھی اسے خوب اہتمام سے ادا کرنا چاہیے۔ رمضان المبارک کی راتیں نہایت قیمتی ہوتی ہیں، اس میں جتنی بھی عبادت کی جائے کم ہے، نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات بھر عبادتوں میں مصروف رہتے تھے۔ ہم اگر تراویح کی بیس رکعت میں بھی سستی برتیں تو ہم سے زیادہ محروم کون ہوسکتا ہے۔ اللہ ہم سب کو رمضان کی مبارک راتوں میں عبادت کا خصوصی اہتمام نصیب فرمائے۔ (آمین)

نفل نمازوں میں ''نمازِ حاجت'' بھی ہے، جو دینی یا دنیوی ضرورت کے پیش آنے پر پڑھی جاتی ہے، بندے کو چاہیے کہ جب کوئی ضرورت یا پریشانی پیش آئے اسباب کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے مسبب الاسباب کے حضور دو رکعت نماز پڑھ کر اپنی ضرورت مانگے، وہی اسباب کو بنانے اور بگاڑنے والا ہے، وہی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے، جب اس کا حکم ہوتا ہے تو مشکل سے مشکل کام آسان ہوجاتے ہیں، سالہا سال کے کام منٹوں میں ہوجاتے ہیں اور سارے اسباب خود بخود پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس لیے ہمیشہ اسی کو راضی رکھنا چاہیے اور اسی سے مانگنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

نماز

ہدایت برائے استاذ

نماز کے عنوان کے تحت تراویح اور نمازِ حاجت دی گئی ہیں، ترغیبی بات میں تراویح کے بارے میں جو مضمون تحریر ہے اسے اچھی طرح پڑھ لیں اور طلبہ کے دل و دماغ میں تراویح کی اہمیت وفضیلت بٹھائیں، نیز نمازِ حاجت کی فضیلت و اہمیت طلبہ کو بتلائیں اور اس کی دعا یاد کرائیں اور اسے اپنا معمول بنانے کی تاکید کریں کہ جب بھی کوئی ضرورت پیش آئے سب سے پہلے دو رکعت پڑھ کر اللہ سے خوب مانگے پھر اسباب کی طرف متوجہ ہوں۔

سبق ۱

تراویح کی نماز

رمضان المبارک کے مہینہ میں عشا کی فرض اور سنت نماز کے بعد وتر سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے اُسے ’’تراویح کی نماز‘‘ کہتے ہیں۔

ہر بالغ مرد اور عورت پر تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، بغیر عذر چھوڑنے والا گنہ گار ہوگا۔ البتہ مسجد میں جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ ہے، اگر محلے کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو سارے محلے والے گنہ گار ہوں گے۔ [شامی: ۵/۲۲۷، ۲۴۴، باب الوتر والنوافل]

تراویح کا وقت جس رات رمضان المبارک کا چاند نظر آجائے اسی رات سے تراویح کی نماز شروع ہوجاتی ہے اور عید کا چاند نظر آنے تک پڑھی جاتی ہے۔ تراویح کا وقت عشا کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھی جائے لیکن اگر کوئی وتر تراویح سے پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔ [شامی: ۵/۲۴۰، باب الوتر]

تراویح کا طریقہ عشا کی فرض اور سنت نماز پڑھنے کے بعد تراویح کی نیت سے دو دو رکعت کر کے دس سلاموں سے بیس رکعتیں پڑھیں اور ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر وقفہ کریں، اس وقفہ کو ’’ترویحہ‘‘ کہتے ہیں، ترویحہ کے معنی آرام کرنا۔ بہتر یہ ہے کہ اُس وقفہ میں ذکر و دعا وغیرہ میں مشغول رہے۔ بعض فقہا سے سبحان ذی الملک الخ دعا پڑھنا بھی منقول ہے۔ تراویح میں ایک مرتبہ ختم قرآن سنت ہے، اس سے زائد مستحب ہے۔
[شامی: ۵/۲۴۱، ۲۴۹، باب الوتر]

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسے وقت مسجد پہنچے کہ تراویح کی نماز شروع ہوچکی ہو تو اس پر لازم ہے کہ پہلے اپنی عشا کی فرض نماز ادا کرے، اُس کے بعد امام کے ساتھ تراویح میں شریک ہو۔
[شامی: ۵/۲۴۰، باب الوتر]

نماز

مسئلہ: اگر کسی کی تراویح کی بعض رکعتیں چھوٹ گئی ہوں تو وہ امام کے ساتھ پہلے بقیہ تراویح اور وتر پڑھ لے، پھر تراویح کی چھوٹی ہوئی رکعتیں ادا کرے۔ [شامی: ۲۴۶/۵، باب الوتر]

مسئلہ: اگر امام صاحب تراویح کی دوسری رکعت پر قعدہ کرنا بھول جائے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے۔ [فتاویٰ رحیمیہ جدید: ۲۳۶/۶]

مسئلہ: اگر بھول کر تراویح کی تین رکعتیں پڑھ لی اگر دوسری رکعت پر قعد کر لیا تو دو رکعت صحیح ہو گئیں اور تیسری باطل ہو گئی، اخیر میں سجدۂ سہو کر لیں، تیسری رکعت میں جو حصہ قرآن پڑھا ہے اسے دہرائیں اور اگر دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو تینوں رکعتیں باطل ہو گئیں، ان میں پڑھا ہوا قرآن دہرایا جائے گا۔ [شامی: ۲۱۵/۵، باب الوتر، فتاویٰ رحیمیہ جدید: ۲۵۵/۶]

مسئلہ: اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ کیا تو چاروں رکعتیں صحیح ہو گئیں اور سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا اور اگر دوسری رکعت پر قعدہ نہ کیا تو صرف آخری دو رکعتیں معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعتیں باطل ہو جائیں گی، لہٰذا پہلی دو رکعتوں میں پڑھا ہوا قرآن دوہرایا جائے گا۔ اور اخیر میں سجدۂ سہو کر لے۔ [شامی: ۲۱۵/۵ باب الوتر، احسن الفتاویٰ: ۵۱۴/۳]

سوالات

① تراویح کسے کہتے ہیں؟
② تراویح کا کیا حکم ہے؟
③ تراویح کا وقت کیا ہے؟
④ تراویح کی نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟
⑤ تراویح میں قرآن ختم کرنے کا کیا درجہ ہے؟
⑥ اگر کوئی شخص مسجد میں پہونچے اور تراویح کی نماز شروع ہو چکے تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟
⑦ اگر ایک سلام سے تراویح کی چار رکعتیں پڑھ لی جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

٦	٧	٨	مہینے میں	٢٠	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط والدین	

سبق ۲

نماز حاجت

تمام مخلوقات کی تمام حاجتوں اور ضرورتوں کو پوری کرنے والے اور تمام مشکلات کو آسان کرنے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور بظاہر جو کام بندوں کے ہاتھوں سے ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں دراصل وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے کرنے سے اور اسی کے حکم سے ہوتے ہیں، لہٰذا جب بھی کوئی دینی یا دنیوی ضرورت پیش آجائے یا کوئی تکلیف اور مصیبت پیش آجائے تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کا حکم دیا ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ [سورۂ بقرہ:۴۵]

ترجمہ: صبر اور نماز کے ذریعے اللہ کی مدد حاصل کرو۔

اسی خداوندی تعلیم و ہدایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کے لیے آپ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مستقل معمول اور دستور تھا کہ جب کوئی فکر آپ کو لاحق ہوتی اور کوئی اہم معاملہ پیش آتا، تو آپ ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے۔ [ابوداؤد:۱۳۱۹]

اور امت کو بھی آپ نے اسی بات کی تعلیم فرمائی، چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو اللہ تعالیٰ سے متعلق یا کسی آدمی سے متعلق (خواہ وہ حاجت ایسی ہو جس کا تعلق براہِ راست اللہ تعالیٰ ہی سے ہو کسی بندے سے اس کا واسطہ ہی نہ ہو، یا ایسا معاملہ ہو کہ بظاہر اُس کا تعلق کسی بندے سے ہو، بہر صورت) اس کو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کے حضور

نماز

میں اس طرح دعا کرے۔ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔''

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی مالک و معبود نہیں، وہ بڑے حلم والا اور بڑا کریم ہے، پاک اور مقدس ہے، وہ اللہ جو عرشِ عظیم کا بھی رب اور مالک ہے، ساری حمد و ستائش اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے، اے اللہ! میں آپ سے ان اعمال و اخلاق کا سوال کرتا ہوں جو آپ کی رحمت کو لازم کرنے والے ہیں اور جن سے آپ کا مغفرت فرمانا یقینی ہو جاتا ہے، میں آپ سے ہر نیکی میں حصہ لینے اور ہر گناہ سے محفوظ رہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے سارے ہی گناہ بخش دیجیے اور میری ہر فکر اور پریشانی دور کر دیجیے۔ اور میری ہر حاجت جس سے آپ راضی ہوں اُس کو پورا فرما دیجیے۔ اے ارحم الرّاحمین!۔ [ترمذی:۴۷۹]

اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے بارے میں جو چاہے مانگے اسے ضرور ملے گا۔

سوالات

① تمام مخلوقات کی حاجتیں اور ضرورتیں کون پوری کرتا ہے؟

② جب بھی کوئی دینی یا دنیوی ضرورت پیش آئے یا تکلیف ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

③ ہر مشکل وقت رسول اللہ ﷺ کا کیا معمول تھا؟

④ نماز حاجت پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

⑤ نماز حاجت کے بعد کیا دعا مانگی جاتی ہے؟

۹	۱۰	مہینے میں	۴۰	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط والدین

تعریف

سیرت صحابہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی حالاتِ زندگی کو "سیرت صحابہ" کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

قرآن اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ [سورۂ احزاب:۳۳]

ترجمہ: اے نبی کی اہل بیت! (گھر والو) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے، اور تمھیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کی ہدایت کے لیے معبوث فرمایا اور اپنی طرف سے نازل کردہ قرآن کریم پڑھ کر لوگوں کو سنانا اور اس کی تشریح کرنا اور لوگوں کی ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی سے آراستہ کرنا اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں بھیجے جانے کا عظیم مقصد قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بتائی ہوئی ہدایت کے مطابق انسانوں پر انتھک محنت اور جدوجہد کی اور ہر طرح کے مجاہدے اور مشقتیں برداشت کیے، اور ایک ایک انسان کے پاس ستر ستر بار تشریف لے گئے اور ایک اللہ کی وحدانیت کی طرف بلایا بہت سے لوگوں نے آپ کی بات کو تسلیم نہیں کیا اور آپ کے درپئے آزار ہوگئے پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مایوس نہیں ہوئے ان کے لیے ہدایت کی دعا مانگتے رہے اور ان کے لیے گرم گرم آنسو بہاتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محنت اور دعوت کے نتیجے میں ایک جماعت تیار ہوگئی جنھوں نے ایک اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی رسالت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ہر حال میں آپ پر جان قربان کرنے کا عہد و پیمان کیا۔ اسی مقدس جماعت کو ''صحابہ'' کہتے ہیں اس میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی، بوڑھے بھی تھے اور بچے بھی۔ امیر بھی تھے اور غریب بھی۔ سب کے سب ہدایت کے چراغ۔ اور سرچشمۂ نور ہیں۔ ان سے اللہ راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

وہ خوش نصیب لوگ جن کو حضور ﷺ کی صحبت سے وافر حصہ ملا وہ آپ کے اہل بیت پاکیزہ بیویاں اور نیک اولاد ہیں ان کو بہت قریب سے حضور ﷺ کو دیکھنے اور آپ سے فیض اٹھانے کا موقع ملا۔ اور حضور ﷺ نے ان کی بہترین تربیت بھی فرمائی یہی وجہ ہے کہ امت کو آپ کے اہل خانہ سے دین و علم کی اہم باتیں معلوم ہوئیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ۲۲۱۰/ احادیث منقول ہیں اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۳۷۸/ احادیث نقل کی گئی ہیں۔ اسی طرح ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن تفسیر، حدیث اور فقہ میں مہارت رکھتی تھیں۔ جن سے صحابہ و تابعین نے خوب استفادہ کیا۔

حضور ﷺ کی پاکیزہ بیویوں اور نیک اولاد نے حضور ﷺ کے دعوتی مشن میں آپ کا خوب ساتھ دیا چنانچہ حضور ﷺ کی رسالت پر سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف آپ کی زوجۂ مطہرہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حاصل کیا اور اپنے مال و جان سے آپ کا مرتے دم تک اس طرح ساتھ دیا کہ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات جس سال ہوئی اس کو آپ ﷺ نے غم کا سال قرار دیا۔ اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد بزرگوار حضور ﷺ کی خوب خدمت کی چنانچہ ایک مرتبہ حضور ﷺ بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اس دوران اوباش کا فرد ں نے سجدہ کی حالت میں حضور ﷺ پر اونٹ کی اوجھ لاکر رکھ دیا اور حضور ﷺ کا مذاق و استہزاء

کرنے لگے۔ یہ ماجرا دیکھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی نے ہمت سے کام لیا اور جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سے غلاظت ہٹا کر اس کو صاف کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا گھرانہ نیک سیرت و پاکیزہ اخلاق سے آراستہ تھا اور دعوت و ہدایت کی راہ میں عظیم قربانیوں سے عبارت تھا گویا "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" کا مصداق تھا۔ لہٰذا ہمیں آپ کے پاکیزہ بیویوں، نیک اولاد اور پیارے چچا اور پھوپھیوں کے حالات جاننا چاہیے تاکہ ہمارے ایمان میں اضافہ ہو اور ہم اچھے اخلاق اور عمدہ سیرت سے آراستہ ہو کر دین پر عمل اور اس کے پھیلانے کے لیے جدو جہد، محنت اور کوشش کر سکیں۔

ہدایت برائے استاذ

الحمدللہ گذشتہ سالوں کے نصاب میں طلبہ خلفائے راشدین اور عشرۂ مبشرہ کی پاکیزہ زندگی کے بارے میں اسباق پڑھ چکے ہیں۔ اس سال اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ بیویاں، نیک اولاد، چچا اور پھوپھیوں کی زندگی اور کارنامے دیئے جارہے ہیں۔

طلبہ کو یہ اسباق اچھی طرح ذہن نشین کرادیں تاکہ طلبہ اسباق میں دیئے گئے کارناموں اور امہات المؤمنین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک اولاد اور دیگر اہل بیت کے اوصاف کو اپنی زندگی میں پیدا کریں اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کر سکیں، ساتھ ہی ساتھ اسباق کے نیچے دیئے گئے سوالات کے جوابات بھی اچھی طرح یاد کرادیں۔

سبق ا — اُمَّہاتُ المُؤمِنِین

رسول اللہ ﷺ کی گیارہ بیویاں تھیں، سب ہی نیک اور سچی تھیں، ان کو ہم ''اُمَّہات المومنین'' کہتے ہیں۔ امہات المومنین کے معنی ہیں مسلمانوں کی مائیں، ہم سب اپنی سگی ماؤوں سے بھی زیادہ ان کا ادب واحترام کرتے ہیں، ان کی زندگیاں دنیا کی تمام عورتوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں، اب ''امہات المومنین'' کے حالات ذکر کیے جاتے ہیں۔

سوالات

(۱) رسول اللہ ﷺ کی کتنی بیویاں تھیں؟ انھیں کیا کہتے ہیں؟

(۲) ہم امہات المؤمنین کا ادب واحترام کس طرح کرتے ہیں؟

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۲ | دن پڑھائیں

سبق ۲ — اُمُّ المُؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''خدیجہ'' اور لقب ''طاہرہ'' تھا، والد کا نام ''خُوَیلِد'' اور والدہ کا نام ''فاطمہ'' تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ کی معزز اور مال دار بیوہ تھیں، وہ ایک عقل منداور باہمت خاتون تھیں، ان کی پہلی شادی ''ابُوہالہ'' سے ہوئی، جن سے دولڑکے پیدا ہوئے، ابوہالہ کے انتقال کے بعد دوسری شادی ''عتیق بن عائذ مَخزُومی'' سے ہوئی، ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، کچھ دنوں بعد عتیق کی بھی وفات ہوگئی، انھوں نے اپنے باپ اور شوہر کی چھوڑی ہوئی جائداد کی طرف توجہ کی اور کاروبار کو کامیابی کے ساتھ سنبھالا، جب تجارتی قافلے مکہ سے تجارت کا سامان لے کر باہر جاتے، تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اپنا مالِ تجارت اپنے کسی رشتے دار کے ساتھ بھیجا کرتیں، جب انھوں نے حضور ﷺ کی امانت اور سچائی کی شہرت سنی تو کہلا بھیجا کہ ''کیا آپ میرے تجارتی کام میں شریک ہوں گے؟'' حضور ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب سے مشورہ کر کے منظور کرلیا اور مالِ تجارت لے کر حضرت خدیجہ کے غلام ''مَیسَرہ'' کے ساتھ ملکِ شام کی طرف روانہ ہوگئے، اس دفعہ تجارت میں دوگنا نفع ہوا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام سے سفر کا حال پوچھا، تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق کی بے حد تعریف کی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تجارت میں برکت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری اور بلند اخلاق سے متاثر ہو کر خود نکاح کا پیغام بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے اس کا ذکر کیا، تو انھوں نے بھی پسند کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا، اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ رسال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۲۵ رسال تھی۔ اب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے دیکھا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت، سچائی اور خوش اخلاقی کے چرچے سنے تھے، اب جو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اخلاقِ حسنہ کے اس بلند مقام پر پایا جس سے زیادہ کوئی انسان سوچ نہیں سکتا۔

سوالات

(۱) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تجارتی کام میں کیوں شریک کیا؟

(۲) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے تجارتی سفر کا کیا حال بتایا اور اس سفر میں کتنا نفع ہوا؟

(۳) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام کس وجہ سے دیا؟

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۵ | دن پڑھائیں

سبق ۳ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہر مشکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہو جانے کے ۱۵ ربرس بعد اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی، ''غارِ حراء'' میں پہلی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا، تو نبوت کا بھاری منصب ملنے اور فرشتے کو اپنی اصلی صورت میں دیکھنے سے آپ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر آ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''مجھے چادر اڑھاؤ، مجھے کمبل اڑھاؤ''۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چادر ڈال دی، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی نازل ہونے کا سارا واقعہ سنایا اور فرمایا: ''مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے''۔ یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ ''آپ ہرگز نہ ڈریں، اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں

کریں گے، کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، بے کسوں اور فقیروں کی مدد کرتے ہیں، مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہی اور حق وانصاف کے خاطر مظلوموں کے کام آتے ہیں"۔ تسلی کے ان الفاظ سے حضور ﷺ کو اطمینان ہوا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرتے ہوئے ایمان قبول کیا، انھوں نے ہر مشکل میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا، جب حضور ﷺ کو کفارِ مکہ کے تکلیف پہنچانے یا نبوت کی باتوں کے جھٹلانے سے صدمہ پہنچتا، تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر دور ہو جاتا، کیوں کہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور کفارِ مکہ کے معاملے کو آپ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں، جب قریش نے ۷ نبوی میں حضور ﷺ کو اپنے خاندان کے ساتھ "شِعبِ اَبِی طَالِب" نامی گھاٹی میں بند کر دیا تھا، تو اس وقت بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے ساتھ گھر خالی کر کے جانے میں کوئی تردد نہیں کیا اور بڑھاپے میں بھی گھاٹی میں آگئیں اور تین سال تک ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کیں۔

سوالات

(۱) سب سے پہلی بار آپ ﷺ پر وحی کہاں نازل ہوئی؟
(۲) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو کن الفاظ سے تسلی دی؟
(۳) نبوت ملنے پر سب سے پہلے کس نے آپ کی تصدیق کی اور ایمان قبول کیا؟
(۴) ہر مشکل میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کس طرح آپ کا ساتھ دیتیں؟

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۴ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جو فضل وکمال اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا، اس میں قیامت تک کوئی خاتون شریک نہیں ہو سکتی، حضور ﷺ نے فرمایا: "اس امت کی سب سے بہترین عورت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے"۔ حضور ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت تھی، آپ ﷺ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی، ان کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا معمول تھا کہ

جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا، تو آپ ﷺ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے۔ حضور ﷺ ہمیشہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''کیا آپ ایک بڑھیا کی یاد کیا کرتے ہیں، جو وفات پا چکیں ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں!'' تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اچھی بیوی نہیں ملی، کیوں کہ وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب لوگوں نے میرا انکار کیا، اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا، اس وقت اپنے مال سے میری مدد کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا اور اللہ نے مجھے ان سے اولاد عطا فرمائی''۔

سب سے پہلے حضور ﷺ کو نبی مان کر ایمان قبول کرنا، رنج و غم کے موقع پر آپ ﷺ کو تسلی دینا، سخت آزمائش میں آپ ﷺ کا ساتھ دینا، اسلام کے لیے ہر تکلیف کو برداشت کرنا، یہ ان کی وہ صفات ہیں جو انھیں دیگر امہات المومنین سے ممتاز کر دیتی ہیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سنہ ۱۰ نبوی میں تقریباً ۶۵ رسال کی عمر میں ہوئی اور مکہ کے ''حَجُون'' نامی قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

سوالات

(۱) جب آپ ﷺ کوئی جانور ذبح کرتے تو اس کا گوشت کہاں بھجواتے؟

(۲) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۴ | دن پڑھائیں

سبق ۵ ام المومنین حضرت سَوْدَہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''سَوْدَہ'' تھا، والد کا نام ''زَمْعَہ'' اور والدہ کا نام ''شَمُوس'' تھا۔ نبوت کے شروع زمانے میں ہی مسلمان ہوگئیں اور ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں پھر کئی سال کے بعد مکہ مکرمہ واپس آئیں۔ ان کا پہلا نکاح حضرت سَکْرَان بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہوا، جو حبشہ کی ہجرت میں

ان کے ساتھ تھے اور جن سے ایک لڑکے "عبدالرحمٰن" بھی پیدا ہوئے، حضرت سکران رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ۱۰ نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بڑی سخی اور فیاض تھیں، ایثار میں نمایاں حیثیت رکھتیں، بڑی فرمانبردار اور اطاعت شعار تھیں، ہر حکم پر جان نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی تمام بیویوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ "میرے بعد گھر میں بیٹھنا"۔ چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لیے نہ نکلیں۔ فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب اللہ کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۲۲ھ میں ہوا۔

سوالات

(۱) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا میں کیا صفات تھیں؟

(۲) حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو کیا حکم دیا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اس پر کس طرح عمل کیا؟

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں

سبق ۶ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام "عائشہ" اور لقب "صدیقہ" تھا، آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، والدہ کا نام "زینب" اور کنیت "اُمِ رُومان" تھی۔ آپ کی پیدائش نبوت کے ۴ر سال بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے بے حد ذہین اور عقل مند تھیں، محلے کی لڑکیاں ان کے پاس جمع ہوتیں اور وہ اکثر ان کے ساتھ کھیلا کرتیں، بچپن کی ایک ایک بات یاد رکھتیں اور انھیں بیان کرتیں، ہجرت کے وقت آٹھ سال کی عمر میں انھیں ہجرت نبوی کے تمام واقعات یاد تھے۔ ۶ر برس کی عمر میں مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور ۹ر برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بچپن سے جوانی تک کا زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت میں سادگی کے ساتھ بسر کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس گھر میں

رہتی تھیں، وہ ایک معمولی سا کمرہ تھا جو کچی اینٹوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے بنا ہوا تھا، وہاں چمڑے کا ایک بستر تھا جس میں پتے بھرے ہوئے تھے، زمین پر چٹائی بچھی رہتی جس پر بستر رکھا جاتا اور دروازے پر ایک پردہ رہتا، ایسے چھوٹے سے گھر میں آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی گذاری۔

سوالات

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کتنے سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی کب ہوئی؟

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس گھر میں رہتی تھیں وہ کیسا تھا؟

1 پہلے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق وعادات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عمدہ اخلاق اور اچھی عادتوں سے مزین تھیں، جرأت وہمت اور حوصلہ مندی میں بے مثال تھیں، حق بات کہنے میں کسی کی پراوہ نہ کرتیں، نہایت بہادر تھیں، میدانِ جنگ میں آکر کھڑی ہو جاتی تھیں، غزوۂ اُحد کے موقع پر اپنی پشت پر مشک لاد کر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔آپ مہمان نواز اور بڑی سخی تھیں، راہِ خدا میں بڑی دریادلی سے خرچ کرتی تھیں، ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں بطورِ ہدیہ ایک لاکھ درہم بھیجے، تو شام ہونے تک سب غریبوں میں تقسیم کر دیے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے بھانجے تھے اور خالہ کی نظر میں سب سے زیادہ چہیتے تھے، وہ زیادہ تر آپ کی خدمت میں رہتے تھے، آپ کی فیاضی کو دیکھتے دیکھتے وہ بھی گھبرا گئے اور ان کے منھ سے نکل گیا کہ ''اب ان کا ہاتھ روکنا چاہیے'' خالہ کو معلوم ہوا تو قسم کھالی کہ ''اب کبھی عبداللہ بن زبیر'' سے بات نہ کروں گی، کیا وہ میرا ہاتھ روکے گا''؟ آپ نے مدت تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات چیت نہیں کی، آخر بڑی مشکل سے انھیں معاف فرمایا۔

اسی کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ کی عبادت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی اور شریعت کے ایک ایک حکم پر بڑے اہتمام سے عمل کیا کرتی تھیں، تہجد اور چاشت کی نماز کی بہت پابند تھیں، سخت گرمی کے دنوں میں بھی روزہ رکھتیں، شریعت کے خلاف چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی بچا کرتیں، اللہ کا ڈر اور آخرت کی فکر ہمیشہ رہتی۔ آپ خود دار تھیں، کسی کا احسان نہ لیتیں، اپنی تعریف دوسروں کی زبان سے سننا پسند نہ فرماتیں، غلاموں اور ماتحتوں سے حسنِ سلوک اور شفقت بھرا معاملہ فرماتیں، اپنی سوکنوں سے نیک برتاؤ کرتیں، پردے کا خوب اہتمام کرتیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ساری زندگی بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا فریضہ برابر انجام دیتی رہیں اور غیبت، بدگوئی، الزام تراشی اور طعن و تشنیع سے اپنی ذات کو بچاتی رہیں۔

سوالات

① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمدہ اخلاق کیا تھے؟

② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات کرنا کیوں چھوڑ دیا تھا؟

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساری زندگی کس کام میں گزری؟

| ۲ | دوسرے مہینے میں | ۴ | دن پڑھائیں |

سبق ۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مرتبہ

تربیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام و مرتبہ بہت بلند تھا، چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر تمام مرد و عورت پر علمی اعتبار سے بڑھی ہوئی تھیں، وہ بیک وقت قرآنِ کریم کی حافظہ، تفسیر و حدیث کی ماہر اور مشکل مسائل کو حل کرنے میں بے مثال ذہانت کی مالک تھیں، بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے شریعت کے احکام و مسائل معلوم کرتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جب بھی ہم لوگوں کے سامنے کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا، تو اس کا حل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کرتے اور وہ فوراً اس کا حل بتا دیا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف ان علوم کی ماہر تھیں بلکہ دوسروں کو بھی ماہر بنا دیتی تھیں، دینِ اسلام اور شریعت کے احکام کو پھیلانے

اور حضور ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے میں بے مثال تھیں، ان سے تقریباً ۲۲۱۰ رحدیثیں مروی ہیں، اس کے ساتھ آپ کو عرب کی تاریخ اور اس کے واقعات وحالات از بر تھے، علمِ طب میں اچھی خاصی مہارت حاصل تھی اور بہت سے اشعار زبانی یاد تھے۔ آپ نے پوری زندگی حضور ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے میں گذار دی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ۵۸ھ میں ۶۶ سال کی عمر میں انتقال فرمایا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوالات

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مرتبہ کیا تھا؟

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کتنی حدیثیں مروی ہیں؟

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

۲ دوسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۹ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام "حفصہ" تھا، آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حقیقی بہن تھیں، والدہ کا نام "زینب" تھا۔ آپ کی پیدائش حضور ﷺ کے نبی بنائے جانے سے پانچ سال پہلے ہوئی، پہلے حضرت "خُنَیس بن حُذافہ رضی اللہ عنہ" سے نکاح ہوا، وہ غزوۂ بدر میں شدید زخمی ہو کر کچھ دنوں کے بعد شہید ہو گئے، تو حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بڑی فضل وکمال کی مالک تھیں، وہ دن میں روزہ رکھتیں اور رات میں عبادت کرتی تھیں اور روزہ رکھنے کا معمول آخری عمر تک جاری رہا، اختلاف سے بڑی نفرت کرتی تھیں، دجّال اور اس کے فتنے سے بہت ڈرتی تھیں، انھیں علمِ حدیث وفقہ میں بھی مہارت حاصل تھی، حدیث کی کتابوں میں ان سے ساٹھ حدیثیں بیان کی گئیں ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں شعبان ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں

انتقال فرمایا۔ مدینہ منورہ کے گورنر مَروان نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوالات

(۱) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر کون تھے اور ان کا انتقال کب ہوا؟

(۲) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی کیا خوبیاں تھیں؟

(۳) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا انتقال کب ہوا؟

| ۲ | دوسرے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۱۰ ام المومنین حضرت زینب بنت خُزَیمہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام "زینب" اور والد کا نام "خُزَیمہ" تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا پہلے حضرت "عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ" کے نکاح میں تھیں، جب حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگِ اُحد میں شہادت پائی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ھ میں ان سے نکاح فرمایا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی سخی تھیں، غریبوں اور محتاجوں کی خبر گیری کرتی تھیں، اور ان کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں، اسی وجہ سے وہ "اُمُّ المساکین" (محتاجوں کی ماں) کے لقب سے مشہور ہوگئیں۔ نکاح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف دو تین مہینہ رہ کر انتقال فرمایا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی ایک بیوی تھیں جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا، وفات کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال تھی۔

سوالات

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کیا لقب تھا؟

(۲) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کب انتقال ہوا، اور کس نے نماز جنازہ پڑھائی؟

| ۲ | دوسرے مہینے میں | ۲ | دن پڑھائیں |

سبق ۱۱ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''ہِند'' تھا، ام سلمہ سے مشہور تھیں، والد کا نام ''اَبُوْ اُمَیَّہ'' اور والدہ کا نام ''عاتکہ'' تھا۔آپ پہلے حضرت ''عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ'' کے نکاح میں تھیں، جوزیادہ تر ابوسلمہ کے نام سے مشہور تھے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اسلام کے شروع زمانے میں ہی اپنے شوہر کے ساتھ اسلام لے آئیں اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی، حبشہ میں کچھ زمانہ رہ کر مکہ مکرمہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ منورہ کی ہجرت کی۔ہجرت کا واقعہ بڑا دردناک ہے، جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی امِ سلمہ رضی اللہ عنہا اور بیٹے سلمہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا اور اونٹ پر کجاوا کَس کر بیوی اور بچے کو اس پر سوار کردیا، تو ان کی بیوی امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ دار آپہنچے اور کہا کہ ''اے ابوسلمہ! تم اپنی ذات کے مالک ہو، جہاں چاہو جاؤ لیکن ہماری بیٹی کو تم نہیں لے جاسکتے'' اور یہ کہہ کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور ادھر سے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار آپہنچے اور یہ کہہ کر کہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا ہے، اس کو کوئی نہیں لے جاسکتا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گود سے بچہ چھین لیا، ماں، باپ اور بچہ ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تنہا مدینہ منورہ روانہ ہوگئے، حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں ہی رہ گئیں، وہ ہر صبح کو باہر آتی اور ''اَبطَح'' نامی جگہ میں بیٹھ جاتیں اور شام تک روتی رہتیں، اس طرح پورا ایک سال گذر گیا، ایک دن امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائیوں میں سے کسی کی نظر اس جگہ ان پر پڑی، تو ان کی حالت دیکھ کر اسے رحم آیا اور اس نے امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان والوں سے کہا کہ ''تم اس غریب پر کیوں ظلم کرتے ہو، اس کو جانے دو اور اس کا بچہ اس کے حوالے کردو'' چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان والوں نے اپنے شوہر کے پاس جانے کی اجازت دے دی اور ادھر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں نے بھی بچے کو واپس کردیا، پھر حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے بچے کو گود میں لیا اور اونٹ پر سوار ہو کر تنِ تنہا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئیں، راستے میں ''عثمان بن طلحہ'' ملے جو اس وقت ایمان نہ لائے تھے، انھوں نے

پوچھا: کیا تمہارے ساتھ کوئی نہیں ہے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میرے ساتھ اللہ اور اس بچے کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔'' یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دل بھر آیا اور انھوں نے شرافت کے ساتھ آپ کو مدینہ منورہ تک پہنچادیا، وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے، جب کہیں رکنا ہوتا، اونٹ کو بٹھا کر علاحدہ ہو جاتے، جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اونٹ سے اتر جاتیں، تو اونٹ کے پاس جا کر سامان اتارتے، پھر اونٹ کو ایک درخت سے باندھتے، پھر کسی درخت کے سایہ میں لیٹ جاتے، جب روانگی کا وقت آتا، تو اونٹ پر سامان لادتے، پھر وہاں سے کچھ دور ہٹ جاتے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو جاتیں، تو اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے، اس طرح انھوں نے شرافت کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ پہنچادیا اور پھر خود مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے پاس صحیح وسلامت پہنچ گئیں۔

سوالات

(۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کتنی ہجرتیں کیں؟

(۲) ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت مدینہ کے وقت کیا واقعہ پیش آیا؟

(۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کس طرح مدینہ پہنچیں؟

۲	دوسرے مہینے میں	۴	دن پڑھائیں

سبق ۱۲ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فضل وکمال

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے جنگِ اُحد میں چند زخم کھائے اور ۴ھ میں اسی زخم سے وفات پائی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بڑے فضل وکمال کی مالک تھیں، حدیث سننے کا بہت شوق تھا، حدیث یاد کرنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد کوئی ان کا مقابل نہ تھا، وہ ذہانت، دانشمندی اور معاملہ فہمی میں بلند مقام رکھتی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بڑے بڑے تابعین ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے،

ان کی رائے کی درستگی اور عقلمندی کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ "صلح حدیبیہ" کے موقع پر جب کفار نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قربانی کرنے اور احرام کھولنے کا حکم دیا، صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمرہ کیے بغیر قربانی کرنا اور احرام کھولنا بہت دشوار گذرا، تو حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا ہی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ "ابھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو صدمہ ہے اس لیے آپ خود پہلے قربانی کیجیے اور بال منڈوا کر احرام کھول دیجیے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشورے کو پسند فرمایا اور ایسا ہی کیا، اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو یقین ہو گیا کہ اب صلح کے شرائط بدل نہیں سکتے، تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے قربانی کر کے احرام کھول دیا۔

حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا قرآنِ کریم بہت اچھا پڑھتیں اور آپ کا لب ولہجہ اور طرز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے قرأت کرتے تھے؟ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے، اس کے بعد خود پڑھ کر بتلایا۔

سوالات

(۱) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا کب انتقال ہوا؟

(۲) صلح حدیبیہ کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا مشورہ دیا؟

(۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قرآن پڑھنے کا لب ولہجہ کیسا تھا؟

۲	دوسرے مہینے میں	۳	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۱۳ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق وعادات

حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا اچھی عادتوں اور بلند اخلاق والی خاتون تھیں، زاہدانہ زندگی گذارتیں، نیکیوں کا حکم کرتیں اور برائیوں سے روکتیں، ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتیں، ان کے پہلے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے ان کو اولاد تھی، وہ ان کی اچھے طریقے سے پرورش اور دیکھ بھال کرتیں، اس پرورش اور دیکھ بھال کرنے پر انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھ کو

اس کا کچھ ثواب بھی ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! ضرور ملے گا''۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی فیاض تھیں، دل کھول کر خرچ کرتیں اور دوسروں کو بھی خرچ کرنے کی طرف رغبت دلاتیں۔ ایک مرتبہ چند مسکین مرد عورت آپ کے گھر آئے اور کچھ مانگا، ام الحسن بیٹھی تھیں، انھوں نے ان فقراء کو ڈانٹا، تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم کو اس کا حکم نہیں ہے، اس کے بعد اپنی باندی سے کہا کہ ان کو کچھ دے دو، اگر کچھ نہ ہو تو ایک چھوہارا ہی دے دو، حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہم کے آخر میں ۶۲ھ میں انتقال فرمایا، انتقال کے وقت ۸۴ رسال کی عمر تھی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنازے کی نماز پڑھائی۔

سوالات

(۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اوصاف کیا تھے؟

(۲) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال کتنی سال کی عمر میں کب ہوا؟

۴ تیسرے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۴ ام المومنین حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''زینب'' تھا، والد کا نام ''جحش'' اور والدہ کا نام ''اُمیمہ'' تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں، نبوت کے شروع زمانے میں ہی اسلام لے آئیں، پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ''زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ'' کے نکاح میں تھیں، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا اور پردے کی آیتیں بھی ان ہی کی وجہ سے نازل ہوئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی عبادت گذار اور کثرت سے روزہ رکھنے والی تھیں، مسکینوں پر خوب خرچ کرتیں، اپنے ہاتھ سے کمائی کرتیں اور غریبوں میں تقسیم کر دیتیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''جب حضرت زینب کا انتقال ہوا، تو مدینہ منورہ کے فقرا اور مساکین میں سخت کھلبلی پیدا ہوگئی اور وہ گھبرا

گئے۔'' ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے حضور ﷺ نے ازواجِ مطہرات سے فرمایا تھا کہ تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی، جس کا ہاتھ لمبا ہوگا، (یعنی تم میں سے جو سب سے زیادہ صدقہ وخیرات کرتی ہوگی) چنانچہ حضور ﷺ کی اس پیشین گوئی کے مطابق تمام ازواجِ مطہرات میں سے سب سے پہلے ۲۰ھ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ انتقال کے وقت ۵۳ سال کی عمر تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنازے کی نماز پڑھائی۔

سوالات

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وجہ سے کون سی آیتیں نازل ہوئیں؟

(۲) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی کیا خصوصیت تھی اور اس کے بارے میں آپ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟

(۳) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

۳ تیسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۱۵ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''جویریہ'' تھا اور والد کا نام ''حارث'' تھا، جو ''بنُو مُصطَلِق'' کے سردار تھے۔ جب حضور ﷺ غزوۂ بنی مصطلق سے فارغ ہوئے، تو سارا مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا، جس میں بنو مصطلق کے قیدی بھی بانٹے گئے، ان قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، جو حضرت ''ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ'' کے حصے میں آئیں، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے مُکاتَبَت (آقا اور غلام کے درمیان معاہدہ جس کے تحت غلام مقررہ رقم کی آخری قسط ادا کرنے کے بعد آزاد ہوجاتا ہے۔) کرلی اور کچھ مال لے کر آزاد کرنے کا وعدہ کرلیا، وہ حضور ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ ''میں اپنے قبیلے کے سردار کی لڑکی ہوں، اس وقت میں نے غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے لیے مکاتبت کی ہے، لہٰذا میری مدد فرمائیں۔'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہارے ساتھ اس سے بہتر معاملہ نہ کروں؟ انھوں نے کہا: وہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہاری طرف سے روپیہ ادا کردیتا ہوں اور تم سے نکاح کرلیتا

ہوں۔'' حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رقم ادا کر دی اور نکاح کر لیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح ہوا، تو مسلمانوں کے پاس اس جنگ کے جتنے قیدی تھے، فوراً انھوں نے سب کو یہ کہہ کر آزاد کر دیا کہ جس خاندان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شادی کر لیں، وہ خاندان غلام نہیں رہ سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے اس حسنِ معاملہ کو دیکھ کر اس خاندان کے بہت سارے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا، اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''میں نے کسی عورت کو جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا، ان کی وجہ سے بنو مصطلق کے سو گھرانے آزاد کر دیے گئے''۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ۶۵/سال کی عمر میں ۵۰ھ میں انتقال فرمایا اور مروان نے جنازے کی نماز پڑھائی۔

سوالات

(۱) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کیا کہا؟

(۲) تمام مسلمانوں نے بنو مصطلق کے لوگوں کو کیا کہہ کر آزاد کر دیا؟

(۳) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا انتقال کب ہوا؟

۳ تیسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۱۶ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام ''رَملَہ''، والد کا نام ''ابوسفیان'' اور والدہ کا نام ''صَفِیَّہ'' تھا۔ ان کی پیدائش نبوت کے ۱۷/سال پہلے ہوئی، ان کا نکاح پہلے ''عبیداللہ بن جحش'' سے ہوا، جن سے ایک بیٹی ''حبیبہ'' پیدا ہوئی، جس کی وجہ سے آپ کو ''اُمِ حبیبہ'' کہا جاتا ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائیں، حبشہ جا کر ان کے شوہر عبیداللہ نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان سے علاحدگی اختیار کر لی، عبیداللہ کی اسی کفر کی حالت میں موت ہوئی۔ کچھ دنوں بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا، جس کو انھوں نے خوشی سے قبول کر لیا، چنانچہ

تیسرا

حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے حبشہ ہی میں نکاح پڑھایا، اس کے بعد وہ قافلے کے ساتھ مدینہ منورہ حضور ﷺ کی خدمت میں تشریف لے آئیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نہایت نیک مزاج تھیں، رسول اللہ ﷺ کی سنت پر بڑے ذوق و شوق اور اہتمام سے عمل کرتیں اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتی تھیں، ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص روزانہ بارہ رکعت نفل نماز پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا''۔ جب سے انھوں نے اس فضیلت کو سنا تو ہمیشہ اس پر عمل کرتی رہیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور ﷺ کی بہت عظمت تھی، ایک مرتبہ ان کے والد ابوسفیان جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، مدینہ منورہ آئے اور بیٹی سے ملنے گئے، وہاں بستر بچھا ہوا تھا، اس پر بیٹھنے لگے، تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ بستر الٹ دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں تھا یا میں اس بستر کے قابل نہیں تھا؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''یہ اللہ کے پاک رسول ﷺ کا بستر ہے اور تم مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو، میں نہیں چاہتی کہ تم اس پر بیٹھو''۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا انتقال اپنے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ۴۴ھ میں ہوا، اس وقت ان کی عمر ۷۳ سال کی تھی، آپ کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔

سوالات

① حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے علاحدگی کیوں اختیار کرلی؟

② حضور ﷺ کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کہاں ہوا؟ اور کس نے نکاح پڑھایا؟

③ ابوسفیان کی آمد پر حضرت ام حبیبہ نے بستر کیوں الٹ دیا؟

| ۳ | تیسرے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۱۷ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''صفیہ'' تھا، والد کا نام ''حُیَیّ بن اَخطَب'' تھا، جو یہود کے ایک قبیلے ''بنو نضیر'' کا سردار تھا، والدہ کا نام ''ضَرَّہ'' تھا جو یہود کے دوسرے قبیلے ''بنو قُریظہ'' کے سردار کی بیٹی تھیں،

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ماں اور باپ دونوں طرف سے سرداری حاصل تھی، وہ پہلے ''سلام'' کے نکاح میں تھیں، اس کے طلاق دینے کے بعد ''کِنانہ'' کے نکاح میں آئیں۔ جنگِ خیبر میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ، بھائی اور شوہر مارے گئے اور وہ خود بھی گرفتار ہو کر حضرت ''دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ'' کے حصے میں آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو دوسری باندی دے کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نہایت بلند اخلاق خاتون تھیں، ان میں تحمُّل اور برداشت کی قوت بہت زیادہ تھی۔ ہمارے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کو جب دشمنوں نے گھیر لیا تھا اور کھانا پانی ان پر بند کر دیا تھا، اس وقت انھوں نے ان کی بے حد مدد کی تھی، کھانا اور پانی پہونچانے کے لیے وہ خچر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں، غلام ساتھ تھا، ایک دشمن ''اُشتَر'' کی نظر پڑی، تو اس نے خچر کو مارنا شروع کر دیا، چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا گھر واپس آگئیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا اور پانی پہونچانے کے لیے مقرر کیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ساٹھ سال کی عمر میں ۵۰ھ میں ہوا۔

سوالات

(۱) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کس قبیلے کے سردار کی بیٹی تھیں؟
(۲) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کب اور کس طرح اور کیا مدد کی؟

[۳] تیسرے مہینے میں [۳] دن پڑھائیں

سبق ۱۸ اُمُّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''بَرّہ'' تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر میمونہ رکھا، والد کا نام ''حارث'' اور والدہ کا نام ''ہند'' تھا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا پہلے ''مسعود بن عمرو ثقفی'' کے نکاح میں تھیں، طلاق کے بعد ''ابورُہم بن عبدالعزیٰ'' نے نکاح کر لیا۔ ابورُہم کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ۷ھ میں عمرہ کرنے کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، تو احرام ہی کی حالت میں حضرت

میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نکاح تھا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سب سے آخری بیوی تھیں، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا خدا سے بہت ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی خاتون تھیں، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے محدثین کرام نے ۴۶ / حدیثیں نقل کی ہیں، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ''سَرِف'' نامی جگہ میں ہوا اور اسی مقام ''سرف'' میں ۵۱ھ میں انتقال ہوا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازے کی نماز پڑھائی۔

سوالات

(۱) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا پہلے کیا نام تھا؟

(۲) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے کتنی حدیثیں نقل کی گئیں ہیں؟

(۳) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا کب اور کہاں انتقال ہوا؟

۳ تیسرے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۱۹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے اور بیٹیاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں، ایک بیٹے کے علاوہ سارے بیٹے اور بیٹیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے، ایک بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی ''مَارِیَہ قِبطِیَّہ'' سے پیدا ہوا اور کسی بیوی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے بیٹے بچپن میں وفات پاگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری بیٹیاں بڑی ہوئیں اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں۔

سوالات

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے بیٹے اور بیٹیاں تھیں؟

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کس زوجۂ مطہرہ کے بطن سے تھے؟

۴ چوتھے مہینے میں ۲ دن پڑھائیں

سیرت

سبق ۲۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے

رسول اللہ ﷺ کے تین صاحبزادے تھے، ان میں سے دو ''قاسم'' اور ''عبداللہ'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، حضرت قاسم بڑے ہیں، جن کی وجہ سے آپ ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم'' ہے، وہ نبوت سے پہلے ہی پیدا ہوکر وفات پا گئے۔ دوسرے حضرت عبداللہ ہیں، جن کو ''طاہر'' اور ''طیب'' بھی کہا جاتا ہے، ان کی پیدائش نبوت کے بعد ہوئی تھی، ان کے انتقال پر کفار نے حضور ﷺ کو یہ طعنہ دیا کہ ''اب ان کی نسل نہیں چلے گی اور ان کا دین بھی جلدی ختم ہو جائے گا''۔ اس طعنے سے حضور ﷺ کو سخت صدمہ پہنچا تھا، حضور ﷺ کی تسلی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ''سورۂ کوثر'' نازل فرمائی۔ تیسرے صاحبزادے ''ابراہیم'' ہیں، جو حضرت ''ماریہ قبطیہ'' سے ۸ھ میں پیدا ہوئے، ان کے انتقال پر سورج گرہن ہوگیا، تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ ''ابراہیم'' کے انتقال کی وجہ سے سورج گرہن ہوگیا ہے''۔ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کرکے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جو کسی کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے''۔ حضور ﷺ کے تینوں صاحبزادے بچپن ہی میں وفات پا گئے۔

سوالات

(۱) حضور ﷺ کے بیٹے کب پیدا ہوئے؟

(۲) آپ ﷺ پر سورۂ کوثر کیوں نازل ہوئی؟

(۳) ابراہیم کے انتقال کے وقت کیا واقعہ ہوا اور حضور ﷺ نے اس کے بارے میں کیا فرمایا؟

۴ چوتھے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۱ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت زینب حضور ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں، نبوت ملنے سے تقریباً ۱۰/

سال پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے شروع زمانے میں ہی مسلمان ہوگئیں۔ ان کا نکاح ان کے خالہ زاد بھائی ''اَبُوالعَاصِ بِن رَبِیع'' سے ہوا تھا، جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اسی وجہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہجرت کے حکم کے بعد فوراً ہجرت نہ کرسکیں بلکہ غزوۂ بدر کے بعد ہجرت فرمائی، جس کا سبب یہ ہوا کہ غزوۂ بدر میں کفارِ مکہ کے ساتھ ''ابوالعاص'' بھی قید ہوئے، مکہ میں موجود کافروں نے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے فدیہ بھیجا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دیا ہوا ہار فدیے میں بھیجا تاکہ اپنے شوہر کو چھڑائے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہار پر نظر پڑی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد آگئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا تو یہ بات طے ہوئی کہ ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے اس شرط پر چھوڑ دیا جائے کہ مکہ پہنچنے کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں، چنانچہ وہ مکہ گئے اور اپنے چھوٹے بھائی ''کِنَانَہ'' کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ روانہ کردیا مگر کفارِ مکہ نے ان کو جانے سے روک دیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو زخمی بھی کردیا، بالآخر چند دنوں کے بعد ان کے شوہر ابوالعاص نے کافروں سے چھپا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔ ۶ھ میں ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے، ان کے اسلام لانے کے بعد ان کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا دو سال تک زندہ رہیں، ۸ھ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہجرت والا زخم ہرا ہوا اور اس زخم کی وجہ سے ان کی شہادت ہوگئی۔

سوالات

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہجرت کے حکم فوراً بعد کیوں ہجرت نہ کرسکیں؟

(۲) ابوالعاص کے قید سے چھڑائے جانے کا کیا واقعہ ہے؟

(۳) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شہادت کس وجہ سے ہوئی؟

۴ چوتھے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۲۲ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی تھیں، جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں، وہ پہلے ابولہب کے بیٹے ''عُتبہ'' کے نکاح میں تھیں، ابھی تک ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دعوت دینا شروع کیا، تو ابولہب کے حکم پر ''عُتبہ'' نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، پھر ان کا نکاح مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے ۵ نبوی میں اپنے شوہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی ہجرت فرمائی، کچھ عرصے بعد حبش سے مکہ مکرمہ آ گئیں، مکہ مکرمہ میں حالات پہلے سے بھی زیادہ خراب تھے، تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی ہجرت فرمائی، اس مرتبہ حبشہ میں زیادہ عرصہ گزارا، پھر جب یہ خبر پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت کرنے والے ہیں، تو چند مسلمان جن میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے مکہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ اس امت میں پہلے شخص ہیں جنھوں نے بیوی کے ساتھ ہجرت فرمائی''۔ ۲ھ میں غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سخت بیمار ہوگئیں، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی تیمارداری کے لیے مدینہ منورہ میں ہی روک دیا اور اسی بیماری میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں ہونے کی وجہ سے ان کی نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوالات

(۱) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس صحابی کے ساتھ ہوا؟

(۲) کن لوگوں نے بیوی کے ساتھ ہجرت کی؟

(۳) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال کب ہوا اور آپ کو کہاں دفن کیا گیا؟

۴ چوتھے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

تیسرا

سبق ۲۳ حضرت اُمِ کلثوم بنت رسول اللہ رضی اللہ عنہا

حضرت اُمِ کلثوم حضور ﷺ کی تیسری صاحبزادی تھیں، ان کا نکاح پہلے ابولہب کے دوسرے بیٹے ''عُتَیبہ'' سے ہوا تھا مگر رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ جب حضور ﷺ کو نبوت ملی اور آپ ﷺ نے توحید کی دعوت دینی شروع کی، تو ابولہب کے حکم سے عتیبہ نے حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، ان کی بڑی بہن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ۳ھ میں حضور ﷺ نے ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اُمِ کلثوم کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے صرف آسمانی وحی کی وجہ سے کیا ہے''۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ۹ھ میں ہوئی۔

سوالات

(۱) حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح کس سنہ میں اور کس کے ساتھ ہوا؟

(۲) آپ ﷺ نے اُمِ کلثوم کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کس وجہ سے کیا تھا؟

۴ چوتھے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۴ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کا نام ''فاطمہ'' اور لقب ''زہرا'' تھا، یہ آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور اسلام کے خاطر انھوں نے مکی دور میں بہت سی تکلیفیں برداشت کیں، ایک مرتبہ حضور ﷺ کعبہ کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے، وہاں ابوجہل چند کافروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، ابوجہل کے اکسانے پر ایک بدبخت ''عُقبہ بن اَبِی مُعیط'' نامی کافر نے اونٹ کی اوجھڑی آپ ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دی، اس وقت آپ ﷺ سجدے کی حالت میں تھے، آپ کے لیے سر اٹھانا مشکل ہوگیا، کفار یہ دیکھ کر ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہونے لگے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا، تو آئیں اور پیٹھ سے اوجھڑی ہٹادی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے ہجرت فرمانے کے بعد اپنی بہن اور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ ۲ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب اور چہیتی بیٹی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سفر میں جاتے، تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے اور جب سفر سے لوٹتے، تو سب سے پہلے ان ہی سے ملاقات کرتے، چہیتی بیٹی ہونے کے باوجود گھر کا سارا کام بذاتِ خود انجام دیتی تھیں، چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے تھے، مَشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر گٹھے پڑ گئے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خادمہ مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیٹی! رات کو سوتے وقت ۳۳ر مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۳۳ر مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ر مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو، یہ عمل تمہارے لیے خادمہ سے زیادہ بہتر ہوگا''۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دنیا کی تھوڑی سی چیزوں پر بخوشی راضی رہتی اور اس پر صبر کرتی تھیں، اِسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے دنیا کی تمام عورتوں میں مریم علیہا السلام، خدیجہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آسیہ رضی اللہ عنہا کی زندگیاں نمونے کے لیے کافی ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بڑی نیک اور عبادت گذار تھیں، رات دن اللہ کی عبادت کرتیں، سچائی اور صاف گوئی میں بے مثال تھیں، شرم وحیا آپ رضی اللہ عنہا میں بہت زیادہ تھی، زندگی میں کبھی باریک کپڑا نہیں پہنا، پردے کا خوب اہتمام فرمایا حتیٰ کہ مرتے وقت بھی یہ تاکید کی کہ میرے جنازے پر پردہ تانا جائے تاکہ کوئی دیکھ نہ پائے، چنانچہ ان کے جنازے پر پردہ لگایا گیا۔ ماہِ رمضان ۱۱ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ مہینے بعد مدینہ منورہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

سوالات

(۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کب ہجرت فرمائی؟

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کون سا عمل بتایا جو خادمہ سے بہتر ہے؟

(۳) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مرتے وقت کیا تاکید فرمائی؟

۴ چوتھے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۲۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں

رسول اللہ ﷺ کے ۱۰؍ چچا تھے، ان میں چار بہت مشہور ہیں (۱) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ (۳) ابوطالب (۴) ابولہب۔ دس چچاؤں میں سے صرف ۲؍ چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ کی ۶؍ پھوپھیاں تھیں، ان میں سے صرف ایک پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں۔

سوالات

(۱) آپ ﷺ کے کتنے چچا اور پھوپھیاں تھیں؟

(۲) آپ ﷺ کے چچا اور پھوپھیوں میں سے کن لوگوں نے اسلام قبول کیا؟

| ۵ | پانچویں مہینے میں | ۱ | دن پڑھائیں |

سبق ۲۶ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ''حمزہ'' کنیت ''ابوعُمَارَہ'' اور لقب ''اَسَدُ اللّٰہ'' تھا، والد کا نام ''عبدالمطلب'' اور والدہ کا نام ''ہالہ'' تھا، حضرت حمزہ حضور ﷺ کے چچا تھے، ابولہب کی باندی ''حضرت ثُوَیبَہ رضی اللہ عنہا'' نے حضور ﷺ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دونوں کو دودھ پلایا تھا، اس لیے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ آپ عمر میں حضور ﷺ سے تقریباً ۴؍ سال بڑے تھے، تلوار چلانے، تیر اندازی اور پہلوانی کا بچپن ہی سے شوق تھا، سیر و شکار سے بہت دلچسپی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ۶ھ میں اسلام لائے، اسلام قبول کرنے کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن حضور ﷺ کوہِ صفا کی طرف سے گذر رہے تھے، ابوجہل نے آپ ﷺ کو دیکھ کر سخت گالیاں دیں اور بہت ستایا، لیکن حضور ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا اور خاموشی سے لوٹ گئے ''عبداللہ بن جُدعان'' کی باندی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی، اتنے میں حضرت حمزہ اپنا تیر وکمان لیے ہوئے شکار سے واپس آئے، اس باندی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا: ''اے ابوعمارہ! کاش تم اس وقت موجود ہوتے جب ابوجہل تمہارے بھتیجے کو سخت سست کہہ رہا تھا اور

گالیاں دے رہا تھا'' یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی غیرت جوش میں آگئی، وہ سیدھے خانہ کعبہ میں پہنچے اور ابو جہل کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ سر زخمی ہو گیا اور کہا: ''تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے، میں خود ان کے دین پر ہوں''۔ یہ کہہ کر اسلام قبول کر لیا، اسلام لانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر طرح ساتھ دیا، مشرکین مکہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خاندانِ بنی ہاشم کو ''شِعبِ ابی طالب'' نامی گھاٹی میں تین سال تک قید ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ کے مسلمان ہونے سے اسلام کو بہت قوت ملی۔

سوالات

(۱) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کون کون سا رشتہ تھا؟

(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنے سال بڑے تھے؟

(۳) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ کیا ہے؟

۵ پانچویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۷ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بڑے بہادر اور پہلوان تھے، تلوار چلانے اور تیر اندازی میں بڑے ماہر تھے، انھوں نے ۱۳ نبوی میں مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور اسلام کی عظیم الشان لڑائی غزوۂ بدر میں خوب جوہر دکھائے، دونوں ہاتھوں میں تلوار لے کر حملہ کیا اور دشمنوں کی صفیں کی صفیں پلٹ دیں، قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو چن چن کر ختم کر دیا، پھر دوسرے سال ۳ھ میں غزوۂ اُحد کے موقع پر بڑی بہادری اور جانبازی دکھائی، جب مسلمانوں اور کافروں کی صفیں آمنے سامنے لڑنے کے لیے تیار ہو گئیں اور کافروں کی طرف سے ''سِباع'' نامی شخص نے آگے بڑھ کر کہا کہ ہے کوئی میرا مقابل؟ تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تلوار لیے ہوئے آگے بڑھے اور للکار کر کہا کہ ''کیا تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے آیا ہے؟'' پھر

اس زور سے حملہ کیا کہ ایک ہی وار میں اس کا کام تمام ہوگیا، اس کے بعد جنگ شروع ہوگئی، حضرت حمزہ اس جوش سے لڑے کہ تنہا ۳۰ کافروں کو جہنم رسید کردیا، بالآخر "جُبَیر بن مُطعِم" کے ایک غلام "وحشی" نے ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر آپ کو اس زور سے نیزہ پھینک کر مارا کہ آپ شہید ہوگئے، آپ کی شہادت پر کافروں کو بڑی خوشی ہوئی، انھوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مُثلَہ کیا یعنی جسم کے مختلف حصوں کو کاٹ ڈالا، "ابوسفیان" کی بیوی "ہِندہ" نے جو بعد میں اسلام لے آئی تھیں، ان کا پیٹ کاٹ کر کلیجہ نکالا اور اسے چبایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شہادت پر بڑا رنج و غم ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "سَیِّدُ الشُّھَدَاء" (شہیدوں کے سردار) کا خطاب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اسی میدانِ اُحد میں آپ کو دفن کیا۔

سوالات

(۱) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں سب سے پہلے کس کافر کا مقابلہ کیا اور کتنے لوگوں کو آپ نے جہنم رسید کیا؟

(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کس کے ہاتھوں شہید ہوئے اور آپ کی لاش کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کیا لقب دیا؟

۵ پانچویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۸ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ

آپ کا نام "عباس" اور کنیت "ابوالفضل" تھی، والد کا نام "عبدالمطلب" اور والدہ کا نام "نُتَیلہ" تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے قریش کے سرداروں میں شمار ہوتے تھے، ان کے ذمے خانۂ کعبہ کی نگرانی اور حاجیوں کو پانی پلانے کا کام سپرد تھا، آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور عمر میں ۲ سال بڑے تھے، مسلمان ہونے سے پہلے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کیا کرتے تھے، غزوۂ بدر کے بعد اسلام لائے اور مکہ مکرمہ ہی میں ٹھہرے رہے، آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپ کا مکہ میں رہنا بہتر

ہے"خدا نے جس طرح مجھ پر نبوت ختم کی ہے اسی طرح آپ پر ہجرت ختم کرے گا۔" چنانچہ فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے آپ کو ہجرت کی اجازت مل گئی، تو آپ نے گھر والوں کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بڑے سخی، مہمان نواز اور رحم دل تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بڑی عزت و تعظیم کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا: "اے لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اس لیے کہ ہر شخص کا چچا اس کے باپ کے درجہ میں ہوتا ہے۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین بھی آپ کا احترام کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر ان کو اپنے مشوروں میں شریک کرتے اور قحط سالی کے موقعوں پر ان سے دعائیں کراتے، ایک مرتبہ قحط کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر دعا کی "اے اللہ! پہلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑ کر حاضر ہوتے تھے اور اب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا کا وسیلہ لے کر آئے ہیں، ان کے طفیل ہم کو سیراب کر"۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر دعا کی، فوراً ہی آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش برسنے لگی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ۸۸ رسال کی عمر میں جمعہ کے دن ۳۲ھ میں ہوا، مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوالات

(۱) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ذمے اسلام سے پہلے کون سے کام سپرد تھے؟

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے بارے کیا کہا تھا؟

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر کیا دعا کی؟

(۴) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا کتنی عمر میں کب انتقال ہوا اور کہاں دفن کیے گئے؟

۵ پانچویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

تیرہ

سبق ۲۹ ابو طالب

حضور ﷺ ۶ ربرس کے تھے کہ آپ کی والدہ حضرت آمنہ کا انتقال ہوگیا، پھر حضور ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والد بزرگ وار اس دنیا سے چل بسے تھے، پھر آپ ﷺ دادا عبدالمطلب کی پرورش میں رہے، تقریباً ۸ رسال کی عمر میں دادا کا بھی انتقال ہوگیا، تو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے حضور ﷺ کی پرورش کی، انھوں نے اپنے بچوں سے بڑھ کر آپ ﷺ کا خیال رکھا، بہت ہی لاڈ و پیار سے پالا اور بڑے ناز و نعمت میں آپ ﷺ کو بڑا کیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب نبوت ملی اور آپ ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی اور بتوں کی عبادت سے روکا، تو کفارِ مکہ آپ ﷺ کے دشمن ہوگئے اور آپ ﷺ کو مختلف طریقوں سے اسلام کی دعوت دینے سے روکا، جب اس کا کچھ نتیجہ نہ نکلا، تو سب مل کر آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور کہا: ''اپنے بھتیجے کو نئی آواز بلند کرنے سے روکو، وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے، ہمارے باپ داداؤں کو گمراہ کہتا ہے اور ہمیں بیوقوف ٹھہراتا ہے، ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے، اس لیے یا تو آپ ان کی حمایت و طرفداری کرنا بند کردیں یا پھر آپ بھی میدان میں آجائیں تاکہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہوجائے''۔ ابوطالب یہ سن کر گھبرا گئے اور حضور ﷺ کو بلا کر کہا کہ ''مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں''۔ چچا کی زبان سے یہ بات سن کر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''چچا جان! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لاکر رکھ دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا، یا تو خدا کا دین زندہ ہوگا یا میں اس راستے میں ہلاک ہوجاؤں گا''۔ ابوطالب پر آپ ﷺ کی بات کا بہت زیادہ اثر ہوا اور انھوں نے کہا: ''جاؤ اور جس طرح چاہو تبلیغ کرو، میں تمھیں کسی کے حوالے نہیں کروں گا''۔ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے خود اسلام قبول نہیں کیا لیکن حضور ﷺ کا

ہر موقع پر ساتھ دیا۔ ''شعبِ ابی طالب'' نام کی ایک گھاٹی میں تین سال تک حضور ﷺ کے ساتھ رہے، رہائی کے بعد بھی حضور ﷺ کی حمایت و مدد میں کوئی کمی نہیں آنے دی، بالآخر ۱۰ ؁ نبوی میں انتقال ہوا۔

سوالات

(۱) آپ ﷺ دادا کے انتقال کے وقت کتنے سال کے تھے؟

(۲) اسلام کی دعوت کے بارے میں چچا ابو طالب اور آپ ﷺ کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

| ۵ | پانچویں مہینے میں | ۲ | دن پڑھائیں |

سبق ۳۰ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''صفیہ''، والد کا نام ''عبد المطلب'' اور والدہ کا نام ''ہالہ'' تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں، پہلے ابوسفیان کے بھائی ''حارث'' کے نکاح میں تھیں، ان کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ''عوّام بن خُوَیلِد'' سے نکاح ہوا، جس سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، حضور ﷺ کی تمام پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں اور اپنے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت فرمائی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی بہادر تھیں، غزوۂ احد کے موقع پر مدینہ منورہ کی چند عورتوں کو ساتھ لے کر میدان میں پہنچ گئیں اور وہاں مسلمانوں کو پانی پلانے اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے میں لگ گئیں، حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو پہلے ناراض ہوئے لیکن بعد میں اجازت دے دی، جب کافروں کا پلہ بھاری ہوتا اور مسلمان پیچھے ہٹتے، تو وہ انھیں ہمت دلاتی تھیں، جب ان کے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور کافروں نے ان کے ناک کان کاٹ دیے تھے تو حضور ﷺ نے انھیں لاش کے قریب جانے سے روکا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''میں صبر کروں گی''۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی، وہ آئیں اور دیکھ کر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ'' پڑھا، اپنے بھائی کا حال دیکھ کر نہ روئیں اور نہ چلائیں، بلکہ ان کے حق میں

دعائے مغفرت کی۔

غزوۂ خندق کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عورتوں کو قلعہ ''فارِع'' میں محفوظ کر دیا تا کہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہیں اور ایک بوڑھے صحابی کو ان کا امیر بنا دیا۔ ایک یہودی قلعہ کے پھاٹک تک پہونچ گیا اور قلعہ پر حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھ لیا، تو اس بوڑھے صحابی سے کہا کہ اتر کر قتل کرو، ورنہ یہ جا کر دشمنوں کو خبر دے دے گا، اس صحابی نے عذر ظاہر کیا، تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اتر کر اس یہودی کے سر پر اس زور سے لاٹھی ماری کہ اس کا کام تمام ہو گیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۷۳ سال کی عمر میں ۲۰ ھ میں ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوالات

(۱) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ احد میں کیا خدمت انجام دی؟

(۲) غزوۂ خندق کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو کس قلعہ میں محفوظ کیا تھا؟

(۳) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہودی کو کس طرح قتل کر ڈالا تھا؟

۵ پانچویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۳۱ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''حلیمہ'' اور والد کا نام ''عبداللہ بن حارث'' تھا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے قبیلے کا نام ''بَنُو سَعَد'' تھا، جو پورے عرب میں فصاحت و بلاغت میں مشہور تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنے شوہر ''حارث'' اور اپنے چھوٹے بیٹے کو لے کر اپنے قبیلے ''بَنُو سَعَد'' کی عورتوں کے ساتھ دودھ پیتے بچوں کی تلاش میں نکلیں اور مکہ مکرمہ پہنچیں۔ عربوں کا یہ رواج تھا کہ وہ دودھ پیتے بچوں کو دیہات میں بھیجتے، تا کہ وہ اچھے اخلاق اور اچھی زبان سیکھ سکیں، مکہ کے شریف لوگ بھی اپنے بچوں کو دیہاتوں میں بھیجتے تھے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قبیلۂ بنوسعد کی ان عورتوں پر پیش کیا گیا، جب انھوں نے سنا کہ آپ یتیم ہیں، تو ہر ایک نے لینے سے انکار کر

دیا، کیونکہ باپ ہی سے مال ملنے کی اُمید ہوتی ہے اور وہ آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے وفات پا گئے تھے، تمام عورتوں کو دودھ پلانے کے لیے دوسرے بچے مل گئے، صرف حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا رہ گئیں، چنانچہ جب قافلے نے واپس چلنے کا ارادہ کیا، تو انھوں نے اپنے شوہر سے کہا: ”خدا کی قسم! مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ خالی ہاتھ لوٹوں، میں اس یتیم بچے کو لے آتی ہوں۔“ شوہر نے کہا: ٹھیک ہے، امید ہے کہ اللہ ہمارے لیے اس میں خیر و برکت پیدا کر دے۔“ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر قافلے کے ساتھ اپنے گھر روانہ ہوئیں، حضور ﷺ کو لیتے ہی انھوں نے قدم قدم پر خیر و برکت اترتے دیکھی، اسی خوش قسمت اور نیک بخت خاتون نے حضور ﷺ کو دودھ پلایا اور ان کی تربیت و پرورش فرمائی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے بہت محبت کرتی تھیں، آپ ﷺ کی ذات بابرکت سے روزانہ خیر و برکت دیکھا کرتیں، جس سے ان کی محبت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جاتا، تقریباً ۴ سال تک انھوں نے نبی کریم ﷺ کی پرورش کی، پھر انھوں نے حضور ﷺ کو ان کی والدہ محترمہ کے حوالے کر دیا۔ ایک زمانہ گذرنے کے بعد جب حضور ﷺ کے نبی ہونے کی خبر ملی، تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ”حارث“ اور بیٹی ”شیما“ کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کا بہت احترام کرتے تھے، اُمّی کہہ کر پکارتے، ان کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے، ان کی خدمت کرتے اور ان کی ضرورتیں پوری کر دیا کرتے تھے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں اور وہیں وفات پا کر جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

سوالات

(۱) عربوں میں دودھ پیتے بچوں کو دیہات بھیجنے کا رواج کس وجہ سے تھا؟

(۲) حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی کتنے سال تک پرورش فرمائی؟

(۳) حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کس طرح اکرام فرماتے؟

| ۵ | پانچویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۳۲ حضرت مارِیہ قِبطِیہ رضی اللہ عنہا

حضرت مارِیہ قِبطِیہ حضور ﷺ کی باندی اور حضور ﷺ کے بیٹے ''ابراہیم'' کی والدہ ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت ''حاطِب بن اَبی بَلْتَعہ رضی اللہ عنہ'' کے ہاتھ ''اسکندریہ'' کے بادشاہ ''مُقَوقِس'' کے پاس خط بھیجا، جس میں اسلام کی دعوت دی گئی تھی، اس نے خط کو بوسہ دیا اور حضور ﷺ کے ایلچی حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا بڑا اکرام کیا، واپسی میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ دوسرے تحفوں کے ساتھ دو باندیاں بھی روانہ کیں، ان میں ایک حضرت ''ماریہ قبطیہ'' اور دوسری ان کی بہن ''سیرِین'' تھیں۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی رغبت دلائی، یہ دونوں بہنیں مسلمان ہوئیں اور بہترین دین دار بنیں۔ حضور ﷺ نے سیرین کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو دیا اور ''حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا'' کو اپنی خدمت میں رکھا۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے ذی الحجہ ۸ھ میں حضور ﷺ کے ایک بیٹے ''ابراہیم'' پیدا ہوئے، جن کی وجہ سے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا اُمِّ وَلَد ہوگئیں۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ۱۸ رمہینے کی عمر میں ہوا۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی وفات محرم ۱۶ھ میں ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنازے کی نماز پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوالات

(۱) مقوقس نے حضور ﷺ کے خط مبارک اور ایلچی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

(۲) ماریہ قبطیہ کے بطن سے کون پیدا ہوئے؟

(۳) حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی وفات کب ہوئی اور انھیں کہاں دفن کیا گیا؟

۵ پانچویں مہینے میں ۲ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

تعریف

آسان دین اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی ﷺ کے طریقے پر زندگی گذارنے کو ''دین'' کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

قرآن اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ [سورۂ مائدہ:۳]

ترجمہ: آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر لیا۔

اسلام مکمل نظام زندگی کا نام ہے۔ اس میں جہاں دل وجان سے ایک اللہ کی وحدانیت رسول کی رسالت اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا حکم ہے، وہیں پنج وقتہ نمازوں کے اہتمام، رمضان کے روزوں کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور حج کرنے کا مطالبہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ تجارتی لین دین میں امانت داری وسچائی اختیار کرنے کا حکم اور دھوکہ دینے اور جھوٹ بولنے سے اجتناب کی تعلیم ہے نیز اپنے اخلاق وکردار کو سنوارنے کی بھی تلقین وہدایت دی گئی ہے۔ اسی لیے دین کے مشہور پانچ شعبے قرار دیے گئے ہیں:

(۱) **ایمانیات:** اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن پر ایک مسلمان کو دل سے پکا یقین رکھنا ضروری ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنا۔

② **عبادات:** اس سے مراد وہ نیک اعمال ہیں جو اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں: جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج، قرآن کی تلاوت، دین کا علم حاصل کرنا وغیرہ۔

③ **معاملات:** اس سے مراد خرید وفروخت، تجارت و بزنس، آپسی لین دین اور وراثت وغیرہ کو احکام شریعت کے مطابق انجام دینا ہے۔ جیسے ناپ تول میں کمی نہ کرنا، امانت میں خیانت نہ کرنا، مال وراثت تمام حق داروں میں تقسیم کرنا وغیرہ۔

④ **معاشرت:** اس سے مراد یہ ہے کہ جن لوگوں کے درمیان ہم رہتے ہیں، ان کے ساتھ کیسا سلوک اور کیسا برتاؤ کرنا چاہیے اور ہمارے اوپر ان کے کیا حقوق وفرائض ہیں۔ جیسے ماں باپ کی فرماں برداری کرنا، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، کسی کو تکلیف نہ پہنچانا وغیرہ۔

⑤ **اخلاقیات:** اس سے مراد اچھے اخلاق اور اچھی عادتیں ہیں، جن کا ہر ایک انسان کے اندر ہونا ضروری ہے۔ جیسے: سچائی، امانت داری، وعدہ پورا کرنا، بغض وحسد اور غیبت سے بچنا وغیرہ۔

کامل ومکمل مسلمان وہی ہے جس کی پوری زندگی شریعت کے مطابق گذرے اور جن کے ایمان وعقائد، عبادت وبندگی، تجارت ولین دین، آپسی تعلقات، اخلاق وعادات سب کچھ احکام شریعت کے موافق ہو، اگر کوئی انسان دین کے کسی شعبے میں اسلامی احکام پر عمل نہیں کرتا ہے، تو وہ کامل مومن نہیں ہوسکتا۔ مثلاً ایک شخص ہے، جس کا عقیدہ تو درست ہے، عبادتیں بھی خوب کرتا ہے، مگر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے، دوسروں کو تکلیف پہنچاتا ہے، اس کے اخلاق وکردار گندے ہیں، تو ایسا شخص اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور کامل مسلمان نہیں ہوسکتا؛ بلکہ قیامت کے دن اس کی یہ عبادتیں بھی کچھ کام نہ دیں گی اور وہ اپنی

آسان دین

بدکرداریوں کی بنیاد پر عذابِ الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پورے طور پر اسلام کے تابع کر دیں اور اپنی زندگی اس کے مطابق گذاریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً [سورۂ بقرہ:۲۰۸]

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

ہدایت برائے استاذ

آسانِ دین کے مضمون سے ہمارا منشا بچوں کی ذہنی تربیت اور پورے دین کے مطابق اپنی زندگی گذارنے کا پابند بنانا ہے۔ لہٰذا آسانِ دین کے عنوان کے تحت دین کے مختلف شعبوں سے متعلق الگ الگ عناوین کے تحت مضامین دیے جا رہے ہیں۔ ویسے تو دین کے مشہور شعبے پانچ ہیں:

① ایمانیات ② عبادات ③ معاملات ④ معاشرت ⑤ اخلاقیات۔

لیکن چوں کہ ایمانیات اور عبادات وغیرہ سے متعلق بہت سی باتیں طلبہ درسِ حدیث اور عقائد، مسائل وغیرہ دیگر عناوین کے تحت پڑھ ہی رہے ہیں، اس وجہ سے اس عنوان کے تحت زیادہ تر معاملات، معاشرت اور اخلاقیات سے متعلق مضامین دیے گئے ہیں، تاکہ طلبہ کی سماجی اور اخلاقی زندگی بھی شریعت وسنت کے سانچے میں ڈھل جائے۔ آسانِ دین کے اسباق خود پڑھ کر یا طلبہ سے پڑھوا کر اچھی طرح سمجھا دیں اور ان مضامین میں دی گئی ہدایات کے مطابق زندگی گذارنے کی ترغیب دیں۔

سبق ۱

اللہ کا شکر ادا کرنا

شکر کا مطلب یہ ہے کہ نعمت کو نعمت سمجھیں، اس کی قدر کریں اور دینے والے کا احسان مانیں اور اس کی تعریف کریں۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کے بہت احسانات ہیں، انھوں نے ہم کو ان گنت نعمتیں دی ہیں، یہ نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ اگر ہم ان کو گننا چاہیں تو نہیں گن سکتے ہیں، خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے: اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو، تو اُن کو شمار نہیں کر سکتے ہو۔ [سورۂ نحل:۱۸]

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہمیں پیدا کیا، مسلمان بنایا، جب ہم بالکل چھوٹے تھے، نہ ہم بول سکتے تھے نہ چل پھر سکتے تھے، نہ ہمارے اندر سوچنے سمجھنے کی طاقت تھی، ہم بالکل کمزور تھے، اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمایا اور ہمیں بولنے، چلنے پھرنے اور سوچنے سمجھنے کی قوت دی، ہمارے کھانے پینے کا انتظام فرمایا، اِس طرح کی اور بھی بہت ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہیں۔ ہم کو ان نعمتوں پر شکر ادا کرنا چاہیے اور اُن کی قدر کرنی چاہیے۔ اگر ہم ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے، تو ہمیں ثواب ملے گا، اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے اور ہماری نعمتوں میں زیادتی فرمائیں گے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم شکر کرو گے، تو میں تمھیں اور زیادہ دوں گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے، تو یاد رکھو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ [سورۂ ابراہیم: ۷]

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو صحت اور تندرستی دی ہے، یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے، اس کا شکر یہ ہے کہ ہم اللہ کی خوب عبادت کریں، کمزوروں کی مدد کریں، پڑوسیوں کے کام کاج میں ہاتھ بٹائیں، بیماروں کی تیمارداری کریں اور اللہ کی مخلوق کی خدمت کریں۔ ہنر، روپیہ، پیسہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس کا شکر یہ ہے کہ ہم اس کو جائز کاموں میں خرچ کریں، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کریں، اگر اس پر زکوۃ واجب ہو، تو اس کی زکوۃ ادا

آسان دین

کریں، اس میں سے صدقہ وخیرات کریں اگر کوئی حاجت مند قرض مانگے، تو اس کو قرض دے دیں، اچھے کاموں میں خرچ کریں، اس کو غلط کاموں میں ہرگز نہ لگائیں، کھیل تماشوں، تھیٹر اور سنیما وغیرہ میں روپے پیسے خرچ کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہے۔

٦ چھٹے مہینے میں ٣ دن پڑھائیں

سبق ۲ ضرورت مندوں کی مدد کرنا

اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہمارے اوپر بے شمار مہربانیاں کی ہیں اور ہم کو اپنی بے حساب نعمتیں دی ہیں، اسی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مہربانی کا معاملہ کریں، ان کے ساتھ ہمدردی رکھیں، ان کی خدمت اور خیر خواہی کا جذبہ اپنے اندر رکھیں، ان کو نفع پہنچانے کی کوشش کریں۔ اگر انھیں کوئی پریشانی ہو، تو ان کی پریشانی دور کرنے کی فکر کریں، جو شخص لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ سب سے اچھا اور بہتر انسان ہے۔ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا اور محبوب آدمی کون ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا اور محبوب آدمی وہ ہے، جو لوگوں کو خوب نفع پہنچاتا ہو۔ [طبرانی کبیر: ١٣٦٤٦، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

اگر کسی شخص کو کوئی ضرورت پیش آجائے، تو اس کی مدد کر دینا بڑے ثواب اور نیکی کا کام ہے۔ جیسے پیاسوں کو پانی پلا دینا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، راستہ چلنے والا اگر راستہ بھول جائے، تو اس کو راستہ بتا دینا، کسی کا بوجھ اٹھا دینا اور اگر کچھ زیادہ بوجھ ہو، تو اس سے کچھ بوجھ لے لینا، بیماروں کی تیمارداری کرنا، کمزور آدمیوں کے کام میں ہاتھ بٹا دینا، ان سب کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔ اسی طرح غریبوں، یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں پر بھی خرچ کرنے میں بڑا ثواب ہے۔

ضرورت مند اور پریشان حال لوگوں کی مدد کرنے کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم سے اِن کے بارے میں سوال کریں گے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ

آسان دین

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے ابنِ آدم! میں بیمار ہوا، تو تم میری عیادت کرنے نہیں آئے۔ بندہ کہے گا: اے پروردگار! آپ تو رب العالمین ہیں (بیماروں کو شفا دینا آپ کا کام ہے) پھر کیسے آپ کی عیادت کرتا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، تم اس کی عیادت کرنے نہیں گئے، اگر اس کی عیادت کرنے جاتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اے ابنِ آدم! میں نے تم سے کھانا مانگا تھا، تم نے کھانا نہیں دیا، بندہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار! میں کیسے آپ کو کھانا کھلاتا، آپ تو رب العالمین ہیں (سب کو آپ ہی روزی پہنچاتے ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کھانا مانگتے؟) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تم سے کھانا مانگا تھا، تم نے اس کو کھانا نہیں دیا تھا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تم اس کو کھانا کھلاتے تو آج میرے پاس پاتے۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تم سے پانی مانگا تھا، تم نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار! آپ کو کیسے پانی پلاتا (آپ تو پیاسوں کو سیراب کرتے ہیں) آپ رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تم سے پانی مانگا تھا تم نے اس کو پانی نہیں پلایا تھا، اگر تم اس کو پانی پلاتے، تو اس کو آج میرے پاس پاتے۔ [مسلم ۲: ۶۷۲، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

مطلب یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق سے محبت کرنے، ان کے ساتھ ہمدردی رکھنے اور ان کی خدمت کرنے میں اللہ تعالیٰ نے بڑا اجر وثواب رکھا ہے۔ بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت کرتے ہیں، اور ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اور ان کی پریشانیوں اور مصیبت کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

| ۶ | چھٹے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۳ عاریت کا واپس کرنا

دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ملیں گے، جن کے پاس زندگی کی تمام ضروری چیزیں موجود ہوں، بلکہ زیادہ تر ایسے ہی لوگ ملیں گے جو بہت سی چیزیں نہ تو خرید سکتے ہیں اور نہ کرایے پر لے سکتے ہیں ایسی صورت میں اگر انہیں کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے، تو وہ اپنی ضرورت کو پوری کرنے کے لیے وہ چیز دوسروں سے لیتے ہیں اور کام پورا ہو جانے کے بعد پھر واپس کر دیتے ہیں، شریعت میں اسی کو ”عاریت“ کہا جاتا ہے۔

اگر کوئی ضرورت مند ہو اور وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے کسی سے کوئی چیز مانگے، تو اسے دے دینا چاہیے۔ خاص طور پر معمولی اور روزمرہ استعمال کی جانے والی چیزوں کو دینے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بھی ایک دوسرے کی مدد کرنے کی ایک شکل ہے اور ضرورت مند لوگوں کی مدد کرنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

یہ بات بھی اچھی طرح ذہن میں رہے کہ جو شخص اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے کسی کی کوئی چیز عاریت کے طور پر لے، تو ضرورت پوری ہونے کے بعد اس چیز کو واپس کر دینا ضروری ہے، اس میں سستی اور کاہلی نہیں کرنی چاہیے، حضور ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا: اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ۔ [ترمذی: ۱۲۶۵، عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: عاریت (پر لی ہوئی چیز ضرور) واپس کی جائے گی۔

بعض لوگ اپنی ضرورت کے لیے کسی کی کوئی چیز بطورِ عاریت لیتے ہیں اور ضرورت پوری ہو جانے کے بعد بھی رکھے رہتے ہیں اور اس کو واپس کرنے میں سستی کرتے ہیں، یہ بری عادت ہے۔ اس سے لوگوں کو بچنا چاہیے، اگر وہ چیز بے پرواہی سے ضائع ہوگئی یا خراب ہوگئی، تو پھر اس کا بدلہ دینا پڑے گا۔

۶ چھٹے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۴ علم حاصل کرنے میں جد و جہد کرنا

جو شخص علم حاصل کرنے میں خوب محنت کرتا ہے، شوق سے کتابیں پڑھتا ہے اور دل لگا کر اپنا سبق یاد کرتا ہے، بے کار اور فضول کاموں میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتا ہے، تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ علم کی دولت سے نوازتے ہیں اور ایسے شخص کو علم حاصل کرنے میں کامیابی ملتی ہے۔

جس کے اندر علم حاصل کرنے کا شوق اور جذبہ ہوتا ہے، وہ ہمیشہ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، کبھی بھی اس سے غافل نہیں ہوتا اور کبھی بھی اس کو سیرابی نہیں ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو پیاسے کبھی سیراب نہیں ہوتے: ایک علم کا پیاسا کبھی سیراب نہیں ہوتا اور دوسرا دنیا کا پیاسا کبھی سیراب نہیں ہوتا۔ [مستدرک: ۱۲:۳۱۲، عن انس رضی اللہ عنہ]

ہمارے اسلاف اور اکابر علم حاصل کرنے میں بڑی محنت کرتے تھے، اس کے لیے وہ ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے تھے۔ اسی لیے ان حضرات کو بلند مرتبہ ملا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وہ مشہور صحابی ہیں، جو قرآن و حدیث کے وہ بہت بڑے عالم تھے، بڑے بڑے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان سے فائدہ اٹھاتے، ان کو یہ مرتبہ اس لیے حاصل ہوا تھا کہ انھوں نے خوب توجہ سے علم حاصل کیا تھا، وہ لوگوں کے پاس جاتے اور پوچھ پوچھ کر حدیثیں معلوم کرتے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ مجھے جس شخص کے متعلق پتہ چلتا کہ اس نے حضور ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے، تو میں خود ان کے گھر پر جاتا اور ان سے حدیث معلوم کرتا، حالانکہ اگر میں چاہتا، تو ان کو اپنے گھر پر بلوا سکتا تھا۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے غلام تھے؛ اس لیے ان کو آپ ﷺ کی باتیں سننے اور آپ ﷺ کے عمل کو دیکھنے کا زیادہ موقع ملا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس لکھنے والے کو لے کر جاتے اور ابورافع سے پوچھتے کہ فلاں دن آپ ﷺ نے کیا عمل کیا تھا؟ ابورافع بیان کرتے اور لکھنے والا لکھتا جاتا تھا۔

اس طرح محنت اور شوق سے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے علم حاصل کیا، جس کی وجہ سے

آسان دین

اللہ تعالیٰ نے علم وفضل میں ان کو بڑا مرتبہ عطا کیا۔ ہم لوگوں کو بھی خوب شوق اور لگن کے ساتھ علم حاصل کرنا چاہیے، ہم جتنی محنت کریں گے، اتنی ہی ہمیں کامیابی ملے گی اور علم کی دولت حاصل ہوگی۔

۶ چھٹے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۵ قرآن سیکھنا اور سکھانا

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بابرکت کتاب ہے، جو لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل کی گئی ہے۔ یہ کسی خاص قوم یا کسی خاص ملک کے رہنے والوں کے لیے نازل نہیں ہوئی ہے؛ بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو جنت کی طرف جانے والا سیدھا راستہ دکھانے کے لیے نازل ہوئی ہے، اس کی تلاوت کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ جو شخص قرآن پاک کو پڑھتا ہے اور دوسروں کو پڑھنا سکھاتا ہے، اس کے معانی ومطالب میں غور کرتا ہے اور اس کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے، نیز دوسرے لوگوں کو بھی اس کے معانی ومطالب سمجھاتا ہے، تو ایسا شخص بہت ہی خوش قسمت ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اور جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتے ہیں، انھیں دنیا میں بھی چین وسکون والی زندگی دیتے ہیں اور مرنے کے بعد جنت میں مزے دار زندگی عطا فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن شریف کو سیکھے اور سکھائے۔ [بخاری: ۵۰۲۷، عن عثمان رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی نے قرآنِ کریم پڑھا، اس کو سیکھا اور اس پر عمل کیا، تو قیامت کے دن اُس کو ایسے نور کا تاج پہنایا جائے گا، جس کی روشنی چاند کی روشنی کی طرح ہوگی۔ اور اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت پوری دنیا بھی نہیں لگا سکتی۔ پھر اسکے والدین کہیں گے کہ ہمیں کس چیز کے بدلے میں یہ جوڑے پہنائے گئے ہیں؟ تو (اُن سے) کہا جائے گا کہ تمہارے بچے کے قرآن سیکھنے کے بدلے میں ہے۔ [مستدرک: ۲۰۸۶، عن بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ]

آسان دین

اسی لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بڑے شوق اور محبت سے قرآن پاک سیکھتے تھے اور اس کی تلاوت کرتے تھے۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، ان کو قرآنِ کریم یاد کرنے کا بہت شوق تھا، جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی، وہ اس کو یاد کر لیتے تھے، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی انھوں نے پورا قرآن یاد کر لیا تھا۔ وہ دوسرے لوگوں کو بھی بڑی محنت اور لگن سے پڑھاتے تھے۔

ہم لوگوں کو بھی قرآنِ کریم کو اچھی طرح تجوید کے ساتھ پڑھنا سیکھنا چاہیے اور اس کے معانی و مطالب کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور جو لوگ قرآن پڑھنا جانتے ہیں، اسے قرآن کی تعلیم دینی چاہیے۔

۶ چھٹے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۶ کپڑے پہننے کے آداب

جس طرح ہر کام کے کچھ طریقے اور آداب ہوتے ہیں، اسی طرح کپڑے پہننے کے بھی کچھ آداب ہیں۔ ان کو اختیار کرنا اور کپڑا پہنتے وقت ان آداب پر عمل کرنا بڑی نیک بختی اور سعادت مندی کی بات ہے۔ ہم سب کو ان پر عمل کرنا چاہیے اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کرنے کی ترغیب دینی چاہیے۔

کپڑے پہننے کے آداب میں سے یہ ہے کہ قمیص، کرتا اور پائجامہ دائیں جانب سے پہننا شروع کریں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طریقے سے پہنتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کرتا پہنتے، تو داہنی جانب سے شروع فرماتے۔ [ترمذی:۱۷۶۶، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

کپڑا پہننے کے بعد یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ۔ دعا پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوش ہو کر ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کپڑا پہنے پھر اس (مذکورہ) دعا کو پڑھے، تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ [ابوداود: ۴۰۲۳، عن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ]

مَردوں کو ہمیشہ اپنا پائجامہ اور تہبند ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے، ٹخنے سے نیچے نہیں ہونے دینا چاہیے؛ کیوں کہ جو شخص ٹخنے سے نیچے کپڑا پہنتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوجاتے ہیں اور آخرت میں اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مومن بندے کا تہبند اور پائجامہ آدھی پنڈلی تک ہونا بہتر ہے۔ اور اگر آدھی پنڈلی اور ٹخنے کے درمیان تک ہو، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن جو حصہ ٹخنے سے نیچے ہوگا وہ جہنم کی آگ میں ہے، اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا، پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف (رحمت کی نگاہ سے) نہیں دیکھے گا، جو غرور و تکبر سے اپنے تہبند اور پائجامے کو گھسیٹ کر چلے گا۔ [ابوداود: ۴۰۹۳، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ]

ہم کو چاہیے کہ ہم ہمیشہ اسلامی لباس پہنیں، اور عورتوں جیسا لباس پہننے سے بچیں۔ کیوں کہ حدیث میں ایسے لباس سے منع کیا گیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں جیسا لباس پہنے۔ اور ایسی عورت پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہیں۔ [ابوداود: ۴۰۹۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

| ۶ | چھٹے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۷ گانے بجانے سے بچنا

گانا بجانا اتنی بری چیز ہے کہ اس سے اخلاق بگڑ جاتے ہیں، پاکیزہ ماحول خراب ہوتا ہے اور قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ناراض ہوتے ہیں، حدیثوں میں گانے بجانے سے متعلق بہت سخت وعید آئی ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے، جس طرح پانی کھیتی اُگاتا ہے۔ [شعب الایمان: ۵۱۰۰، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پییں گے مگر اس کا نام بدل کر، ان کی مجلسوں میں راگ باجے اور گانے والی عورتیں ہوں گی، اللہ انھیں زمین میں دھنسا دے گا اور بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

[ابن ماجہ: ۴۰۲۰، عن ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ]

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے انھیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں بدل دیا جائے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں؛ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ روزے رکھیں گے، حج کریں گے اور نماز پڑھیں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ راگ باجوں اور گانے والی عورتوں کے عادی ہو جائیں گے، ایک رات جب کہ وہ شراب پینے اور لہو و لعب میں مشغول ہوں گے، صبح اس حال میں کریں گے کہ ان کی صورتیں مسخ ہو چکی ہوں گی۔ [ذم الملاہی لابن ابی الدنیا: ۶، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

اسی وجہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم راگ باجوں کی آواز سے انتہائی نفرت کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ راستہ چلتے ہوئے انھیں ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنائی دی، تو فوراً کان میں انگلی ڈال لی اور پہلا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا، آپ کے ساتھ حضرت نافع بھی تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھ سے بار بار پوچھتے کہ نافع! کیا بانسری کی آواز تمھیں سنائی دے رہی ہے؟ میں جواب دیتا: جی ہاں، اسی طرح وہ کانوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے چلتے رہے، حتیٰ کہ میں نے کہا کہ اب آواز نہیں آرہی ہے، تب انگلیاں کانوں سے ہٹائیں اور راستہ چلنے لگے۔ پھر فرمایا کہ حضور ﷺ کو بھی یہی واقعہ پیش آیا تھا، تو آپ ﷺ نے بھی اسی طرح کا عمل کیا تھا۔

ہم لوگوں کو بھی گانے بجانے سے بچنا چاہیے اور غلط آواز سننے سے اپنے کانوں کی حفاظت کرنی چاہیے، اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

۶	۱	مہینے میں	۳	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط والدین

آسان دین

سبق ۸ گفتگو کے آداب

ہمیشہ مناسب آواز سے گفتگو کیا کریں، نہ اتنی دھیمی ہو کہ سنائی نہ دے اور نہ ہی اتنی سخت ہو کہ سننے والے کو ناگوار گذرے، اس قدر جلدی جلدی گفتگو نہ کریں کہ بات سمجھ میں نہ آئے اور نہ ہی اتنا رک رک کر بولیں کہ سننے والے کا جی اکتا جائے، بلکہ مناسب الفاظ میں صاف صاف بولنا چاہیے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ایک دوسرے سے الگ ہوتے تھے، جو شخص اس کو سنتا سمجھ لیتا تھا۔ [ابوداود: ۴۸۳۹]

ہمیشہ گفتگو مختصر اور با مقصد ہونی چاہیے، خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں گفتگو میں اختصار کروں، کیوں کہ اختصار بہتر ہے۔ [ابوداود: ۵۰۰۸، عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ]

جس کسی سے گفتگو کرنے کا ارادہ کریں، تو پہلے موقع اور وقت دیکھ لیں؛ کیوں کہ بات چاہے کتنی ہی اچھی ہو یا کتنی ہی ضروری کیوں نہ ہو، اگر بے موقع اور بے وقت کہی جائے، تو ضرور بری معلوم ہوگی، اگر دو آدمی کے درمیان پہلے سے گفتگو ہو رہی ہو، تو اس کی بات کاٹنا سخت عیب ہے، جب تک دوسرے شخص کی گفتگو ختم نہ ہو جائے ہمیں ہرگز اپنی بات شروع نہیں کرنی چاہیے، البتہ اگر سخت ضرورت ہو، تو پہلے اس شخص سے اجازت لے لیں پھر اپنی بات کہیں۔

ہم کو جو کچھ بولنا ہو، پہلے خوب سوچ لیں پھر بولیں، بن سوچے بولنا بے وقوفی ہے، اسی طرح کسی شخص سے ایسی باتیں نہیں کہنی چاہیے، جس کو وہ نہ سمجھ سکیں، یا جن کو سننے کی اسے رغبت نہ ہو یا جن کے سننے سے اس کے دل کو رنج اور صدمہ پہنچے، ایسی باتیں بھی ہم کو بیان نہیں کرنا چاہیے جن کی سچائی میں خود ہمیں ہی شک ہو، اگر اتفاق سے ایسی بات کہنی پڑے، تو اس کے ساتھ ہی اپنا شک ظاہر کر دینا چاہیے۔

اگر کبھی بزرگوں سے گفتگو کرنی ہو، تو پہلے ان سے اجازت لے لیں، جب اجازت مل جائے، تو ادب واحترام کے ساتھ بات چیت کریں، باتیں بنا کر یا بڑھا چڑھا کر نہ کہیں، بلکہ

صاف اور مختصر بولیں، اور جب چھوٹوں سے گفتگو کرنی ہو، تو نرمی اور مہربانی سے کریں، غرور اور بڑائی نہ جتائیں اور کوئی ایسا لفظ نہ بولیں جس سے دوسروں کی تحقیر ہوتی ہو۔

| ۷ | ساتویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۹ نماز کی تاکید

نماز اسلام کا اہم ترین فریضہ اور سب سے بڑا رکن ہے، قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں نماز پڑھنے کی سخت تاکید کی گئی ہے اور نماز چھوڑنے پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

نماز پڑھنے سے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ رہتی ہے اور دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ نماز بے حیائی اور گناہ سے روکتی ہے۔ جو شخص اہتمام کے ساتھ دل لگا کر اچھی طرح نماز ادا کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے۔

ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو، جس میں وہ روزانہ پانچ دفعہ نہاتا ہو، تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کچھ باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بالکل یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ (جو شخص روزانہ پانچ نمازیں پڑھتا ہے) اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ [ترمذی: ۲۸۶۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

نماز کا چھوڑنا انتہائی بدبختی اور بدقسمتی کی دلیل ہے۔ جو لوگ نماز میں غفلت برتتے ہیں اور نماز ادا کرنے میں سستی اور کاہلی سے کام لیتے ہیں، ان کے لیے تباہی اور بربادی ہے۔ قیامت کے دن نماز سے لاپرواہی کرنے والوں کا بہت برا حشر ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ اہتمام سے نماز ادا کرے گا، تو وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگی۔ (ایمان والا اور فرماں بردار ہونے کی نشانی) اور دلیل ہوگی اور وہ اس کے لیے نجات کا ذریعہ بنے گی۔ اور جو بندہ اہتمام سے نماز ادا نہیں کرے گا (بلکہ اس کی ادائیگی میں غفلت برتے

گا)، تو وہ اس کے لیے نہ نور ہوگی، نہ ہی (اس کے ایمان والا اور فرماں بردار ہونے کی) دلیل ہوگی اور نہ اس کے لیے نجات کا ذریعہ بنے گی۔ اور وہ بدبخت قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔ [مسند احمد: ۶۵۷۶، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

یہ کتنی سخت وعید ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم وقت پر نماز ادا کریں، اس میں غفلت اور لاپرواہی سے کام نہ لیں۔ اگر ہم ایسا کریں گے، تو اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے گا، ہمارے اوپر فضل و مہربانی کا معاملہ کرے گا اور عذاب سے بچائے گا۔

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۰ جھوٹی قسمیں کھانا

عام طور پر کسی بات کو مؤکد کرنے اور اس میں زور پیدا کرنے کے لیے قسم کھائی جاتی ہے۔ ضرورت کے وقت اپنی سچائی اور امانت داری کو ظاہر کرنے کے لیے شریعت نے قسم کھانے کی اجازت دی ہے، مگر جھوٹی قسمیں کھانے سے منع کیا ہے، اور اس طرح قسم کھانے کو بڑا سنگین جرم اور سخت گناہ قرار دیا ہے۔ جھوٹی قسم کبھی تو ذاتی فائدے کے لیے کھائی جاتی ہے، کبھی کسی کا حق دبانے کے لیے کھائی جاتی ہے اور کچھ لوگ عادتاً جھوٹی قسم کھایا کرتے ہیں۔ بہر حال جھوٹی قسم کھانے کی جو بھی صورت ہو اور چاہے جس مقصد کے لیے بھی کھائی جائے، اسلام میں وہ ناجائز ہے اور آخرت میں بڑی ہلاکت اور تباہی کا سبب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کس کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ہے۔ [بخاری: ۶۶۷۰، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

قیامت کے دن ایسے شخص کو سخت ذلت و رسوائی اٹھانی پڑے گی۔ قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا، ہر آدمی بے انتہا مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہوگا، اس دن کوئی کسی کو کچھ کام نہ دے گا، سب کو اپنی فکر لگی ہوئی ہوگی۔ ایسی سخت ترین حالت میں صرف اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت کی امید ہوگی، اور ہر شخص اس انتظار میں ہوگا کہ کب اللہ تعالیٰ میری طرف رحمت کی نظر

فرمائیں گے، اور اس مصیبت سے بچائیں گے اور اس پریشانی سے نجات دیں گے۔ لیکن ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ جھوٹی قسم کھانے والوں کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے بات نہیں کریں گے، نہ ان کی طرف نظر فرمائیں گے اور نہ ہی ان کو پاک وصاف کریں گے۔ حضور ﷺ نے اس بات کو تین مرتبہ فرمایا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وہیں موجود تھے، انھوں نے کہا ایسے شخص تو ہلاک اور نامراد ہوگئے، یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اپنی ازار کو ٹخنے سے نیچے) لٹکانے والا، (کسی کو کچھ دے کر) احسان جتانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سامان بیچنے والا۔ [مسلم: ۳۰۶، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ]

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۱ کسی پر تہمت نہ لگا:

تہمت یہ ہے کہ جان بوجھ کر کسی بے گناہ پر کسی برائی کا الزام لگایا جائے۔ اس کو بہتان بھی کہا جاتا ہے، کسی پر تہمت لگانا اور بہتان باندھنا سخت ترین گناہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور آخرت میں سخت سزا کا سبب ہے۔ یہ جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے، تہمت کا گناہ غیبت سے بھی بڑھا ہوا ہے، اس لیے تہمت لگانے والوں کو غیبت سے بڑھ کر عذاب ہوگا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہارا اپنے کسی بھائی کو اس طرح ذکر کرنا جس سے اس کو ناگواری ہو۔ (بس یہی غیبت ہے۔) کسی نے عرض کیا کہ اگر میں اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی ذکر کروں جو واقعتاً اس میں ہو (تو کیا یہ بھی غیبت ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا: غیبت جب ہی ہوگی، جبکہ وہ برائی اس میں موجود ہو، اور اگر وہ برائی اس میں موجود نہیں ہے تو پھر یہ بہتان ہے، (اور یہ غیبت سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے)۔ [مسلم: ۶۷۵۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

آسان دین

کسی پر جھوٹا الزام لگانے سے اس کو دلی تکلیف پہنچتی ہے، اس کی ذلت اور رسوائی ہوتی ہے، کسی مسلمان کو معمولی تکلیف دینا بھی بڑا گناہ ہے، تو اب ہم سوچیں کہ کسی پر تہمت لگا کر اس کو دلی تکلیف پہنچانا کتنا بڑا جرم ہوگا اور آخرت میں کتنی سخت سزا ملے گی۔ پھر چوں کہ اس کا تعلق بھی بندوں کے حقوق سے ہے، اس لیے اس جرم کو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائیں گے جب تک کہ وہ بندہ معاف نہ کر دے جس پر تہمت لگائی ہے۔

ایک حدیث میں بہتان باندھنے والے اور تہمت لگانے والے کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مومن پر تہمت لگائے، یعنی اس پر عیب لگائے (حالاں کہ وہ اس سے بَری ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر روکے رکھیں گے یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے باہر آ جائے، (اور وہ وہاں اس بات سے باہر نہیں آ سکے گا۔) [ابوداؤد: ۴۸۸۳، عن معاذ بن اسد رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنے غلام پر تہمت لگائے گا، حالاں کہ اس نے وہ جرم نہیں کیا تھا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس مالک (کی پیٹھ پر) کوڑے مارے گا۔ [ابوداؤد: ۵۱۶۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۲ کسی کی نقل نہ اُتارنا

کسی کے قد و قامت، ہاتھ پاؤں، ناک کان وغیرہ کو عیب دار بتانا، یا کسی کی آواز یا چال ڈھال کی نقل اُتارنا ممنوع اور سخت گناہ ہے۔ بعض لوگ بڑی جرأت کے ساتھ ایسی بری حرکت کرتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے، حالاں کہ اس گناہ کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے، توبہ واستغفار سے بھی یہ گناہ معاف نہیں ہوں گے، جب تک کہ اس بندے سے معافی نہ مانگی جائے جس کی نقل اُتاری ہے۔ جب وہ آدمی معاف کر دے گا، اس کے بعد ہی وہ اس گناہ سے بَری ہو سکے گا اور آخرت کی پکڑ سے بچ سکے گا اور اگر اس آدمی نے معاف نہیں کیا، تو

آخرت میں اس گناہ پر مواخذہ ہوگا اور اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

کسی کی نقل اُتارنے میں استہزا اور مذاق اڑانے کی کیفیت پائی جاتی ہے، جبکہ کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ کے کسی بندے کا استہزا کرے اور اس کا مذاق اڑائے۔ کیوں کہ بہت ممکن ہے کہ آج ہم جس کا مذاق اڑا رہے ہیں، وہ اللہ کے مقبول بندوں میں شامل ہو اور اس کا درجہ اللہ کے نزدیک بڑھا ہوا ہو، اس لیے کہ اللہ کے یہاں جو فضیلت حاصل ہوتی ہے اور جو بلند مرتبہ ملتا ہے، وہ ظاہری شکل وصورت اور خاندانی شرافت کی بنا پر نہیں ملتا، بلکہ وہاں عزّت وشرافت اور بلند مقام ومرتبہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد پر ملتا ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری میں جو جتنا بڑھا ہوا ہوگا اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ اتنا ہی بلند ہوگا اور یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ تقویٰ و پرہیزگاری میں کون کتنا بڑھا ہوا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کسی کا مذاق اڑانے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! نہ تو مرد دُوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اُڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اُڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں۔ [سورۂ حجرات:۱۱]

ایک دفعہ کسی موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ صفیہ بس اتنی سے ہے۔ (یعنی اس کے حسن وغیرہ کی کوئی اور خامی بتانے کی ضرورت نہیں ہے، بس پستہ قد ہونا ہی کافی ہے)۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ملا دیا جائے، تو اس کو بگاڑ دے، (یعنی سمندر کے پانی کو بھی گندہ کردے اور اس کے رنگ وبو اور مزہ کو بدل ڈالے)۔ اس حدیث کو خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے، اس کے بعد انھوں نے فرمایا: میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کی نقل اُتاری، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ کسی شخص کی نقل اُتاروں، اگرچہ ایسا کرنے پر مجھے (دنیا کی) اتنی اتنی دولت مل جائے۔ [ابوداؤد: ۴۸۷۵، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

بہر حال کسی کی نقل اتارنا اور کسی بھی طریقے سے مذاق اُڑانا اسلامی شریعت میں جائز نہیں

ہے، اس لیے ہمیں ایسی بری حرکت سے مکمل طور پر بچنا چاہیے، اور جس طرح ہمارے نبی ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا ہے، ہمیں اس سے نفرت کرنا چاہیے اور دل سے اس کو برا سمجھنا چاہیے۔

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۴۳ کسی کی کوئی چیز بغیر اجازت نہ لینا

اسلام کی ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ جب بھی ہمیں کسی کی کوئی چیز لینی ہو، تو اس کو لینے سے پہلے اس کے مالک سے اجازت لیں۔ جب وہ بخوشی اجازت دے دے، تو اس چیز کو لے لیں اور استعمال کے بعد واپس کرنے کا وعدہ ہو، تو فوری طور پر اس کو واپس کر دیں، اور اگر اجازت ہی نہ دے، تو پھر اس کا لینا درست نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ہمیں کسی کتاب کی ضرورت ہو اور وہ کتاب ہمارے کسی دوست کے پاس موجود ہو اور ہمیں اس سے وہ کتاب لینی ہو تو پہلے اس دوست سے اجازت لیں کہ میں وہ کتاب لے کر پڑھ سکتا ہوں؟ اگر وہ اجازت دے دے، تو پھر اس کتاب کو لے لیں اور پڑھ کر واپس کر دیں، اور اگر وہ کسی وجہ سے اجازت نہ دے، تو اس کتاب کو نہ لیں۔

کسی کا کوئی سامان دو ارادے سے لیا جاتا ہے، یا تو اس کو لے کر اس پر قبضہ کر لینا اور اس کو اپنی ملکیت میں داخل کر لینا چاہتا ہے، یا پھر ویسے ہی ہنسی مذاق میں لے لیتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ ابھی تو یوں ہی لے لیا ہوں بعد میں واپس کر دوں گا۔ پہلی صورت میں چوری یا غصب ہے اور دوسری صورت میں ایک مسلمان کو تکلیف دینا اور پریشان کرنا ہے۔ اور اسلام میں یہ دونوں باتیں جائز نہیں ہیں، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی طریقے سے دوسرے کا سامان بلا اجازت لینے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: تم میں سے کوئی شخص اپنے دوسرے بھائی کی لکڑی (چھڑی) بھی نہ لے، نہ ہنسی مذاق میں لے (اور) نہ لینے کے ارادے سے اور اگر کسی نے لے لیا ہو تو اس کو واپس کر دے۔ [ترمذی: ۲۱۶۰]

اس حدیث میں آپ ﷺ نے لکڑی اور چھڑی جیسی معمولی چیز کو بھی لینے سے منع فرمایا

آسان دین

ہے،اس سے معلوم ہوا کہ جو چیزیں معمولی ہوں اور لوگ اس کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوں، ایسی چیزوں کو بھی ان کے مالک کی اجازت کے بغیر نہیں لینا چاہیے۔

بعض لوگ کسی سے کوئی چیز کسی سے لینا چاہتے ہیں اور اس سے اجازت مانگتے ہیں، اگر اجازت نہیں ملتی ہے، تو زبردستی لے کر چلے جاتے ہیں اور اس کا مالک بن بیٹھتے ہیں، ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص کسی سے کوئی چیز چھین کر لے، وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں۔ [ترمذی: ۱۱۲۳، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما]

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۴ پڑوسیوں کو نہ ستانا

اسلام ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کرنا سکھاتا ہے، آپس میں اتحاد و اتفاق اور ایک دوسرے کے خوشی و غم اور دکھ درد میں شریک رہ کر زندگی گذارنا اس کی اہم تعلیمات میں شامل ہے، وہ دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کی تعلیم دیتا ہے اور کسی پر ظلم و ستم کرنے سے روکتا ہے، اسی لیے اسلام نے بندوں کے حقوق بیان کیے ہیں اور اس کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ بندوں کے حقوق میں پڑوسیوں کے حقوق کو خاص اہمیت حاصل ہے، پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور اس کو ستانے یا کسی بھی طریقے سے تکلیف پہنچانے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ جو شخص اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا، اس کو تکلیف پہنچاتا ہے اور اس کو اذیت دیتا ہے، ایسے شخص کے متعلق حضور ﷺ نے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کون شخص؟ (یعنی کس بدنصیب شخص کے بارے میں آپ ﷺ قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ وہ مومن نہیں ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔ [بخاری: ۶۰۱۶، عن ابی شریح رضی اللہ عنہ]

آسان دین

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا، جس کی اذیتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ [مسلم:۱۸۱،عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ان دونوں حدیثوں پر غور کریں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو کتنی اہمیت دی ہے۔ اور ان کے حقوق میں کوتاہی کرنے والوں اور ان کو ستانے والوں کے متعلق کتنی سخت وعید بیان کی ہے۔ایک حدیث میں دو عورتوں کا حال بیان کیا گیا ہے، جن سے پڑوسی کے حقوق کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا گیا کہ فلاں عورت دن میں روزے رکھتی ہے اور رات میں نماز پڑھا کرتی ہے، ساتھ ہی وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیفیں بھی پہنچاتی ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت میں کوئی بھلائی نہیں، وہ جہنم میں جائے گی پھر ذکر کیا گیا کہ فلاں عورت ہے جو صرف فرض نماز پڑھ لیتی ہے صرف رمضان کے روزے رکھتی ہے اور پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، البتہ وہ اپنی زبان سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عورت جنت میں جائے گی۔ [مستدرک:۷۳۰۵،عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

۷	۲	مہینے میں	۳	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۱۵ زبان کی حفاظت

ہمارے جسم میں زبان کی بہت بڑی اہمیت ہے، اگر آدمی کے پاس زبان نہ ہوتی، تو اس میں اور دوسرے جانوروں میں کوئی فرق نہیں ہوتا، ہم اپنی زبان سے غذا کی لذت حاصل کرتے ہیں، چیزوں کا ذائقہ چکھتے ہیں، اپنے دل کی بات دوسرے لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں اور زبان کے ذریعہ ہم اپنا مقصد لوگوں پر واضح کرتے ہیں؛ اگر اللہ تعالی ہم کو زبان جیسی نعمت نہ دیتے، تو ہمیں کتنی پریشانی اٹھانی پڑتی۔

ہمارے جسم میں زبان اتنی اہم ہے کہ ہمارے آپسی تعلقات بنانے اور بگاڑنے کا کام یہ زبان ہی کرتی ہے، اگر ہم اس کو قابو میں نہ رکھیں اور جو کچھ ہمارے جی میں آئے اس کے مطابق اپنی زبان کا استعمال کرتے رہیں، تو ہم کو اس سے بہت نقصان اٹھانا پڑے گا اور اس کی وجہ سے فتنے پیدا ہوں گے اور بعض مرتبہ زبان کو غلط استعمال کرنے ہی کی وجہ سے لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ جب آدمی سو کر اٹھتا ہے، تو اس کے سارے اعضا زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے واسطے اللہ سے ڈرتی رہو۔ اس لیے کہ ہم تیرے ساتھ ہیں، اگر تو سیدھی رہی، تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی، تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

[ترمذی: ۲۴۰۷، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ]

زبان کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ زبان کی حفاظت کی جائے اور اس کو قابو میں رکھا جائے، کوئی غلط بات زبان سے نہ نکالی جائے، تاکہ دنیا و آخرت میں اس کے نقصان سے بچ جائے، ایک صحابی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہیں، انھوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ نجات کیسے حاصل ہوگی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور اپنے گھر میں اپنی جگہ رہو (یعنی بلا ضرورت وہاں سے نہ نکلو کیونکہ گھر سے باہر بہت سے فتنے ہیں) اور اپنے گناہ پر رویا کرو۔ [ترمذی: ۲۴۰۶، عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ]

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کو جہنم میں منہ کے بل یا یہ فرمایا کہ ناک کے بل ان کی زبان کی بے باکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔ [ترمذی: ۲۶۱۶، عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ]

بہر حال ہم کو اپنی زبان کی حفاظت کرنی چاہیے، جب بھی بولیں، اچھی بات بولیں، غلط لفظ اور گناہ کی باتیں زبان سے نہ نکالیں اور ایسے الفاظ استعمال نہ کریں، جس سے کسی شخص کو تکلیف پہنچتی ہو۔

| ۸ | آٹھویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

آسان دین

سبق ١٦ اچھے اخلاق

حضور ﷺ نے ایمان کے بعد جن چیزوں پر زیادہ زور دیا ہے، ان میں سے اخلاق حسنہ بھی ہیں، یہ انسان کی بہت بڑی نیک بختی ہے کہ وہ اچھی عادتوں اور اچھے اخلاق کو اختیار کرے، جن کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں، تو خود ان کی اپنی زندگی سکون و راحت کے ساتھ گذرتی ہے اور اس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی سکون میں رہتے ہیں اور سارے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اور جن کے اخلاق برے ہوتے ہیں، خود وہ چین و سکون سے محروم رہتے ہیں اور ان کی وجہ سے ان سے تعلق رکھنے والوں کی زندگیاں بھی بے مزہ ہو جاتی ہیں۔ اور لوگوں کے درمیان ان کی کوئی عزت نہیں رہتی۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے ہم کو پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ جن کو اپنا کر انسان اچھی طرح پر سکون زندگی گذار سکتا ہے۔

حضور ﷺ نے اپنی تعلیم میں اچھے اخلاق کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

[بخاری: ۶۰۳۵، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہیں۔ [ابوداؤد: ۴۶۸۲، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

اچھے اخلاق میں بہت سی چیزیں داخل ہیں اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ مثلاً بندوں کے حقوق ادا کرنا، بڑوں کی عزت کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ دینا، اگر کوئی مشورہ مانگے، تو اس کو صحیح مشورہ دینا، بدزبانی سے بچنا، شرم و حیا اختیار کرنا، مخلوق کی ضرورتیں پوری کرنا، سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، بے جا غصہ نہ ہونا، اسی طرح کی اور بھی بہت ساری باتیں، جو اچھے اخلاق میں شامل ہیں، ہمیں ان سب کو اپنی زندگی میں داخل کرنا چاہیے۔ اگر ہم ان کے مطابق زندگی گذاریں گے، تو ہمیں دنیا میں آرام و راحت سے رہنا نصیب ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے مجھے زیادہ محبوب وہ شخص

ہے اور قیامت کے دن ان کی ہی مجلس مجھ سے زیادہ قریب ہوگی، جن کے اخلاق زیادہ بہتر ہیں۔ [ترمذی:۲۰۱۸]

| ۸ | آٹھویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۱۷ اتباع سنت میں کامیابی ہے

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام لوگوں کے لیے ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے، آپ ﷺ نے جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے اور جن پر آپ ﷺ نے عمل کر کے دکھایا ہے، وہی سب سے بہتر اور اچھا طریقہ ہے، اسی کے مطابق زندگی گذارنے میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔ [سورۂ احزاب:۲۱]

یہ انسان کی سب سے بڑی نیک بختی ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے اور آپ ﷺ کی سنتوں کے مطابق گذارے، جو شخص ایسی زندگی گذارتا ہے اور آپ ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کرتا ہے، تو ایسے شخص کو جنت میں حضور ﷺ کے ساتھ رہنا نصیب ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹے! اگر تم سے یہ ہو سکے تو ضرور کر لینا کہ تمہاری صبح و شام اس حالت میں ہو کہ تمہارے دل میں کسی شخص کی طرف سے کوئی کینہ کپٹ نہ ہو پھر فرمایا کہ بیٹے! یہ بات میری سنت ہے۔ اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے میری سنت سے محبت کی، تو وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ [ترمذی:۲۶۷۸، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

ہم تمام مسلمانوں کو آپ ﷺ کی ہر سنت پر عمل کرنا چاہیے۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، سونے جاگنے، چلنے پھرنے، غرض ہر چیز میں آپ ﷺ کا مبارک طریقہ موجود ہے، ہمیں اس

کو اپنانا چاہیے۔ اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دینی چاہیے، اس کا بہت زیادہ ثواب ملے گا، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی اور وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں بگاڑ کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے گا، تو اس کے لیے شہید کا اجر و ثواب ہے۔ [طبرانی کبیر: ۱۳۲۰ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

مطلب یہ ہے کہ جب امت میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا، نفس اور شیطان کی پیروی عام ہو جائے گی اور اکثر لوگ آپ ﷺ کے طریقے اور آپ ﷺ کی سنت کے پابند نہ رہیں گے، تو ایسے ماحول میں جو شخص آپ ﷺ کی تعلیم کے مطابق زندگی گذارے گا اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرے گا، تو اس کو شہید کا درجہ اور اجر و ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو آپ ﷺ کی تمام سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۸ آٹھویں مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۱۸ والدین کے حقوق

اللہ اور اس رسول کے بعد سب سے زیادہ ہم پر اپنے ماں باپ کے حقوق ہیں، ہمیشہ ان کی ادائیگی کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے، کسی بھی وقت کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، بچپن میں وہ ہمارے لیے بڑی قربانیاں دیا کرتے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے، انتہائی شفقت و محبت سے ہماری پرورش و تربیت کرتے اور ہمارے آرام و راحت کی خاطر وہ بہت پریشانیاں اٹھاتے تھے۔ ہمارے اوپر بھی لازم ہے کہ ہم ان کے ساتھ حسن سلوک کریں، ان کی اطاعت و فرماں برداری کو اپنی سعادت سمجھیں، ان کی خدمت کریں، ان کے سامنے ادب واحترام کے ساتھ رہیں، تیز آواز میں ان سے بالکل گفتگو نہ کریں، ہمیشہ ان کو خوش رکھنے کی کوشش کریں، کبھی ناراض نہ ہونے دیں، اگر ہم ان کو راضی وخوش رکھیں گے، تو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی بھی حاصل ہوگی اور اگر ہم ان کو ناراض کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جائیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی رضا والدین کی رضا مندی میں ہے اور

اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔ [ترمذی:۱۸۹۹،عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

جولوگ اپنے ماں باپ کی خدمت نہیں کرتے ہیں ان کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں اوران کی بات نہیں سنتے اور نافرمانی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے حدیث میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ آدمی ذلیل ہو، پھر وہ آدمی ذلیل ہو، پھر وہ آدمی ذلیل ہو، لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کون سا آدمی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ [مسلم:۶۶۷۴،عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے، پہلی سیڑھی پر قدم مبارک کو رکھا، تو فرمایا: آمین، پھر دوسری سیڑھی پر قدم مبارک کو رکھا، تو فرمایا: آمین، تیسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا، تو فرمایا: آمین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج ہم نے ایک نئی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں منبر پر قدم رکھ رہا تھا اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے تین دعائیں کیں اور میں نے آمین کہی، ان میں سے ایک دعا یہ بھی تھی کہ ہلاک و برباد ہو وہ شخص جو اپنی زندگی میں والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے، تو میں نے کہا: آمین۔

[مستدرک:۷۲۵۶،عن کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ]

یہ کتنی بڑی سخت وعید ہے، ہر ایک شخص کو اپنے والدین کی نافرمانی کرنے اور ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے بچنا چاہیے۔

| ۸ | آٹھویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۱۹ غریبوں کو کھلانا پلانا

غریب لوگوں سے ہمدردی رکھنا، ان کی ضرورتیں پوری کرنا اور ان کو کھلانا پلانا بہت اجر و ثواب کا کام ہے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بہت خوش ہوتے ہیں جو بھوکوں کو کھانا کھلاتے

آسان دین

ہیں اور پیاسوں کو پانی وغیرہ پلاتے ہیں، حدیثوں میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، ایک حدیث میں حضور ﷺ نے لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور بیماروں کی خبر لو (اور ان کی دیکھ بھال کرو)۔ [بخاری: ۵۳۷۳، عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھلائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل اور میوے کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی (یا کوئی مشروب) پلائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو (جنت کی) شرابِ طہور پلائے گا جس پر غیبی مہر لگی ہوگی۔ [ابوداؤد: ۱۶۸۲، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس پر بڑے شوق اور خوش دلی سے عمل کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی ہیں، ان کا حال یہ تھا کہ وہ عام طور پر اپنے کھانے میں کسی غریب اور مسکین کو شریک کیے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے، جب وہ مسجد سے نکلتے، تو ان کے راستے میں غریب و مسکین لوگ بیٹھے رہتے اور وہ ان کو ساتھ لاتے اور کھانا کھلاتے تھے۔ ایک بار لوگوں نے ان کی بیوی کو ملامت کی کہ تم اچھی طرح ان کی خدمت نہیں کرتی! اس نے کہا کہ میں کیا کروں، ان کے لیے جب کھانا تیار کیا جاتا ہے، تو وہ کسی غریب و مسکین کو ضرور شریک کر لیتے ہیں، ایک مرتبہ ان کی بیوی نے ایسا کیا کہ جو غریب و مسکین ان کے راستے میں بیٹھتے تھے، ان لوگوں سے کہلوا دیا کہ اب آئندہ نہ بیٹھا کریں، لیکن جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد سے نکلے اور ان لوگوں کو راستے میں بیٹھا ہوا نہ دیکھا، تو ان کو گھر سے بلوایا، مگر وہ نہ آئے، تو اس روز انھوں نے رات کا کھانا ہی نہیں کھایا۔ [طبقات ابن سعد: ۴/۱۶۶]

غور کرنے کی بات ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو غریبوں سے کتنی محبت تھی اور ان کو کھلانے کا کتنا اہتمام کرتے تھے، ہم لوگوں کو بھی اس پر عمل کرنا چاہیے، ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنا چاہیے اور جو بھوکے ہوں ان کو کھانا کھلا دینا چاہیے۔

۸ آٹھویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۰ فضول خرچی نہ کرنا

کسی صحیح مصرف میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا ''فضول خرچی'' کہلاتا ہے، مثال کے طور پر ہم کو اپنا کام کرنے کے لیے ایک قلم کافی ہے، مگر ہم اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے تین چار قلم خرید لیں، تو یہ اِسراف اور فضول خرچی ہے۔

یہ ایک بری صفت ہے، فضول خرچی کرنے سے انسان کی طاقت اور دولت دونوں برباد ہوتے ہیں۔ اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انھیں بہت افسوس کرنا پڑتا ہے، بعض مرتبہ فضول خرچی انسان کی کامیابی میں رکاوٹ کا سبب بن جاتی ہے۔ جو لوگ فضول خرچی کرتے ہیں وہ عام طور سے خیر اور نیکی کے کاموں سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں اور برے کاموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں؛ کیونکہ فضول خرچی انسان کو اپنی خواہش کے مطابق عمل کرنے پر ابھارتی ہے اور غلط اور نامناسب کام بھی کرا دیتی ہے۔ اسلام نے فضول خرچی سے منع کیا ہے۔ قرآنِ کریم میں فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قرابت دار (رشتے دار) کو اس کا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافروں کو بھی دیتے رہنا اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا، (کیونکہ) بے شک بے موقع (مال) اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔
[سورۂ اسراء: ۲۶، ۲۷]

آج کل مختلف موقعوں پر فضول خرچی کی جاتی ہے، گھروں میں بے شمار سامان لائے جاتے ہیں؛ جبکہ ان سے کم میں ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص فضول خرچی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غریب کر دیتے ہیں۔ [مسند بزار: ۹۴۶، عن طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ]

شادی بیاہ میں خاص طور سے بہت زیادہ خرچ کیا جاتا ہے، حالانکہ اسلام نے نکاح کو بہت آسان بنایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہتر شادی وہ ہے جس میں سب سے کم خرچ ہو۔ [شعب الایمان: ۶۵۶۶، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

بہر حال فضول خرچی سے ہر ایک کو بچنا چاہیے، اسی میں عافیت اور سکون ہے، دنیا

میں بھی آرام وراحت سے زندگی گذرتی ہے اور آخرت میں بھی۔ ان شاء اللہ۔ چین وسکون نصیب ہوگا۔

۸ آٹھویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۲۱ اچھے دوست کی نشانی

انسان اپنے دوست سے متأثر ہوتا ہے، اگر اس کے دوست اچھے ہوں گے، تو وہ خود بھی اچھا ہوگا اور سب لوگ اس کی تعریف کریں گے، دوست برے ہوں گے، تو اس میں بھی بری عادتیں پیدا ہو جائیں گی اور سب لوگ اسے بھی برا سمجھیں گے۔

اسی لیے کسی کو دوست بنانے سے پہلے اچھی طرح اس کی سیرت واخلاق کو دیکھ لینا چاہیے اگر اس کی عادتیں اچھی ہوں تو دوست بنانا چاہیے ورنہ اس سے بچنا چاہیے۔ حضور ﷺ نے اس کی تعلیم دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان پر اپنے دوست کے دین واخلاق کا اثر پڑتا ہے۔ لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو غور کرنا چاہیے کہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔
[ابوداؤد: ۴۸۳۳، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ہم کو ایسے لوگوں کو دوست بنانا چاہیے، جو دین دار ہوں، شریعت کے پابند ہوں، ان کے اخلاق اوران کی عادتیں اچھی ہوں، ہمیشہ سچ بولتے ہوں، کسی کی غیبت نہ کرتے ہوں، کسی کو تکلیف نہ دیتے ہوں، زبان سے گالی یا بری بات نہ نکالتے ہوں، اپنے ماں باپ کی فرماں برداری کرتے ہوں، اپنے استاذوں کے سامنے ادب واحترام سے پیش آتے ہوں، بڑوں کی عزت کرتے ہوں اور چھوٹوں پر شفقت ومہربانی کرتے ہوں، اپنا ہر کام وقت پر کرتے ہوں اور پڑھنے لکھنے کے شوقین اور محنتی ہوں۔

اگر ہم ایسے دوست بنائیں گے، یہ عادتیں ہمارے اندر بھی پیدا ہوں گی اور ہم بھی ایک اچھے انسان بن جائیں گے۔

۹ نویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۲ ازار لٹکانے والوں کی سزا

اللہ تعالیٰ کو تواضع اور عاجزی وانکساری بہت پسند ہے اور غرور، تکبر اور اپنی بڑائی کا اظہار اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اُن باتوں کی تعلیم دی ہے جن سے تواضع اور عاجزی کی خوبی ظاہر ہوتی ہے۔ لباس و پوشاک میں بھی اللہ کے رسول ﷺ نے اسی طرح کی تعلیم دی ہے، چناں چہ آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنا ازار، تہبند اور پائجامے وغیرہ کو ٹخنے سے اوپر رکھنے کا حکم دیا ہے اور ٹخنے سے نیچے پہننے سے منع کیا ہے، کیوں کہ ٹخنے سے اوپر کپڑے پہننا تواضع کی علامت ہے اور ٹخنے سے نیچے کپڑے لٹکانا تکبر کی نشانی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: (ٹخنے سے نیچے) کپڑے لٹکانے سے بچو، کیوں کہ یہ تکبّر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں ہے۔ [ابوداؤد:۴۰۸۴، عن جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بہت سختی سے اس حکم پر عمل کرتے تھے اور دوسروں کو اس کی تاکید فرماتے تھے، سخت تکلیف کے وقت بھی اگر کسی پر نظر پڑ جاتی جن کا تہبند نیچے ہوتا، تو اس کو بالکل گوارہ نہ فرماتے اور فوراً اس کو تنبیہ فرماتے تھے۔ چناں چہ خلیفۂ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ ایک مجوسی غلام نے آپ کو فجر کی نماز میں زخمی کر دیا، پیٹ میں شدید زخم تھا، خون برابر جاری تھا، کھانے کے لیے کوئی چیز دی جاتی، تو پیٹ سے باہر نکل آتی تھی، لوگ آپ کو تسلی دینے اور تعزیتی کلمات کہنے آ رہے تھے، اسی دوران ایک نوجوان آئے اور آپ کی بہت تعریف کی اور تسلی کے کلمات کہے، اس کے بعد جب وہ نوجوان واپس ہوئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر اس کی تہبند پر پڑی جو ٹخنے سے نیچے تھی، آپ نے فوراً اس کو واپس بلوایا اور کہا کہ بیٹے! اپنا کپڑا اوپر رکھا کرو اس میں تمہارے کپڑے کی صفائی بھی ہے اور تمہارے پروردگار کے لیے تقویٰ کا ذریعہ بھی ہے۔ [بخاری:۳۷۰۰]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کتنی سختی کے ساتھ اس حکم پر عمل کرتے تھے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے تھے، کہ سخت تکلیف اور کمزوری کے وقت بھی اس نوجوان کو تنبیہ فرمائی

آسان دین

اوراس کے برے عمل پر ٹوکا۔اسی طرح تمام لوگوں کواس پرعمل کرنا چاہیےاوراس پر جن لوگوں کا عمل نہ ہو،تو انھیں پیارومحبت اور حکمت کے ساتھ سمجھانا چاہیے اوراس تواضع والی صفت کو اپنانے کی ترغیب دینی چاہیے۔

۹ نویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۳ بُرے اخلاق

جس طرح اسلام نے اچھے اخلاق کی تعلیم دی ہے اوراس کی فضیلتیں ذکر کی ہیں، اسی طرح برے اخلاق کی نحوست اوراس کے خطرناک انجام سے تمام لوگوں کوآگاہ کیا ہےاوراس پر وعیدیں بیان کی ہیں، تاکہ انسان اچھے اخلاق کواپنائے اور برے اخلاق سے اپنے آپ کو بچائے۔

جس انسان کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں،تو دنیا کی زندگی میں اس کوسکون ملتا ہے،لوگ اس کی عزت کرتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کو کامیابی ملے گی۔اللہ تعالیٰ کی رضا اور خشنودی حاصل ہوگی اور جنت میں عیش وآرام کے ساتھ رہنا نصیب ہوگا،جن کے اخلاق خراب ہوتے ہیں،تواس کودنیا میں چین وسکون نہیں ملتا،لوگوں کے درمیان اس کی کوئی عزت نہیں رہتی ، بلکہ اس سے ہرایک نفرت کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہو جاتے ہیں،حضور ﷺ کا ارشاد ہے: بلاشبہ بندہ اپنے اچھے اخلاق کی بنا پر آخرت کے بلند درجات اور باعزت مقام کو پالیتا ہے حالاں کہ اس کی عبادت میں تھوڑی بہت کمزوری ہوتی ہےاور بعض بندے اپنے برے اخلاق کی بنا پر جہنم کے نچلے درجے میں پہنچ جاتے ہیں۔

[طبرانی کبیر:۷۵۴،عن انس رضی اللہ عنہ]

یہ کتنی سخت وعید ہے! اسی طرح دوسری حدیثوں میں آپ ﷺ نے برے اخلاق کی مذمت بیان فرمائی ہےاوراس سے بچنے کی ہدایت دی ہے،اس لیے ہم سب کو برے اخلاق مثلاً: جھوٹ بولنا،غیبت کرنا،گالی دینا، وعدہ خلافی کرنا،حسد کرنا،کسی کا مال چھین لینا،چغل

آسان دین

خوری کرنا، کسی پر تہمت لگانا اور اسی طرح کی دوسری اخلاقی بیماریوں سے بچنا چاہیے اور اچھے اخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا چاہیے، اسی میں ہمارے لیے دنیا و آخرت میں سکون و اطمینان اور کامیابی ہے۔

| ۹ | نویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۲۴ بڑوں کی عزت کرنا

اپنے سے زیادہ عمر والے لوگوں کا ادب واحترام کرنا اور ان کی خدمت کرنا بڑی خوش قسمتی کی بات ہے، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف ماں باپ بھائی بہن اور دوسرے رشتے داروں ہی کی عزت کرنی چاہیے، حالانکہ اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ ہر بڑی عمر والوں کی تعظیم کی جائے اور ان کے سامنے ادب واحترام سے پیش آیا جائے، حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کو اپنی جماعت سے خارج قرار دیا، جو اپنے سے بڑی عمر والے کی عزت نہیں کرتے اور ان کی بزرگی کا خیال نہیں کرتے اور ان کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتے ہیں، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا اکرام نہ کرے اور بھلی باتوں کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے نہ روکے۔ [ترمذی: ۱۹۲۱، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بڑی عمر والوں کے ادب واحترام کا بہت خیال رکھتے تھے، ایک دن کی بات ہے کہ ایک مجلس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: بتاؤ وہ کون سا درخت ہے جو (فضیلت میں) مسلمانوں سے ملتا جلتا ہے، اللہ کے حکم سے ہر سال پھل دیتا ہے اور اس پر کبھی خزاں نہیں آتی؟ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں خاموش رہے اور اس کو سمجھ نہیں سکے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی وہاں موجود تھے، وہ اس کو فوراً سمجھ گئے اور دل میں خیال آیا کہ کہہ دیں کہ وہ کھجور کا درخت ہے، مگر وہاں ان کے والد اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں بڑے بزرگ خاموش تھے، اس لیے انھوں نے بولنا بے ادبی سمجھا، وہ سمجھ جاتے پر بھی کچھ نہ بولے پھر حضور ﷺ نے خود ہی بتایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد کے ساتھ نکلے، تو انھوں نے اپنے والد سے کہا: اے میرے ابا: میں سمجھ گیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر کیوں نہ کہہ دیا؟ اگر تم بول دیتے تو ہمیں اتنی اتنی چیزوں کے مقابلے میں زیادہ پسند ہوتا، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ خاموش ہیں تو پھر میں نے بولنا بے ادبی سمجھا اور کچھ نہ بولا۔

ہم لوگوں کو بھی چاہیے بڑی عمر والوں کا خوب ادب احترام کریں، ان کو سلام کرنے میں پہل کریں، ان کے سامنے ادب اور سلیقے سے بیٹھیں، اگر ان سے کچھ بات کرنی ہو، تو نرمی سے کریں، اگر وہ کچھ کہیں، تو اس کو غور سے سنیں، سمجھ میں نہ آئے، تو ادب سے پوچھ لیں، بڑے لوگوں کو نام سے نہ پکاریں؛ بلکہ مناسب لقب کا استعمال کریں، بڑوں کے سامنے انگڑائی نہ لیں اور نہ انگلیاں چٹخائیں اگر ہم ایسا کریں گے، تو بڑے لوگ بھی ہمارے اوپر شفقت ومحبت کا معاملہ کریں گے اور ہمارے ساتھ اچھائی اور بھلائی کا برتاؤ کریں گے، نیز جو ہم سے چھوٹے ہیں، وہ بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کریں گے۔ خود حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے عزت کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس نوجوان کے بوڑھے ہونے پر اس کے ساتھ ایسے ہی اکرام کرنے والے کو مقرر کرے گا۔ [ترمذی:۲۰۲۲، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

| ۹ | نویں مہینے میں | ۴ | دن پڑھائیں |

سبق ۲۵ جھوٹ کا وبال

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بولنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے، یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اس کا صحیح استعمال کریں، جو بات بھی بولیں سچ بولیں، جھوٹ بالکل نہ بولیں؛ کیوں کہ جھوٹ بہت بری بات ہے، اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے والوں کو پسند نہیں فرماتے ہیں۔

آسان دین

حضور ﷺ نے جگہ جگہ زبان کو صحیح استعمال کرنے اور سچ بولنے کی تاکید فرمائی ہے اور جھوٹ بولنے سے بچنے کی ہدایت دی ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ سے بچتے رہو، اس لیے کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔ اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا نام جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ [مسلم: ۶۸۰۴، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ]

اس لیے ہمیں جھوٹ بولنے سے بچنا چاہیے، ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے، حضور ﷺ نے اس سے بھی بچنے کی تاکید فرمائی ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی بندے کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ کو نہ چھوڑ دے۔ [مسند احمد: ۸۶۳۰، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔ [ترمذی: ۲۳۱۵، عن معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ]

جو لوگ مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولتے ہیں حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنائی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: میں اس آدمی کے لیے بیچ جنت میں گھر کی ضمانت لیتا ہوں جو جھوٹ کو چھوڑ دے اگرچہ مذاق میں ہی کیوں نہ ہو۔ [ابوداؤد: ۴۸۰۰، عن أبی امامہ رضی اللہ عنہ]

اسی طرح کسی کو بہلانے پھسلانے کے لیے بھی جھوٹ بولنا درست نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے گھر پر موجود تھے، میری ماں نے مجھے بلایا اور (مٹھی بند کر کے میری طرف دکھاتے ہوئے) کہا: یہاں آؤ میں تمہیں (ایک چیز) دوں گی، حضور ﷺ نے میری امی سے فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ ماں نے جواب دیا: میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے کھجور نہ دیتی، تو تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔ [ابوداؤد: ۴۹۹۱، عن عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ]

۹ نویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

آسان دین

سبق ۲۶ شرم وحیا کرنا

شرم وحیا انسان کی ایک بہت ہی اچھی اور عمدہ صفت ہے، حیا انسان میں ایسی قوت کا نام ہے، جس کی وجہ سے وہ خیر و بھلائی کی طرف بڑھتا اور برائی سے بچتا ہے۔ اسلام میں شرم وحیا کی بڑی اہمیت ہے، اس کو ایمان کی ایک شاخ بتایا ہے، ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔ [بخاری:۹، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

تو گویا جس کے اندر شرم وحیا ہوگی اس کا ایمان بھی کامل و مکمل ہوگا اور جس کے اندر شرم وحیا نہ ہو، تو اس کا ایمان کامل و مکمل نہیں ہے، حیا کے کئی طریقے ہیں:

(۱) **اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا:** اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ہم کو جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے، انھیں کیا جائے اور جن باتوں سے منع کیا ہے، ان سے رکا جائے۔

(۲) **لوگوں سے حیا کرنا:** لوگوں سے حیا کی صورت یہ ہے کہ پاکیزہ اور نیک بات کہنے میں تأمل نہ کیا جائے اور بری باتوں سے بچا جائے۔

(۳) **اپنے نفس سے حیا کرنا:** اپنے نفس سے حیا کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات پر کنٹرول رکھے اور وہی کام کرے جو جائز ہو اور ناجائز کاموں سے بچے۔

شرم وحیا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صحیح و غلط اور جائز و ناجائز ہر موقع پر خاموشی اختیار کی جائے یا سر جھکا لیا جائے، جو حیا صحیح بات کہنے سے روک دے، وہ درحقیقت حیا ہی نہیں؛ بلکہ انسانی طبیعت کی کمزوری ہے، حیا تو اچھی عادت کا نام ہے جس سے تمام بری عادتیں دور ہو جاتی ہیں اور اچھے اخلاق کی طرف شوق اور رغبت پیدا ہوتی ہے۔

۹ نویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۷ حسد کا وبال

کسی آدمی کی نعمت کے ختم ہو جانے کی تمنا اور خواہش کرنا ''حسد'' کہلاتا ہے، حسد ایک خطرناک بیماری ہے، اس کی وجہ سے انسان کو دنیا میں بھی نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور آخرت میں بھی نقصان اٹھانا پڑے گا؛ اس لیے کہ جس آدمی کے اندر حسد کی بیماری ہوتی ہے، وہ ہمیشہ دوسرے لوگوں کی ترقی، نعمت اور ان کے مقام و مرتبہ کو دیکھ کر اندر ہی اندر تکلیف اور گھٹن محسوس کرتا ہے اور بعض مرتبہ ان کو نقصان پہنچانے کی فکر کرتا رہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حسد سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: حسد سے بچو اس لیے کہ یہ انسان کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا سوکھی گھاس کو کھا جاتی ہے۔ [ابوداؤد: ۴۹۰۳، عن أبی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا: تمہاری طرف بھی پہلی قوموں کی بیماری چل پڑی ہے اور وہ ''حسد'' ہے۔ اور بغض ایسی بری خصلت ہے جو مونڈ دینے والی ہے، میں نہیں کہتا ہوں کہ وہ بالوں کو مونڈ دیتی ہے؛ بلکہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔ [ترمذی: ۲۵۱۰، عن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ]

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ برابر خیر و بھلائی پر رہیں گے جب تک کہ وہ آپس میں حسد نہ کرنے لگیں۔ [طبرانی کبیر: ۸۱۵۷، عن ضمرہ بن ثعلب رضی اللہ عنہ]

اس کے برخلاف جو لوگ کسی سے حسد نہیں کرتے، وہ دنیا میں بھی سکون و آرام سے رہتے ہیں اور آخرت میں بھی جنت میں رہنا نصیب ہوگا؛ چنانچہ حدیث میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ایک جنتی آئے گا، اتنے میں ایک انصاری شخص آئے جن کی ڈاڑھی سے وضو کی وجہ سے پانی ٹپک رہا تھا اور اپنے بائیں ہاتھ میں اپنا جوتا اٹھائے ہوئے تھے، دوسرے دن رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا: اور پھر وہی شخص پہلے کی طرح گذرے، اور پھر تیسرے دن بھی رسول اللہ ﷺ نے وہی بات فرمائی اور اسی پہلی

آسان دین

حالت میں اسی شخص کا گذر ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اس شخص کے پیچھے چلے اور کہا: باپ سے میرا جھگڑا ہوگیا ہے میں نے تین دن تک گھر میں داخل نہ ہونے کی قسم کھالی ہے، اگر آپ اپنے پاس تین دن رہنے کی اجازت دے دیں، تو میں رہ لوں، انھوں نے کہا: ٹھیک ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ انھوں نے تین رات اس شخص کے پاس گذاری، تو انھیں کسی رات تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا البتہ جب وہ کپڑے اتار کر بستر پر لیٹ جاتے، تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور بڑائی بیان کرتے، پھر صبح کی نماز کے لیے اٹھتے، میں نے ان کے منہ سے صرف بھلی باتیں سنی ہیں، جب تین راتیں گذر گئیں اور ان کا کوئی عمل مجھے اہم نظر نہیں آیا، تو میں نے ان سے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے باپ کے درمیان نہ غصے کی بات ہوئی ہے اور نہ ہی گھر چھوڑنے کا کوئی معاملہ ہے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے تمہارے متعلق تین بار یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابھی تمہارے درمیان ایک جنتی آرہا ہے، اور تینوں مرتبہ تم ہی آئے، تو میری خواہش ہوئی کہ میں تمہارے پاس رہ کر تمہارا وہ عمل دیکھوں، (جس کی وجہ سے تم جنتی کہلائے) اور پھر میں بھی اس پر عمل کروں، لیکن میں نے تم کو کوئی بڑا عمل کرتے نہیں دیکھا، کیا بات ہے کہ تمہارے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات فرمائی ہے۔

اس شخص نے جواب دیا کہ بات تو وہی ہے جو آپ نے دیکھا ہے، البتہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان بھائی کے خلاف کوئی کینہ نہیں رکھتا اور اگر اللہ نے کسی کو کوئی نعمت دی ہے تو میں اس پر ''حسد'' نہیں کرتا، یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بول پڑے کہ یہی وہ عمل ہے جو آپ کے اندر ہے اور یہی چیز ہمارے اندر نہیں ہے۔ [مسند احمد: ۱۲۶۹۷، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

غور کرنے کی بات ہے کہ بغض وحسد اور کینہ کپٹ سے بچنے کی کتنی بڑی فضیلت ہے، ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ اپنے دلوں کو حسد جیسی بیماری سے پاک رکھیں تا کہ ہم بھی جنت میں جاسکیں۔

۹	۱۰	مہینے میں	۴	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط والدین	

سبق ۲۸ اپنے خادموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

اسلام نے اپنے خادموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ ہونا چاہیے جو اپنے بھائیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان پر شفقت اور مہربانی کی جائے، ان کو مارا پیٹا نہ جائے، اگر کبھی ان سے کوئی غلطی ہو جائے، تو اس کو معاف کر دیا جائے، انھیں برا بھلا نہ کہا جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ حضور ﷺ نے غلاموں اور خادموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ غلام تمہارے بھائی ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے قبضے میں دے دیا ہے، لہٰذا تم ان کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور ان کو وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ اور تم اس سے اتنا بھاری کام نہ لو جو ان کے بس میں نہ ہو اور اگر ایسا کام لینا ہو، تو خود ان کی مدد کرو۔ [مسلم: ۴۴۰۳، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا جو خادم کھانا تیار کر کے لائے، تو چونکہ اس نے کھانے کی تیاری میں آگ اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہے، اس لیے اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلانا چاہیے اور اگر کھانا کم ہو، تب اس کے ہاتھ پر ایک دو لقمے رکھ دینا چاہیے۔ [مسلم: ۴۴۰۷، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

حضور ﷺ نے غلاموں اور خادموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کے سلسلے میں کتنی اچھی تعلیم دی ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس پر دل و جان سے عمل کرتے تھے اور اپنے غلاموں اور خادموں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتے تھے اور ان کے آرام و راحت کا خیال رکھتے تھے، ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا، تو دیکھا کہ حضرت سلمان فارسی خود ہی آٹا گوندھ رہے ہیں، اس نے پوچھا غلام کہاں ہے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے اس کو ایک کام کے لیے بھیجا ہے؛ اس لیے مجھے پسند نہیں آیا کہ اس سے دو کام لوں۔ [طبقات ابن سعد: ۴/۹۰]

آسان دین

ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے گھر کا منتظم آیا، تو ان سے پوچھا کہ غلاموں کو کھانا کھلا دیا یا نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ اور ان کو کھانا دو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسانوں کے لیے یہ گناہ کافی ہے کہ ان کی روزی روکے رکھے جن کا وہ مالک ہے۔ [مسلم: ۲۳۵۹، عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خادموں کے ساتھ شفقت و مہربانی فرماتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ مشہور انصاری صحابی ہیں، ان کو بچپن سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کا موقع ملا، ان کو دس سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بڑی محبت تھی، کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے اور کھانا کھاتے اور کبھی دوپہر میں آرام بھی فرماتے پھر اُٹھ کر نماز پڑھتے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی بات پر اُف بھی نہیں کہا۔ اور اگر کوئی کام مجھ سے ہو گیا تو یہ نہیں فرمایا کہ ایسا کیوں کیا اور اگر کسی کام کو میں نے نہیں کیا تو یہ بھی نہیں فرمایا کہ فلاں کام تم نے کیوں نہیں کیا۔

[ترمذی: ۲۰۱۵، عن انس رضی اللہ عنہ]

| ۱۰ | دسویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۲۹ علم حاصل کرنے میں محنت کرنا

دنیا و آخرت کے کسی کام میں کامیابی بغیر محنت و کوشش کے حاصل نہیں ہوتی ہے، علم دین بھی بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوتا، جو علم حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں اور اس کو علم کی دولت سے نواز دیتے ہیں، قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جن لوگوں نے ہماری خاطر کوشش کی ہے، ہم انھیں ضرور بالضرور اپنے راستوں پر پہنچائیں گے۔

[سورۂ عنکبوت: ۶۹]

دنیا میں جتنے بڑے بڑے عالم گذرے ہیں اور جن کے علم سے سارے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں، وہ بغیر محنت کے ہی اتنے بڑے نہیں بن گئے تھے؛ بلکہ ان حضرات نے علم حاصل کرنے کے سلسلے میں انتھک کوششیں کیں، مشقتوں اور تکلیفوں کو برداشت کیا اور ذوق وشوق اور انہماک کے ساتھ علم حاصل کیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے علم کی قیمتی دولت سے نوازا ان کو بلند مرتبہ عطا کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی ہیں، علم وفضل میں ان کا بڑا مرتبہ تھا، انھوں نے بچپن سے ہی بڑے ذوق وشوق اور دلچسپی سے علم حاصل کیا تھا، ہمیشہ وہ اس کوشش میں لگے رہتے تھے، جو کچھ بھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے فوراً یاد کر لیتے تھے۔ اگر کبھی مجلس میں موجود نہیں ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سننے سے محروم رہ جاتے، تو ان لوگوں سے جا کر معلوم کر لیتے، جو وہاں حاضر تھے، کبھی ایسا ہوتا کہ کسی سے کوئی حدیث سنتے جو ان کو پہلے سے معلوم نہ ہوتی، تو فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے اور اس کی تصدیق کرتے تھے، اسی شوق اور دلچسپی کی بنا پر وہ قرآن وحدیث کے بڑے عالم بنے اور بڑے بڑے علمائے کرام آپ سے استفادہ کرتے تھے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اسلامی علوم میں انھیں بڑی مہارت حاصل تھی، ان کے علم وفضل سے آج تک لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں، علم حاصل کرنے اور لوگوں کو علم سکھانے میں خوب جد وجہد کرتے تھے، رات کو بہت کم سوتے تھے اور رات کا اکثر وقت کتابوں کے مطالعے میں گذرتا تھا، ان کی اس جد وجہد اور کم خوابی کو دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ آپ اس قدر کیوں مشقت برداشت کرتے ہیں؟ امام محمد نے جواب دیا کہ میں کیسے سوسکتا ہوں، جب کہ مسلمان ہمارے اوپر بھروسہ کر کے سو گئے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ جب بھی ہمیں کوئی مسئلہ پیش آئے گا، تو امام محمد کے پاس جاؤں گا اور وہ اس کو حل کر

دیں گے، پس اگر میں بھی سو جاؤں، تو اس میں دین کی بربادی ہے۔ [تبع تابعین:۱/۱۸۷]

اسی طرح علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزی بہت بڑے عالم ہیں، بچپن سے ہی پڑھنے لکھنے اور کتابوں کے مطالعے کے بے حد شوقین تھے، وہ بغداد کے رہنے والے تھے، بغداد کتابوں اور اسلامی ذخیروں کا مرکز تھا، علامہ ابن الجوزی کتابوں کا بہت مطالعہ کرتے تھے یہاں تک کہ انھوں نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں ہی ڈھیر ساری کتابوں کا مطالعہ کر لیا تھا، ایک جگہ وہ خود لکھتے ہیں کہ کتابوں کے مطالعے سے میری طبیعت کبھی سیر نہیں ہوتی تھی، جب بھی مجھے کوئی نئی کتاب مل جاتی، تو ایسا محسوس ہوتا کہ کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے، اگر میں کہوں کہ میں نے بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، تو بہت زیادہ معلوم ہوگا، جبکہ یہ میری طالب علمی کی بات ہے۔ مجھے ان کتابوں کو پڑھنے سے اسلاف کے حالات اور ان کے اخلاق، ان کی محنتیں ان کی ذہانت اور عبادت کرنے کا شوق و ذوق اور ان کی نایاب و قیمتی علمی باتیں معلوم ہوئیں، جو ان کتابوں کو پڑھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہیں۔ [صید الخاطر:۱/۳۴۱]

یہ نمونے کے طور پر چند بزرگوں کا تذکرہ ہے، جن سے ہم کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے علم حاصل کرنے اور اس کو پھیلانے میں کتنی محنتیں کی تھیں، ہم لوگوں کو بھی پڑھنے لکھنے میں خوب محنت کرنی چاہیے، ہمیشہ دینی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے اور جب استاذ صاحب پڑھائیں تو سبق دھیان اور توجہ سے سننا چاہیے اور بعد میں اپنا سبق اچھی طرح یاد کر لینا چاہیے۔

| ۱۰ | دسویں مہینے میں | ۴ | دن پڑھائیں |

سبق ۳۰ تلاوتِ قرآن میں صحابہ کا شوق

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی مبارک کتاب ہے، اس کے ایک ایک لفظ میں نور ہے، اس کی محض

تلاوت بھی خیر و برکت اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن پاک سے بڑی محبت تھی، وہ بڑے شوق، انہماک اور محبت کے ساتھ اس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، ان کو قرآن سے بہت زیادہ شغف تھا فرصت کا سارا وقت اس کی تلاوت اور تعلیم میں گذارتے تھے جب وہ یمن میں گورنر تھے، تو اسی زمانے میں ایک مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھ لیتا ہوں۔ [بخاری: ۴۳۴۲، عن ابی بردہ رضی اللہ عنہ]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو قرآن پڑھنے کا بہت زیادہ شوق تھا، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ایک مہینے میں قرآن ختم کیا کرو، انہوں نے کہا کہ میرے اندر اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیس دن میں ختم کیا کرو، انھوں نے کہا کہ میرے اندر اس سے بھی زیادہ طاقت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پندرہ دن میں ختم کیا کرو، انھوں نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس دن میں ختم کیا کرو، انھوں نے پھر کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سات دن میں ختم کیا کرو اب اس پر بالکل زیادتی مت کرو۔ [ابوداؤد: ۱۳۸۸، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قرآن کی بہت زیادہ تلاوت کرتے تھے، وہ فرماتے تھے کہ اگر ہمارے دل پاک ہوتے، تو ہم اپنے رب کے کلام سے کبھی بھی سیر نہ ہوتے اور میں یہ پسند نہیں کرتا ہوں کہ میری زندگی میں کوئی دن ایسا آئے جس میں میں دیکھ کر قرآن نہ پڑھوں۔ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح رغبت اور شوق سے قرآن کی تلاوت کرتے تھے، ہم کو بھی خوب شوق اور محبت سے تلاوت کرنا چاہیے اور روزانہ قرآن کا کچھ حصہ ضرور پڑھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ قرآن کی تلاوت کرنے والے کو بہت پسند کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے۔

۱۰ دسویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

آسان دین

سبق ۳۱ کسی کی مصیبت پر خوش نہ ہونا

اسلام نے ایک کو دوسرے کا ہمدرد اور خیر خواہ بنایا ہے، وہ آپس میں محبت کرنا سکھاتا ہے، اور کسی کی تکلیف، مصیبت اور غم میں شریک رہ کر غم خواری کرنے کی تعلیم دیتا ہے، وہ تمام مسلمانوں کو ایک جسم کی طرح رہنا سکھاتا ہے۔

جس طرح جسم کے کسی حصے میں کوئی کانٹا چبھ جائے یا کوئی زخم لگ جائے، تو اس کی وجہ سے پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے، اسی طرح جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچ جائے یا کوئی پریشانی لاحق ہو جائے، تو اس کی وجہ سے سارے مسلمانوں کو اس کی تکلیف اور پریشانی کا احساس ہونا چاہیے اور اس کے غم میں شریک رہنا چاہیے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ایمان والوں کو دیکھو گے کہ وہ ایک دوسرے پر رحم کھانے، محبت کرنے اور ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں ایک جسم کی طرح ہیں، جیسے کہ جسم کے کسی عضو کو تکلیف پہنچتی ہے، تو اس کے باقی اعضا بھی بخار اور بے خوابی میں اس کے شریک رہتے ہیں۔ [بخاری:۶۰۱۱، عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما]

اس کے برخلاف کسی مسلمان کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت، کسی دکھ، مصیبت اور تکلیف میں مبتلا دیکھ کر خوشی ظاہر کرنا انتہائی بری چیز ہے۔ اسلام اس طرح کی بری صفت سے سختی کے ساتھ منع کرتا ہے، یہ فعل مسلمانوں کی شان کے خلاف ہے۔ ممکن ہے کہ آج وہ شخص جس مصیبت میں مبتلا ہے اور جس پر خوشی کا اظہار کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت سے نجات دیدے اور خود خوشی ظاہر کرنے والے کو اس مصیبت میں مبتلا کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو۔ (اگر ایسا کرو گے، تو ہو سکتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت سے نجات دیدے اور تم کو مبتلا کر دے۔

[ترمذی:۲۵۰۶، عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ]

آسان دین

اسی لیے ہم کو کسی پریشان حال اور مصیبت زدہ آدمی کو دیکھ کر بالکل خوشی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ اس کی غم خواری کرنی چاہیے، اس کو تسلی دینی چاہیے اور پریشانی و مصیبت پر صبر کرنے کی ترغیب دینی چاہیے اور جہاں تک ہو سکے اس کی مدد کرنی چاہیے اور اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہیے۔

۱۰ دسویں مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۳۲ نماز باجماعت ادا کرنا

نماز ایک بدنی عبادت ہے، جس میں مسلمان اپنے سارے کاموں کو چھوڑ کر نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے۔

ہر مسلمان پر پانچ وقت کی نماز پڑھنا فرض ہے، یہ کسی بھی حالت میں معاف نہیں ہے، اس لیے وقت پر نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے اور خاص طور پر جماعت سے نماز ادا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے بہت زیادہ فضائل ہیں۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا: جماعت کی نماز اپنے گھر اور بازار میں اکیلے کی نماز سے ۲۵ گنا زیادہ ثواب رکھتی ہے کہ جب آدمی گھر سے اچھی طرح وضو کر کے صرف نماز ادا کرنے کی نیت سے مسجد کی طرف نکلتا ہے، تو اس کو ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے، پھر وہ (مسجد میں پہنچ کر) نماز پڑھتا ہے، تو جب تک اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس پر اپنی رحمت نازل فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما، اور تم میں سے کوئی جب تک نماز کے انتظار میں رہتا ہے، تو گویا وہ نماز ہی میں ہے۔ [بخاری: ۶۴۷، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

آسان دین

جو شخص جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا ہے تو اس کے لیے بہت سخت وعید آئی ہے اور جماعت چھوڑنے پر تنبیہ آئی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس گاؤں یا بستی میں تین آدمی ہوں اگر وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں، تو ان پر شیطان چھا جاتا ہے۔ پس جماعت کی پابندی کرو، کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کو (پکڑ کر) کھا جاتا ہے، جو ریوڑ سے الگ ہو۔
[ابوداؤد: ۵۴۷، عن ابی درداء رضی اللہ عنہ]

خود حضور ﷺ اور صحابۂ کرام جماعت کی نماز کا بہت اہتمام فرماتے تھے، حتیٰ کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت جب آپ ﷺ کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی، ایسی حالت میں بھی آپ ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی۔ [بخاری: ۶۸۳، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

خلاصہ: ہم لوگوں کو بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہیے اور کبھی بھی اس میں سستی اور کاہلی سے کام نہیں لینا چاہیے، البتہ جب بھی مسجد نماز پڑھنے جائے تو وضو گھر سے کر کے جائیں، نماز کے دوران اِدھر اُدھر دیکھنا، باتیں کرنا بہت بری بات ہے، ایسا کرنے سے اپنی بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی نماز میں بھی خلل پڑتا ہے۔ امام صاحب جیسے ہی تکبیر کہیں، اسی وقت نماز میں شریک ہو جانا چاہیے، مسجد میں شور مچانا، چیخنا چلّانا اور زور زور سے ہنسنا سخت گناہ ہے، اس سے بچنا چاہیے اور مسجد سے باہر نکلتے وقت بھی اطمینان سے نکلنا چاہیے۔

۱۰ دسویں مہینے میں	۳ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

آسان دین

تعریف

عربی عرب کی زبان کو ''عربی'' کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: عرب سے تین باتوں کی وجہ سے محبت کرو میں عربی ہوں، قرآن عربی میں ہے اور جنت والوں کی زبان عربی ہے۔ [مستدرک: ۶۹۹۹، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

سب زبانیں اور بولیاں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں؛ ان ہی میں ایک زبان ''عربی'' بھی ہے۔ یہ بہت پرانی زبان ہے اس کے باوجود آج تک زندہ اور تروتازہ ہے۔ بہت سی پرانی زبانیں ختم ہوگئیں اب ان کا جاننے والا بھی کوئی نہیں۔ ہاں! مگر عربی زبان ایسی ہے کہ دنیا کے ہر ملک اور ہر خطے میں اس کے جاننے والے ایک دو نہیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ کیوں نہ ہوں؟ یہ تو ہمارے پیارے رسول ﷺ کی زبان ہے، قرآن کی زبان ہے، دنیا میں بھی محبوب اور آخرت میں بھی پسندیدہ۔ اسی لیے تو جنتی عربی میں بات کریں گے۔

کون سا مسلمان ایسا ہوگا کہ اسے پیارے رسول ﷺ اور مقدس قرآن سے محبت نہ ہو اور جنت میں جانا اس کی خواہش اور تمنا نہ ہو؟ یقیناً ہر مسلمان پیارے نبی ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ قرآن کریم سے لگاؤ رکھتا ہے اور جنت میں جانا چاہتا ہے۔ تو پھر اس کے باوجود عربی زبان سے ناآشنا ہونا بڑے تعجب کی بات ہے۔ عربی زبان ہماری دینی و مذہبی

زبان ہے قرآن وحدیث عربی ہی میں ہے، صحابہ بھی عربی بولتے تھے، انھیں عربی سے اتنا لگاؤ تھا کہ جس ملک میں جاتے وہاں کی ملکی زبان ان کے عربی بولنے کی وجہ سے عربی ہو جاتی۔ ہمیں بھی ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے عربی زبان سے دلی لگاؤ ہونا چاہیے۔ اس کو سیکھنا چاہیے اور خوب محنت کرنا چاہیے کیوں کہ عربی زبان دینی اور مذہبی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی زبان بھی ہے۔

ہدایت برائے استاذ

عربی کے اسباق کو اچھی طرح پڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات کا خیال رکھنا ضروری ہے؛ اس لیے پہلے ان ہدایات کو اچھی طرح سمجھ لیں پھر سبق کے دوران ان کا لحاظ رکھیں۔

① ہر سبق میں جو نئے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان کو سبق کے شروع میں "نئے الفاظ" کے عنوان کے تحت ڈالا گیا ہے۔ سبق پڑھانے سے پہلے ان الفاظ کو یاد کرادیں اور سبق سے پہلے فعلِ ماضی اور مضارع کے صیغے بھی دیے گئے ہیں انھیں بھی اچھی طرح یاد کرادیں۔

② طلبہ کو مکلّف کریں کہ وہ عربی عبارتوں کو بذاتِ خود پڑھیں اور عبارت خوانی کے دوران صحت تلفظ اور عربی لب ولہجے کا خیال رکھیں۔

③ کہیں کہیں اسباق کے آخر میں نوٹ کی شکل میں ان اسباق کو پڑھانے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ سبق پڑھانے سے پہلے ان ہدایات کا مطالعہ کرلیں تاکہ طلبہ کو پڑھانے میں آسانی ہو۔

④ یہ اسباق نمونے کے طور پر مرتب کیے گئے ہیں، ان کو مکمل نہ سمجھا جائے بلکہ اس طرز پر طلبہ کو جملے بدل بدل کر خوب مشق کرائی جائے، کسی زبان کو سکھانے کا واحد ذریعہ کثرتِ مشق ہے۔

⑤ اردو سے عربی اور عربی سے اردو بنانے کی مشق عربی میں سوالات اور خانہ پوری دی گئی ہیں، ان کی اچھی طرح مشق کرائیں۔

⑥ تمام اسباق کی تمرینیں بچوں سے الگ کاپی میں لکھوائیں، اور جوابات لکھتے وقت انھیں کتاب میں دیے گئے سوالات بھی لکھنے پر مامور کریں۔

⑦ شروع سے اخیر تک فعلِ ماضی پھر فعلِ مضارع کی مشق کے لیے اسباق دیے گئے ہیں، طلبہ کو ہر ہر سبق میں دیے گئے فعلِ ماضی کے صیغوں کی خوب اچھی طرح شناخت کروائیں اور ہر سبق میں دیے گئے مختلف افعال سے ان کی مشق کروائیں، سبق نمبر ۶ میں فعلِ ماضی پورا ہو رہا ہے، اس کے اخیر میں فعلِ ماضی کے چودہ صیغوں کا نقشہ دیا گیا ہے اسے ازبر کرائیں اور دوسرے افعال سے ان کی گردانیں کروائیں، یہی عمل فعلِ مضارع میں بھی کریں۔

اَلدَّرْسُ الْأَوَّلُ

(۱)

ذَهَبَ	وہ گیا	ذَهَبَتْ	وہ گئی
خَرَجَ	وہ نکلا	خَرَجَتْ	وہ نکلی
جَلَسَ	وہ بیٹھا	جَلَسَتْ	وہ بیٹھی
قَرَأَ	اس (مرد) نے پڑھا	قَرَأَتْ	اس (عورت) نے پڑھا
كَتَبَ	اس (مرد) نے لکھا	كَتَبَتْ	اس (عورت) نے لکھا

(۲)

ذَهَبَ حَامِدٌ إِلَى الْمَدْرَسَةِ	ذَهَبَتْ فَاطِمَةُ إِلَى الْبَيْتِ
حامد مدرسہ گیا	فاطمہ گھر گئی
خَرَجَ التِّلْمِيْذُ مِنَ الْجَامِعَةِ	خَرَجَتِ التِّلْمِيْذَةُ مِنَ الْفَصْلِ
طالب علم یونیورسٹی سے نکلا	طالبہ درس گاہ سے نکلی
جَلَسَ السَّائِقُ فِي السَّيَّارَةِ	جَلَسَتِ الْمُعَلِّمَةُ عَلَى الْكُرْسِيِّ
ڈرائیور گاڑی میں بیٹھا	استانی کرسی پر بیٹھی
قَرَأَ مَاجِدٌ الدَّرْسَ	قَرَأَتْ زَيْنَبُ الْكِتَابَ
ماجد نے سبق پڑھا	زینب نے کتاب پڑھی

كَتَبَ عَبَّاسٌ رِسَالَةً	كَتَبَتْ رُقَيَّةُ دَرْسًا
عباس نے ایک خط لکھا	رقیہ نے ایک سبق لکھا

نوٹ: طلبہ کو بتائیں کہ اگر آپ کو کہنا ہو کہ "حامد گیا" تو عربی میں اس طرح کہیں گے "ذَهَبَ حَامِدٌ" اور اگر کہنا ہو کہ "فاطمہ گئی" تو اس طرح کہیں گے "ذَهَبَتْ فَاطِمَةُ"۔ یہ بھی بتائیں کہ "ذَهَبَ" کی شکل کے الفاظ واحد مذکر کے لیے اور "ذَهَبَتْ" کی شکل کے الفاظ واحد مؤنث کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ "ذَهَبَ" جیسے الفاظ کے اخیر میں "تْ" بڑھانے سے وہ واحد مؤنث ہو جاتے ہیں جیسے: ذَهَبَتْ وہ گئی، سبق کی دوسری مثالوں سے بھی سمجھائیں۔

طلبہ کو یہ بھی بتائیں کہ خَرَجَتِ التِّلْمِيْذَةُ اصل میں خَرَجَتْ اَلتِّلْمِيْذَةُ ہے، آگے والے لفظ سے ملانے کے لیے "تْ" کو زیر دیا جاتا ہے، اسی طرح جلستِ المعلمة والی مثال ہے۔

تمرین ①

عربی میں جواب دیں

① إلى أين ذهب حامد؟	② هل كتب عباس رسالةً؟
③ مِنْ أين خرجت التلميذة؟	④ ماذا قرأت زينب؟
⑤ من جلستْ على الكرسي؟	⑥ أين جلس السائق؟

تمرین ②

اردو میں ترجمہ کریں

① كتبت التلميذة الدرس	② ذهب خالد إلى المحطة

③ خرج راشد إلى الملعب	④ قرأت رقية رسالةً
⑤ جلست عائشة في القطار	⑥ خرجت فاطمة من البيت

تمرین ③

عربی میں ترجمہ کریں

① ساجد گھر گیا۔	② عائشہ نے ایک کتاب پڑھی۔
③ رقیہ دروازے سے نکلی۔	④ طالب علم نے خط لکھا۔
⑤ سعد ٹرین میں بیٹھا۔	⑥ استانی نے ایک سبق لکھا

تمرین ④

خالی جگہوں کو بریکٹ میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کریں

① .... المرضة من المستشفى	(خرج، خرجت)
② .... المعلمة درسا	(كتبت، كتب)
③ .... ماجد إلى المدرسة	(ذهبت، ذهب)
④ .... التلميذ في الفصل	(جلس، جلست)
⑤ .... زينب الرسالة	(قرأ، قرأت)

1 پہلے مہینے میں 20 دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اَلدَّرْسُ الثَّانِيْ

نئے الفاظ: عَبَدَ: اس نے عبادت کی۔ فَرِحَ: وہ خوش ہوا۔ طَبَخَتْ: اس عورت نے پکایا۔ رَجَعَتْ: وہ لوٹی۔ غُرْفَةُ الطَّعَامِ: کھانے کا کمرہ، ڈائننگ روم۔ نَظَرَتْ: اس عورت نے دیکھا۔ أَثَاثُ الْبَيْتِ: گھریلو سامان۔ وَصَلَ: وہ پہنچا۔ أَمْتِعَةٌ: سامان، واحد مَتَاعٌ۔ شَكَرَ: اس نے شکر ادا کیا۔

ذَهَبَ خَالِدٌ إِلَى الْمَسْجِدِ وَجَلَسَ فِيْهِ وَعَبَدَ اللهَ وَفَرِحَ۔

خالد مسجد گیا اور اس میں بیٹھا اور اللہ کی عبادت کی اور خوش ہوا۔

ذَهَبَتْ عَائِشَةُ إِلَى الْمَطْبَخِ وَطَبَخَتْ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى غُرْفَةِ الطَّعَامِ وَنَظَرَتْ إِلَى أَثَاثِ الْبَيْتِ، وَفَرِحَتْ جِدًّا۔

عائشہ مطبخ گئی اور اس نے پکایا، پھر کھانے کے کمرے کی طرف لوٹی اور اس نے گھریلو سامان دیکھا اور بہت خوش ہوئی۔

خَرَجَ مَاجِدٌ إِلَى السُّوْقِ، وَوَصَلَ إِلَى دُكَّانِهٖ، وَجَلَسَ فِيْهِ، وَنَظَرَ إِلَى أَمْتِعَتِهٖ وَشَكَرَ اللهَ۔

ماجد بازار کی طرف نکلا اور اپنی دکان میں پہنچا اور اس میں بیٹھا اور دکان کے سامان کو دیکھا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

خَرَجَتْ رَشِيْدَةُ إِلَى مَدْرَسَتِهَا، وَوَصَلَتْ إِلَيْهَا فِي الْمِيْعَادِ، وَفَرِحَتْ بِالْقِرَاءَةِ وَالْكِتَابَةِ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى بَيْتِهَا۔

رشیدہ اپنے مدرسے کی طرف نکلی اور مدرسہ وقت پر پہنچی اور پڑھ لکھ کر خوش ہوئی پھر اپنے گھر لوٹ آئی۔

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ ''ذَهَبَ خَالِدٌ'' (خالد گیا) میں ذَهَبَ فعل ہے، فعل ایسے لفظ کو کہتے ہیں جس میں کوئی زمانہ پایا جائے، ذَهَبَ (گیا) میں گذرا ہوا زمانہ پایا جاتا ہے، لہٰذا ذَهَبَ فعل ہے اور ''خَالِدٌ'' فاعل ہے، فاعل کام کرنے والے کو کہتے ہیں، اس مثال میں خالد نے جانے کا کام کیا تو خالد فاعل ہے اس طرح سبق کی دوسری مثالوں سے سمجھائیں۔

تمرین ①

عربی میں جواب دیں

① من ذهب وأين جلس؟	② من وصل إلى دكانه؟
③ من فرح؟	④ من شكر الله؟
⑤ أين رجعت عائشة؟	⑥ متى وصلت إلى المدرسة؟
⑦ إلى أين نظرت عائشة؟	⑧ هل خرجت رشيدة إلى المدرسة
⑨ بأي شيئٍ فرحت؟	⑩ إلى أين رجعت؟

تمرین ②

عربی میں ترجمہ کریں

① ذهب ماجد إلى الحديقة وجلس فيها ونظر إلى الأزهار الجميلة وفرح۔
② خرجت سلمٰى إلى بيت صديقتها.وجلست معها.وفرحت بلقاء ها ثم رجعت إلى بيتها۔
③ جلس الطبيب في السيارة السريعة ووصل إلى المستشفى في الميعاد۔

عربی

④ جلست المعلمة على الكرسي، وكتبت درسا على السبورة، ثم خرجت من الفصل۔

تمرین ③

عربی میں ترجمہ کریں

① نبیل رات کے وقت چھت کی طرف گیا اور اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور چاند سے خوش ہوا۔
② رشیدہ گاؤں گئی اور خوبصورت مناظر دیکھے اور بہت خوش ہوئی۔
③ زید شہر کی سڑک کی طرف گیا اور مدرسے کی بس میں بیٹھا اور وقت پر مدرسہ پہنچا۔
④ فاطمہ اسکول گئی اور اس نے سبق پڑھا اور لکھا پھر اپنے گھر واپس لوٹ آئی۔

تمرین ④

خالی جگہوں کو بریکٹ میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کریں

قرأت............في الفصل	(التميذة، التلميذ)
نظر............إلى الحقل	(عائشةُ، نبيلٌ)
فرحت............بالقلم الجميل	(الطفلةُ، الطفلُ)
خرج............إلى المطار	(راشدةُ، راشدٌ)
طبخت............في المطبخ	(زيدٌ، فاطمةُ)

۲ دوسرے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اَلدَّرْسُ الثَّالِثُ

نئے الفاظ: لِأَنَّ: اس لیے کہ، کیوں کہ۔ اَلْكُرَةُ: گیند۔ يَدٌ: ہاتھ۔ وَجْهٌ: چہرہ۔ اَلْغَدَاءُ: دوپہر کا کھانا۔ مَحَلُّ الْقِرْطَاسِيَّةِ: اسٹیشنری کی دکان۔ بَائِعٌ: دکان دار۔ أَوْرَاقًا بَيْضَاءَ: سفید کاغذ۔ بَرَّايَةٌ: پنسل تراش۔ قَلَمُ حِبْرٍ: فونٹن پن۔ دَفَعَا: دونوں نے ادا کی۔ ثَمَنٌ: قیمت۔ اَلْفُطُوْرُ: ناشتہ۔ اَلْحَلِيْبُ: دودھ۔ سَيَّارَةُ الْأُجْرَةِ: ٹیکسی۔ اَلْأَمْسِ: گزشتہ کل۔ اَلصَّعْبَةُ: مشکل، سخت۔ اَلْمَسَاءُ: شام۔ اَلْعَشَاءُ: رات کا کھانا۔

(۱)

ذَهَبَ ذَهَبَا ذَهَبَتْ ذَهَبَتَا

ذَهَبَا	وہ دونوں گئے	ذَهَبَتَا	وہ دونوں گئیں
لَعِبَا	ان دونوں (مردوں) نے کھیلا	لَعِبَتَا	ان دونوں (عورتوں) نے کھیلا
أَكَلَا	ان دونوں (مردوں) نے کھایا	أَكَلَتَا	ان دونوں (عورتوں) نے کھایا
شَرِبَا	ان دونوں (مردوں) نے پیا	شَرِبَتَا	ان دونوں (عورتوں) نے پیا
قَدِمَا	وہ دونوں آئے	قَدِمَتَا	وہ دونوں آئیں
طَلَبَا	ان دونوں (مردوں) نے مانگا	طَلَبَتَا	ان دونوں (عورتوں) نے مانگا
غَسَلَا	ان دونوں (مردوں) نے دھویا	غَسَلَتَا	ان دونوں (عورتوں) نے دھویا
رَكِبَا	وہ دونوں سوار ہوئے	رَكِبَتَا	وہ دونوں سوار ہوئیں
سَمِعَا	ان دونوں (مردوں) نے سنا	سَمِعَتَا	ان دونوں (عورتوں) نے سنا

عربی

(۲)

رَشِيْدٌ وَسَعِيْدٌ ذَهَبَا فِي الصَّبَاحِ إِلَى الْمَيْدَانِ، لِأَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ الْعُطْلَةِ، وَلَعِبَا بِالْكُرَةِ، وَرَجَعَا إِلَى الْبَيْتِ، وَغَسَلَا الْيَدَ وَالْوَجْهَ، وَأَكَلَا الْغَدَاءَ، وَشَرِبَا الْمَاءَ، وَشَكَرَا اللهَ. ثُمَّ قَدِمَا مَحَلَّ الْقِرْطَاسِيَّةِ، وَطَلَبَا مِنَ الْبَائِعِ أَوْرَاقًا بَيْضَاءَ وَمِمْحَاةً وَبَرَّايَةً وَقَلَمَ حِبْرٍ، وَدَفَعَا الثَّمَنَ، وَرَكِبَا الْحَافِلَةَ، وَرَجَعَا إِلَى الْمَنْزِلِ۔

زَيْنَبُ وَسُمَيَّةُ أَكَلَتَا الْفَطُوْرَ، وَشَرِبَتَا الْحَلِيْبَ، ثُمَّ خَرَجَتَا إِلَى شَارِعِ الْمَدِيْنَةِ، وَرَكِبَتَا سَيَّارَةَ الْأُجْرَةِ، وَوَصَلَتَا إِلَى بَيْتِ مُعَلِّمَتِهِمَا، وَقَرَأَتَا دَرْسَ الْأَمْسِ، وَسَمِعَتَا مِنَ الْمُعَلِّمَةِ دَرْسًا جَدِيْدًا، وَكَتَبَتَا الْأَلْفَاظَ الصَّعْبَةَ فِي الْكُرَّاسَةِ، وَوَصَلَتَا إِلَى الْبَيْتِ فِي الْمَسَاءِ، وَغَسَلَتَا الْوَجْهَ، وَأَكَلَتَا الْعَشَاءَ، وَشَكَرَتَا رَبَّهُمَا۔

نوٹ: طلبہ کو بتائیں کہ اگر آپ کو کہنا ہو کہ ''رشید اور سعید گئے'' تو عربی میں اس طرح کہیں گے ''رَشِيْدٌ وَسَعِيْدٌ ذَهَبَا'' اور اگر کہنا ہو کہ ''زینب اور سمیہ نے کھایا'' تو اس طرح کہیں گے ''زَيْنَبُ وَسُمَيَّةُ أَكَلَتَا''۔ ذَهَبَ کے اخیر میں ''ا'' بڑھانے سے وہ تثنیہ مذکر ہو جاتا ہے جیسے: ذَهَبَا وہ دونوں گئے اور ''تَا'' بڑھانے سے وہ تثنیہ مؤنث ہو جاتا ہے جیسے: ذَهَبَتَا وہ دونوں گئیں، اس طرح سبق کی دوسری مثالوں سے سمجھائیں۔

تمرین (۱)

عربی میں جواب دیں

(۱) رشيد و سعيد متى ذهبا إلى الميدان؟

② هل أكلا الغداء وشربا الماء وشكرا الله؟
③ أيَّ شيء طلبا من البائع؟
④ من أكلتا الفطور وشربتا الحليب؟
⑤ ماذا سمعتا من المعلمة وماذا كتبتا؟

تمرین ②

خالی جگہوں کو بریکٹ میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کریں

سعاد وخديجة.........في المساء إلى الحديقة	(ذهبا. ذهبتا)
قاسم وهاشم.........الأذان	(سمعا. سمعتا)
فاطمة وعائشة.........اليد والوجه	(غسلتا. غسلا)
خالد وماجد.........بلقاء الأصدقاء	(فرحتا. فرحا)
سلمٰى ورشيدة.........من الفاكهاني عنبا وتفاحا	(طلبا. طلبتا)

تمرین ③

عربی میں ترجمہ کریں

① راشد اور سالم چھٹی کے بعد اپنے وطن گئے اور وہاں تازہ سبزی کھائی اور صاف پانی پیا اور خوبصورت مناظر سے خوش ہوئے۔
② سمیہ اور زینب عید کے دن اپنی سہیلیوں کے پاس پہنچیں اور ایک خوبصورت باغ میں ان کے ساتھ بیٹھیں اور کھیلیں اور بہت خوش ہوئیں۔

عربی

⓷ فاطمہ اور خدیجہ نے اپنا سبق پڑھا پھر رات کا کھانا کھایا اور دودھ پیا اور اپنے رب کا شکرادا کیا۔
⓸ حامد اور خالد شہر کی سڑک کی طرف نکلے اور ٹیکسی میں سوار ہوکر مدرسہ پہنچے اور استاذ کے سامنے بیٹھے، سبق سنا اور مشکل الفاظ کاپی میں لکھے پھر شام کو گھر لوٹ آئے۔
⓹ ڈاکٹرنی اور نرس تیز رفتار گاڑی میں بیٹھیں اور ہسپتال پہنچیں۔

۳ تیسرے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ

نئے الفاظ: مَقْعَدَيْهِمَا: اپنی سیٹوں۔ بِالسَّلَامِ عَلَيْهِ: ان کو سلام کرکے۔ اَلْحُضُوْرُ: حاضری۔ اَلطَّبْشُوْرُ: چاک۔ كُلَّهٗ: مکمل، سارے۔ مَكَانِهٖ: اپنی جگہ۔

(۱)

ذَهَبَ، ذَهَبَا، ذَهَبُوْا ذَهَبَتْ، ذَهَبَتَا، ذَهَبْنَ

ذَهَبُوْا	وہ سب گئے	ذَهَبْنَ	وہ سب گئیں
حَفِظُوْا	ان سب (مردوں) نے یاد کیا	حَفِظْنَ	ان سب (عورتوں) نے یاد کیا
أَخَذُوْا	ان سب (مردوں) نے لیا	أَخَذْنَ	ان سب (عورتوں) نے لیا
شَرَحُوْا	ان سب (مردوں) نے وضاحت کی	شَرَحْنَ	ان سب (عورتوں) نے وضاحت کی
فَهِمُوْا	ان سب (مردوں) نے سمجھا	فَهِمْنَ	ان سب (عورتوں) نے سمجھا
نَهَضُوْا	وہ سب اٹھے	نَهَضْنَ	وہ سب اٹھیں

(۲)

دَخَلَ رَاشِدٌ الْفَصْلَ، وَدَخَلَ مَعَهُ أُخْتُهُ الصَّغِيْرَةُ، فَجَلَسَا عَلٰی مَقْعَدَيْهِمَا، وَدَخَلَ التَّلَامِيْذُ الصِّغَارُ، وَدَخَلَتِ التِّلْمِيْذَاتُ الصَّغِيْرَاتُ، ثُمَّ قَدِمَ الْأُسْتَاذُ الْعَطُوْفُ.فَالتَّلَامِيْذُ فَرِحُوْا وَ التِّلْمِيْذَاتُ فَرِحْنَ بِالسَّلَامِ عَلَيْهِ، ثُمَّ كَتَبَ الْأُسْتَاذُ الْحُضُوْرَ، ثُمَّ التَّلَامِيْذُ قَرَأُوْا الْكِتَابَ، وَالتِّلْمِيْذَاتُ قَرَأْنَ الْكِتَابَ، ثُمَّ أَخَذَ الْأُسْتَاذُ الطَّبْشُوْرَ، فَكَتَبَ الْأَلْفَاظَ الصَّعْبَةَ فِي الدَّفَاتِرِ، وَ التِّلْمِيْذَاتُ الدَّرْسَ الْجَدِيْدَ كُلَّهُ، فَالتَّلَامِيْذُ فَهِمُوْا الدَّرْسَ كُلَّهُ وَحَفِظُوْهُ وَالتِّلْمِيْذَاتُ فَهِمْنَ الدَّرْسَ كُلَّهُ وَحَفِظْنَ۔

بَعْدَ عُطْلَةِ الْمَدْرَسَةِ خَرَجَ التَّلَامِيْذُ مِنَ الْفَصْلِ وَ خَرَجَتِ التِّلْمِيْذَاتُ مِنَ الْفَصْلِ، فَرَكِبُوْا حَافِلَةَ الْمَدْرَسَةِ،وَرَكِبْنَ حَافِلَةَ الْمَدْرَسَةِ، فَوَصَلُوْا إِلَى الْبَيْتِ، وَوَصَلْنَ إِلَى الْبَيْتِ۔

نوٹ: بچوں کو سمجھائیں کہ اگر آپ کو کہنا ہو کہ ’’طلبہ خوش ہوئے‘‘ تو عربی میں کہیں گے ’’اَلتَّلَامِيْذُ فَرِحُوْا‘‘ اور اگر کہنا ہو کہ ’’طالبات خوش ہوئیں‘‘ تو اس طرح کہیں گے ’’اَلتِّلْمِيْذَاتُ فَرِحْنَ‘‘۔ ذَهَبَ کے اخیر والے حرف کو پیش دے کر ’’وْا‘‘ بڑھانے سے وہ جمع مذکر بن جاتا ہے جیسے ذَهَبُوْا وہ سب گئے اور ذَهَبَ کے آخری حرف کو ساکن کر کے ’’نَ‘‘ بڑھانے سے جمع مؤنث بن جاتا ہے جیسے ذَهَبْنَ وہ سب گئیں۔

طلبہ کو یہ بھی سمجھائیں کہ اَلتِّلْمِيْذَانِ فَرِحَا اور اَلتَّلَامِيْذُ فَرِحُوْا جیسی مثالوں میں اگر فعل کو پہلے لائیں گے تو وہ ہمیشہ واحد مذکر ہی استعمال ہوگا جیسے فَرِحَ التِّلْمِيْذَانِ، فَرِحَ التَّلَامِيْذُ اور اَلتِّلْمِيْذَاتُ فَرِحْنَ جیسی مثالوں میں اگر فعل کو پہلے لائیں گے تو وہ ہمیشہ واحد مؤنث ہی استعمال ہوگا جیسے: فَرِحَتِ التِّلْمِيْذَتَانِ، فَرِحَتِ التِّلْمِيْذَاتُ۔

عربی

تمرین ①

عربی میں جواب دیں

① من فرحوا بالسلام على الأستاذ؟
② هل الطالبات أيضا فرحن بالسلام على الأستاذ؟
③ أيَّ شيءٍ كتب الأستاذ على السبورة؟
④ هل التلميذات فهمن الدرس كله و حفظن؟
⑤ متى خرج التلاميذ والتلميذات من الفصل؟

تمرین ②

خالی جگہوں کو بریکٹ میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کریں

التلاميذ النشيطون.............الدرس	(فهم، فهموا)
............الموظفون إلى بيوتهم	(ذهبوا، ذهب)
البنات الصالحات............حافلة المدرسة	(ركبن، ركبت)
............الصديقات مع فاطمة	(جلست، جلسن)
السائقون...........من المحطة	(خرجوا، خرجن)
المعلمات...........من الجامعة	(رجعن، رجعوا)
هنّ...........الألفاظ الصعبة	(كتبوا، كتبن)
هم...........بالسلام على الأستاذ	(فرحن، فرحوا)

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) سعاد، نبیلہ اور بشریٰ نے نیا سبق پڑھا اور اسے یاد کرلیا۔
(۲) اساتذہ طلبہ کے ساتھ پارک میں بیٹھے اور انھوں نے ایک ساتھ کھانا کھایا، پھر طلبہ خوب کھیلے اور اپنے اساتذہ کے ساتھ گھر لوٹ آئے۔
(۳) محلے کے لڑکے میوہ فروش کی دکان میں گئے اور میوہ فروش سے سیب، کیلے، انگور اور سنترے مانگے اور قیمت ادا کی اور سب نے مل کر کھایا اور اپنے محلّہ کی طرف لوٹ آئے۔
(۴) گاؤں کی لڑکیاں بس کے ذریعے شہر پہنچیں اور ایک دکان پر گئیں اور دکان دار سے کپڑے مانگے اور قیمت ادا کی پھر ٹرین کے ذریعے اپنے گھر واپس ہوئیں۔
(۵) محنتی طالبات نے سبق پڑھا اور سمجھا اور اسے یاد کرلیا اور معلّمہ ان سے خوش ہوئی۔

۴ چوتھے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ

نئے الفاظ: مُبَكِّرًا: صبح سویرے، جلدی۔ اَلْإِنَاءُ: برتن۔ أَبَوَيْكِ: اپنے والدین۔ دُكَّانُ الْبَقَّالِ: سبزی فروش کی دکان۔ اَلسُّكَّرُ: شکر۔ اَلْعَدَسُ: دال۔ اَلْأَرُزُّ: چاول۔ اَلدَّقِيْقُ: آٹا۔ مَسَاءً: شام کے وقت۔ ظِلٌّ: سایہ۔ تَمْرِيْنَاتٌ: مشقیں، واحد تَمْرِيْنٌ۔ عُطْلَةُ الصَّيْفِ: گرمی کی چھٹی۔ اَلتَّذَاكِرُ: ٹکٹیں، واحد تَذْكِرَةٌ۔ مَدِيْنَةُ بَنْكَلُوْر: بنگلور شہر۔ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ: ایک دن اور ایک رات۔ أُسْبُوْعًا: ایک ہفتہ۔ اَلْعِمَارَاتُ الْمُرْتَفِعَةُ: اونچی اونچی عمارتیں۔ قَالَ: اس (مرد) نے کہا۔ قَالَتْ: اس (عورت) نے کہا۔

(۱)

ذَهَبْتَ ذَهَبْتِ ذَهَبْتُ ذَهَبْنَا

ذَهَبْتَ	تو گیا	ذَهَبْتِ	تو گئی
ذَهَبْتُ	میں گیا، میں گئی	ذَهَبْنَا	ہم دو گئے، ہم سب گئے
نَهَضْتَ	تو اٹھا	نَهَضْتِ	تو اٹھی
نَهَضْتُ	میں اٹھا، میں اٹھی	نَهَضْنَا	ہم دو اٹھے، ہم سب اٹھے
جَلَسْتَ	تو بیٹھا	جَلَسْتِ	تو بیٹھی
جَلَسْتُ	میں بیٹھا، میں بیٹھی	جَلَسْنَا	ہم دو بیٹھے، ہم سب بیٹھے
فَرَغْتَ	تو فارغ ہوا	فَرَغْتِ	تو فارغ ہوئی
تَرَكْتُ	میں نے چھوڑا	فَتَحْتُ	میں نے کھولا
مَكَثْتُ	میں ٹھہرا، میں ٹھہری	مَكَثْنَا	ہم دو ٹھہرے، ہم سب ٹھہرے

(۲)

يَا حَامِدُ! أَنْتَ نَهَضْتَ فِي الصَّبَاحِ مُبَكِّراً. وَفَرَغْتَ مِنَ الصَّلَاةِ. وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ الْكَرِيمَ ثُمَّ ذَهَبْتَ إِلَى السُّوقِ، وَفَتَحْتَ الدُّكَّانَ . وَجَلَسْتَ فِي الدُّكَّانِ إِلَى الْعِشَاءِ وَرَجَعْتَ إِلَى الْبَيْتِ لَيْلاً ـ وَأَنْتِ يَا سُعَادُ: نَهَضْتِ فِي الصَّبَاحِ مُبَكِّراً. وَفَرَغْتِ مِنَ الصَّلَاةِ، وَ قَرَأْتِ الْقُرْآنَ الْكَرِيمَ. وَدَخَلْتِ الْمَطْبَخَ وَغَسَلْتِ الْإِنَاءَ وَطَبَخْتِ الطَّعَامَ ثُمَّ أَكَلْتِ الْفُطُورَ مَعَ أَبَوَيْكِ وَ شَرِبْتِ الْحَلِيبَ ثُمَّ

دَخَلْتِ دُكَّانَ الْبَقَّالِ وَأَخَذْتِ مِنْهُ السُّكَّرَ وَالْعَدَسَ وَالْأَرُزَّ وَالدَّقِيْقَ وَدَفَعْتِ الثَّمَنَ۔

قَالَ خَالِدٌ: رَكِبْتُ الدَّرَّاجَةَ وَذَهَبْتُ إِلَى الْجُنَيْنَةِ مَسَاءً، وَتَرَكْتُ الدَّرَّاجَةَ عِنْدَ الشَّجَرَةِ وَجَلَسْتُ فِي ظِلِّ الشَّجَرَةِ وَفَرِحْتُ بِالْمَنَاظِرِ الْجَمِيْلَةِ۔ وَقَالَتْ سَلْمٰى: دَخَلْتُ الْفَصْلَ وَفَتَحْتُ الْكِتَابَ وَقَرَأْتُ الدَّرْسَ وَكَتَبْتُ التَّمْرِيْنَاتِ وَسَمِعْتُ كَلَامَ الْمُعَلِّمَةِ۔

فِيْ عُطْلَةِ الصَّيْفِ ذَهَبْنَا إِلَى الْمَحَطَّةِ وَأَخَذْنَا التَّذَاكِرَ وَ رَكِبْنَا الْقِطَارَ وَوَصَلْنَا إِلٰى مَدِيْنَةِ بَنْگُلُوْر بَعْدَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَكَثْنَا فِيْ هٰذِهِ الْمَدِيْنَةِ الْجَمِيْلَةِ أُسْبُوعًا وَنَظَرْنَا إِلَى الْحَدَائِقِ الْجَمِيْلَةِ وَالْعِمَارَاتِ الْمُرْتَفِعَةِ وَالشَّوَارِعِ النَّظِيْفَةِ وَفَرِحْنَا جِدًّا۔

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ ایک مذکر حاضر کے بارے میں کہنا ہو کہ ''تو گیا'' تو عربی میں اس طرح کہیں گے ''ذَهَبْتَ'' اور اگر ایک مونث حاضر کے بارے میں کہنا ہو کہ ''تو گئی'' تو اس طرح کہیں گے ''ذَهَبْتِ'' اور اگر بات کرنے والا ایک ہو اور اسے کہنا ہو کہ ''میں گیا'' تو وہ اس طرح کہے گا ''ذَهَبْتُ'' اور اگر بات کرنے والے دو یا دو سے زیادہ ہوں اور انہیں کہنا ہو کہ ''ہم دو گئے، ہم سب گئے'' تو اس طرح کہیں گے ''ذَهَبْنَا''۔

طلبہ کو یہ بھی سمجھائیں کہ ''ذَهَبْتُ'' مذکر اور مونث دونوں کے لیے آتا ہے جیسے ''ذَهَبْتُ'' میں گیا، میں گئی۔ اور اسی طرح ''ذَهَبْنَا'' بھی مذکر اور مونث دونوں کے لیے آتا ہے جیسے ''ذَهَبْنَا'' ہم دو گئے، ہم دو گئیں، ہم سب گئے، ہم سب گئیں۔

ذَهَبَ کے آخری حرف کو ساکن کر کے ''تَ'' بڑھانے سے واحد مذکر حاضر اور ''تِ'' بڑھانے سے واحد مونث حاضر اور ''تُ'' بڑھانے سے واحد متکلم (ایک بات کرنے والا) اور ''نَا'' بڑھانے سے جمع متکلم بن جاتا ہے۔ اسی طرح سبق کی دوسری مثالوں سے بھی سمجھائیں۔

عربی

تمرین ①

عربی میں جواب دیں

① هل ركبتَ الدراجة وذهبتَ إلى الجنينة مساءً؟
② من جلس في ظل الشجرة؟
③ هل كتبتِ التمرينات وسمعتِ كلام المعلمة؟
④ من ذهب في عطلة الصيف؟ وأَيَّ شيئٍ أخذ؟
⑤ إلى أين وصل؟ متى وصل إلى مدينة بنكلور؟

تمرین ②

خالی جگہوں کو بریکٹ میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کریں

يا حليمة!............الشباك	(فتحتَ، فتحتِ)
قال الطلاب............الماء البارد	(شربتُ، شربنا)
يا حامد!............اليد والوجه	(غسلتَ، غسلتِ)
قال راشد!............إلى المستشفى	(ذهبتِ، ذهبتُ)
قال حامد و ماجد............على السرير	(جلستُ، جلسنا)
قالت سلمى وسعاد............إلى المناظر الجميلة	(نظرنا، نظرتُ)
قالت البنت............الطعام	(طبخنا، طبختُ)
قالت المعلمات............القطار	(ركِبتُ، ركبنا)

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں

① میں صبح جلدی اٹھا، فجر کی نماز سے فارغ ہوا، اور قرآن کی تلاوت کی پھر بس کے ذریعے مدرسہ پہنچا اور سبق پڑھا اور سنا پھر گھر لوٹ آیا اور سبق یاد کیا۔

② تو گرمی کی چھٹی میں ممبئی شہر گیا، اس خوبصورت شہر میں ایک ہفتے تک ٹھہرا اور لمبی لمبی عمارتیں دیکھی اور بہت خوش ہوا۔

③ میں مطبخ میں داخل ہوئی اور برتن دھوئے اور کھانا پکایا، پھر دوپہر کا کھانا کھایا پھر میوہ فروش کی دکان میں گئی اور سیب، کیلے، انار اور انگور لیے اور قیمت ادا کی۔

④ ہم صبح جلدی اٹھے، نماز سے فارغ ہوئے، قرآن کی تلاوت کی، پھر بازار گئے اور دکان کھولی اور دکان میں عشا تک بیٹھے اور رات کو گھر لوٹ آئے۔

⑤ تو اسٹشنری کی دکان پر آئی اور دکان دار سے سفید کاغذ، پنسل تراش اور فونٹن پن مانگا اور قیمت ادا کی پھر ٹیکسی کے ذریعے گھر پہنچی، ہاتھ منہ دھویا اور اپنا سبق لکھا اور یاد کیا۔

۵ پانچویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اَلدَّرْسُ السَّادِسُ

نئے الفاظ: مَدِيْنَةُ آكْرَهْ : آگرہ شہر۔ لِزِيَارَةِ التَّاجْ مَحَلْ : تاج محل دیکھنے کے لیے۔ فِيْ يَوْمٍ : ایک دن میں۔ بِرُؤْيَةِ التَّاجْ مَحَلْ : تاج محل دیکھ کر۔ اَلْقَلْعَةُ الْحَمْرَاءُ : لال قلعہ۔ اَلرَّائِعَةُ : شان دار، خوبصورت۔ بَعْدَ يَوْمَيْنِ : دو دن بعد۔ دُكَّانُ الْخُضَرِيِّ : سبزی فروش کی دکان۔ كِيْلُوْ: ایک کیلو۔ اَلْبَطَاطِسُ: آلو۔ نِصْفُ كِيْلُوْ: آدھا کیلو۔ اَلطَّمَاطِمُ: ٹماٹر۔ اَلْجَزَرُ : گاجر۔ اَلسَّلَّةُ :ٹوکری۔ اَلْخُضَرُ : سبزیاں، واحد خُضْرَةٌ. اَلطَّازِجَةُ : تازہ۔ اَلْأُسْرَةُ : خاندان، فیملی، جمع أُسَرٌ. كَالْكُوْتَا : کلکتہ (شہر)۔

عربی

(۱)

ذَهَبْتُمَا ذَهَبْتُمَا ذَهَبْتُمْ ذَهَبْتُنَّ

ذَهَبْتُمَا	تم دونوں گئے	ذَهَبْتُمَا	تم دونوں گئیں
ذَهَبْتُمْ	تم سب گئے	ذَهَبْتُنَّ	تم سب گئیں
دَخَلْتُمَا	تم دونوں داخل ہوئے	دَخَلْتُمَا	تم دونوں داخل ہوئیں
دَخَلْتُمْ	تم سب داخل ہوئے	دَخَلْتُنَّ	تم سب داخل ہوئیں
قَصَدْتُمَا	تم دونوں نے ارادہ کیا	قَصَدْتُنَّ	تم سب (عورتوں) نے ارادہ کیا
وَضَعْتُمَا	تم دونوں (مردوں) نے رکھا	وَضَعْتُمَا	تم دونوں (عورتوں) نے رکھا
جَلَسْتُمْ	تم سب بیٹھے	سَمِعْتُنَّ	تم سب (عورتوں) نے سنا

(۲)

يَاسَعِيْدُ وَخَالِدُ! أَنْتُمَا قَصَدْتُمَا مَدِيْنَةَ "آكْرَه" لِزِيَارَةِ "التَّاجْ مَحَلْ" بَعْدَ عُطْلَةِ الْمَدْرَسَةِ. فَذَهَبْتُمَا صَبَاحًا إِلَى الْمَحَطَّةِ وَرَكِبْتُمَا الْقِطَارَ وَصَلْتُمَا إِلَى التَّاجْ مَحَلْ فِي يَوْمٍ وَفَرِحْتُمَا بِرُؤْيَةِ التَّاجْ مَحَلْ ثُمَّ دَخَلْتُمَا الْقَلْعَةَ الْحَمْرَاءَ أَيْضًا وَنَظَرْتُمَا إِلَى الْمَنَاظِرِ الْجَمِيْلَةِ وَالْحَدَائِقِ الرَّائِعَةِ. ثُمَّ رَجَعْتُمَا بَعْدَ يَوْمَيْنِ بِالْقِطَارِ إِلَى الْبَيْتِ۔

يَا سُعَادُ وَسَلْمٰى! أَنْتُمَا ذَهَبْتُمَا إِلَى دُكَّانِ الْخُضَرِيِّ وَأَخَذْتُمَا كِيْلُوْ مِنَ الْبَطَاطِسِ وَنِصْفَ كِيْلُوْ مِنَ الطَّمَاطِمِ وَالْجَزَرِ وَوَضَعْتُمَا فِي السَّلَّةِ. وَدَفَعْتُمَا الثَّمَنَ إِلَى الْخُضَرِيِّ ثُمَّ رَجَعْتُمَا إِلَى الْبَيْتِ. وَفَرِحَتْ أُمُّكُمَا بِالْخُضَرِ الطَّازِجَةِ وَطَبَخَتْ فَأَكَلَتِ الْأُسْرَةُ۔

قَالَ الْأُسْتَاذُ لِلتَّلَامِيْذِ: أَيُّهَا التَّلَامِيْذُ! أَنْتُمْ دَخَلْتُمْ فِي الْفَصْلِ بِأَدَبٍ، وَجَلَسْتُمْ فِي مَكَانِكُمْ وَسَمِعْتُمُ الدَّرْسَ وَفَهِمْتُمْ ثُمَّ قَرَأْتُمْ وَحَفِظْتُمْ. أَنْتُمْ تَلَامِيْذُ مُجْتَهِدُوْنَ وَأَنْتُمْ أَوْلَادٌ سُعَدَاءُ۔ وَقَالَتِ الْمُعَلِّمَةُ لِلتِّلْمِيْذَاتِ: أَيَّتُهَا التِّلْمِيْذَاتُ! أَنْتُنَّ دَخَلْتُنَّ فِي الْفَصْلِ بِأَدَبٍ، وَجَلَسْتُنَّ فِي مَكَانِكُنَّ وَسَمِعْتُنَّ الدَّرْسَ وَفَهِمْتُنَّ ثُمَّ قَرَأْتُنَّ وَحَفِظْتُنَّ۔ أَنْتُنَّ تِلْمِيْذَاتٌ مُجْتَهِدَاتٌ، وَأَنْتُنَّ بَنَاتٌ سَعِيْدَاتٌ۔

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ دو مذکر حاضر کے بارے میں کہنا ہو کہ ''تم دونوں گئے'' تو عربی میں اس طرح کہیں گے ''ذَهَبْتُمَا'' اسی طرح دو مؤنث حاضر کے بارے میں کہنا ہو کہ ''تم دونوں گئیں'' تو اس طرح کہیں گے ''ذَهَبْتُمَا''۔ ذَهَبْتُمَا کا استعمال مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے ہوتا ہے اور اگر دو سے زیادہ مذکر حاضر کے بارے میں کہنا ہو کہ تم سب گئے تو عربی میں اس طرح کہیں گے ''ذَهَبْتُمْ'' اور دو سے زیادہ مؤنث حاضر کے بارے میں کہنا ہو کہ ''تم سب گئیں'' تو اس طرح کہیں گے ''ذَهَبْتُنَّ''۔

ذَهَبَ کے آخری حرف کو ساکن کر کے ''تُمَا'' بڑھانے سے تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر بن جاتا ہے اور ''تُمْ'' بڑھانے سے جمع مذکر حاضر اور ''تُنَّ'' بڑھانے سے جمع مؤنث حاضر بن جاتا ہے۔ اس طرح سبق کی دوسری مثالوں سے سمجھائیں۔

تمرین (۱)

خالی جگہوں کو بریکٹ میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کریں

يا حميد و ماجد! أنتما..... مدينة دهلي	(قصدتَ، قصدتما)
يا عائشة وفاطمة! أنتما..... برؤية التاج محل	(فرحتما، فرِحتِ)
يا زينب ورقية!..... كيلو من الطماطم	(أخذتِ، أخذتُما)

أيها الأولاد! أنتم..... الدرس الجديد	(سمعتُم، سمعتن)
أيتها البنات! أنتن..... الطعام	(طبختن، طبختم)

تمرین (۲)

اردو میں ترجمہ کریں

① ياخالد و رشيد! أنتما ذهبتما إلى المحطة في عطلة الصيف وأخذتما التذكرة وركبتما القطار ووصلتما إلى مدينة كالكوتا ومكثتما في هذه المدينة يومين وفرحتما جدا۔

② يا سعادُ وسلمٰى وفاطمةُ! أنتن ذَهبتن إلى الحديقة صباحا، ولعبتن جِدًّا، ثُمَّ أكلتُن وشربتن جميعا، أنتن صديقات محبوبات۔

③ يا ماجد وراشد! أنتما قدمتما محلَّ القرطاسيّة، وطلبتما من البائع أوراقا بيضاء وممحاة وبراية وقلم حبر ودفعتما الثمن وركبتما الحافلة، ورجعتما إلى المنزل۔

④ أيها الأولاد! أنتم ذهبتم في الصباح إلى الميدان، ولعبتم بالكرة، ورجعتم إلى البيت، وغسلتم اليد والوجه، وأكلتم الغداء، وشربتم الماء وشكرتم الله۔

⑤ يا زينب وسمية! أنتما أكلتما الفطور، وشربتما الحليب ثم خرجتما إلى شارع المدينة وركبتما سيارة الأجرة، ووصلتما إلى بيت معلّمتكما، وسمعتما منها درسا جديدا ثم رجعتما إلى البيت في المساء وشكرتما ربكما۔

نحو

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں

① تم دونوں صبح جلدی اٹھے، نماز سے فارغ ہوئے، قرآن کی تلاوت کی پھر بازار گئے اور سبزی فروش کی دکان میں پہنچے اور اس سے ایک کلو شکر اور دال اور آدھا کلو چاول لے کر اسے قیمت ادا کر دی۔
② اے سلمٰی اور نبیلہ! تم دونوں درس گاہ میں باادب داخل ہوئیں اور اپنی جگہ بیٹھیں، تم نے سبق سنا اور سمجھا پھر تم نے پڑھ کر یاد کر لیا۔ تم دونوں محنتی طالبہ ہو۔
③ تم سب نے مدرسے کی چھٹی کے بعد تاج محل دیکھنے کے لیے شہر آگرہ کا قصد کیا چنانچہ ٹرین میں سوار ہو کر ایک دن بعد تاج محل پہنچے اور تاج محل کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔
④ تم سب نے ناشتہ کیا اور دودھ پیا پھر شہر کی طرف نکلیں اور ٹیکسی میں سوار ہوئیں، سبزی فروش کی دکان پہنچیں اور ایک کیلو ٹماٹر، آدھا کلو آلو، دال، چاول اور شکر لی پھر گھر لوٹ آئیں۔
⑤ اے بچو! تم سب نے سبق پڑھا اور لکھا اور یاد کر لیا، تم سب محنتی بچے ہو۔

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ اب تک تم نے چودہ صیغے (الفاظ) پڑھے: ذَهَبَ، ذَهَبَا، ذَهَبُوْا، ذَهَبَتْ، ذَهَبَتَا، ذَهَبْنَ، ذَهَبْتَ، ذَهَبْتُمَا، ذَهَبْتُمْ، ذَهَبْتِ، ذَهَبْتُمَا، ذَهَبْتُنَّ، ذَهَبْتُ، ذَهَبْنَا۔ یہ سارے صیغے فعلِ ماضی کے ہیں۔ فعل ماضی ہر ایسے فعل کو کہتے ہیں جس میں گذرے ہوئے زمانے میں کسی کام کے کرنے یا ہونے کو بتایا جائے۔ کون سا فعل کس کے لیے استعمال ہوتا ہے یہ طلبہ جان چکے ہیں پھر بھی مزید مشق کے لیے نقشہ دیا جاتا ہے اسے ازبر کرائیں اور دوسرے افعال کو لے کر اس طرح مشق کرائیں۔

عربی

ذَهَبَ	واحد مذکر غائب	ذَهَبْتَ	واحد مذکر حاضر	ذَهَبْتُ	واحد مذکر و مؤنث متکلم
ذَهَبَا	تثنیہ مذکر غائب	ذَهَبْتُمَا	تثنیہ مذکر حاضر		
ذَهَبُوْا	جمع مذکر غائب	ذَهَبْتُمْ	جمع مذکر حاضر		
ذَهَبَتْ	واحد مؤنث غائب	ذَهَبْتِ	واحد مؤنث حاضر	ذَهَبْنَا	تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم
ذَهَبَتَا	تثنیہ مؤنث غائب	ذَهَبْتُمَا	تثنیہ مؤنث حاضر		
ذَهَبْنَ	جمع مؤنث غائب	ذَهَبْتُنَّ	جمع مؤنث حاضر		

٦ چھٹے مہینے میں ٢٠ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اَلدَّرْسُ السَّابِعُ

نئے الفاظ: یَبْدَأُ: وہ شروع کرتا ہے یا شروع کرے گا۔ لِأَدَاءِ الصَّلٰوةِ: نماز کی ادائیگی کے لیے۔ كُرَةُ الْقَدَمِ: فٹ بال۔ اَلْوَاجِبَاتُ الْمَنْزِلِيَّةُ: ہوم ورک۔

(۱)

جَلَسَ	جَلَسَتْ	جَلَسْتَ	جَلَسْتُ	جَلَسْنَا
يَجْلِسُ	تَجْلِسُ	تَجْلِسُ	أَجْلِسُ	نَجْلِسُ
وہ بیٹھتا ہے یا بیٹھے گا	وہ بیٹھتی ہے یا بیٹھے گی	تو بیٹھتا ہے یا بیٹھے گا	میں بیٹھتا ہوں یا بیٹھوں گا	ہم بیٹھتے ہیں یا بیٹھیں گے

نوٹ: طلبہ کو بتا دیں کہ أَجْلِسُ مذکر و مؤنث دونوں کے آتا ہے أَجْلِسُ کا مذکر ترجمہ اوپر لکھا گیا ہے اور مؤنث ترجمہ یہ ہوگا: میں بیٹھتی ہوں یا بیٹھوں گی، اسی طرح نَجْلِسُ مذکر و مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے۔

طلبہ کو یہ بھی بتائیں کہ يَجْلِسُ واحد مذکر غائب کے لیے آتا ہے اور تَجْلِسُ واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر دونوں کے لیے آتا ہے اور أَجْلِسُ واحد مذکر و مؤنث متکلم کے لیے اور نَجْلِسُ تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح نیچے دیے گئے صیغوں سے گردان بنا کر سمجھائیں اور مشق کرائیں۔

بَدَأَ	يَبْدَأُ	لَعِبَ	يَلْعَبُ	أَكَلَ	يَأْكُلُ
فَرِحَ	يَفْرَحُ	شَرِبَ	يَشْرَبُ	شَكَرَ	يَشْكُرُ
ذَهَبَ	يَذْهَبُ	حَفِظَ	يَحْفَظُ	فَتَحَ	يَفْتَحُ
عَبَدَ	يَعْبُدُ	جَلَسَ	يَجْلِسُ	رَكِبَ	يَرْكَبُ
رَجَعَ	يَرْجِعُ	دَخَلَ	يَدْخُلُ	سَمِعَ	يَسْمَعُ
قَرَأَ	يَقْرَأُ	كَتَبَ	يَكْتُبُ	قَدِمَ	يَقْدَمُ

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ اب یہاں سے فعلِ مضارع ذکر کیا جا رہا ہے کہ فعل مضارع اس فعل کو کہتے ہیں جس میں موجودہ یا آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا ہونے کو بتایا جائے جیسے: یَجْلِسُ وہ بیٹھتا ہے یا اس کا ترجمہ کریں گے وہ بیٹھے گا۔

طلبہ کو یہ بھی سمجھائیں کہ ماضی کے واحد مذکر غائب کے آخری حرف پر ہمیشہ زبر آتا ہے اور اوپر دیے گئے مضارع کے پانچ افعال (یَجْلِسُ، تَجْلِسُ، تَجْلِسُ، أَجْلِسُ، نَجْلِسُ) کے آخری حرف پر ہمیشہ پیش آتا ہے اور ماضی و مضارع کے درمیان والے حرف پر کبھی زبر، کبھی زیر اور کبھی پیش آتا ہے۔

(۲)

يَبْدَأُ خَالِدٌ الصَّبَاحَ بِالصَّلٰوةِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ. ثُمَّ يَأْكُلُ الْفُطُوْرَ وَيَشْرَبُ الشَّايَ. ثُمَّ يَذْهَبُ إِلَى السُّوْقِ وَيَفْتَحُ الدُّكَّانَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَيَجْلِسُ فِيْهِ إِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ. ثُمَّ يَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَدَاءِ الصَّلَاةِ فَيَرْجِعُ إِلَى الْبَيْتِ ثُمَّ يَأْكُلُ الْغَدَاءَ۔

وَتَبْدَأُ أَسْلَمٰى الصَّبَاحَ بِالصَّلٰوةِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ ثُمَّ تَأْكُلُ الْفُطُوْرَ وَتَشْرَبُ الْحَلِيْبَ ثُمَّ تَذْهَبُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ وَتَدْخُلُ الْفَصْلَ وَتَسْمَعُ الدَّرْسَ

عربی

وَتَقْرَأُ وَتَكْتُبُ ثُمَّ تَرْجِعُ إِلَى بَيْتِهَا۔

أَنْتَ تَذْهَبُ يَوْمَ الْعُطْلَةِ إِلَى الْمَيْدَانِ وَتَلْعَبُ مَعَ أَصْدِقَائِكَ بِكُرَةِ الْقَدَمِ وَتَفْرَحُ جِدًّا ثُمَّ تَذْهَبُ إِلَى الْحَدِيْقَةِ وَتَجْلِسُ تَحْتَ ظِلِّ الشَّجَرَةِ وَتَشْكُرُ رَبَّكَ۔

أَنَا أَقْرَأُ الدَّرْسَ كُلَّ يَوْمٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَأَحْفَظُهُ وَأَكْتُبُ الْوَاجِبَاتِ الْمَنْزِلِيَّةَ. ثُمَّ آكُلُ الْعَشَاءَ. ثُمَّ أَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَدَاءِ الصَّلَاةِ. فَأَعْبُدُ اللهَ ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى الْبَيْتِ۔

أَنَا مُمَرِّضَةٌ. أَنَا أَذْهَبُ إِلَى الْمُسْتَشْفٰى صَبَاحًا وَأَرْجِعُ إِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ الظُّهْرِ ثُمَّ آكُلُ الْغَدَاءَ۔

نَحْنُ نَرْكَبُ حَافِلَةَ الْمَدْرَسَةِ. وَنَذْهَبُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ. وَنَدْخُلُ الْفَصْلَ وَنَقْرَأُ وَنَكْتُبُ. وَبَعْدَ الْعُطْلَةِ نَلْعَبُ جَمِيْعًا۔

تمرین ①

عربی میں جواب دیں

① کیف یبدأ خالد الصباح؟

② ماذا تشرب سلمٰی؟

③ هل أنت تجلس تحت ظلِّ الشجرة؟

④ من یکتب الواجبات المنزلیة؟

⑤ هل نرکب حافلة المدرسة؟

تمرین (۲)

خالی جگہوں کو بریکٹ میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کریں

عائشة.............. إلى الحديقة	(تذهب، يذهب)
أنا.............. على الكرسي	(أجلس، نجلس)
خالد.............. رسالة	(أكتب، يكتب)
الطبيبة.............. من المستشفى	(تخرج، يخرج)
هو.............. الدراجة	(يركب، تركب)
نحن.............. الله	(أشكر، نشكر)
هي.............. الطعام	(يطبخ، تطبخ)

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں

① میں روزانہ صبح مدرسہ جاتا ہوں، درس گاہ میں داخل ہوتا ہوں، چٹائی پر بیٹھتا ہوں اور سبق سنتا ہوں۔
② رشیدہ ٹیکسی میں سوار ہوتی ہے اور اسٹیشن جاتی ہے اور تیز رفتار ٹرین میں بیٹھتی ہے اور کھڑکی سے خوبصورت مناظر دیکھتی ہے اور خوش ہوتی ہے۔
③ ہم شام کو باغ میں جاتے ہیں اور اس میں بیٹھتے ہیں اور ایک ساتھ کھیلتے ہیں اور کھاتے اور پیتے ہیں پھر گھر لوٹ آتے ہیں۔
④ حامد اپنے گھر جائے گا اور دوپہر اور رات کا کھانا اپنے والد کے ساتھ کھائے گا۔

عربی

⑤ تو محنتی طالب علم ہے، درس گاہ میں باادب بیٹھتا ہے اور اپنا سبق یاد کرلیتا ہے۔

۷ ساتویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اَلدَّرْسُ الثَّامِنُ

نئے الفاظ : يَغْرِسَانِ : وہ دونوں اگاتے ہیں۔ اَلْأَنْبَجُ : آم۔ اَلنَّخْلُ : کھجور۔ اَلتُّفَّاحُ : سیب۔ يَحْرُسَانِ : وہ دونوں حفاظت کرتے ہیں، نگرانی کرتے ہیں۔ اَلْوُحُوْشُ: جنگلی جانور۔ اَلطُّيُوْرُ: پرندے، واحد طَيْرٌ۔ شُجَيْرَاتٌ: پودے، واحد شُجَيْرَةٌ۔ تَدْرُسَانِ: وہ دونوں پڑھتی ہیں۔ بِشَوْقٍ كَبِيْرٍ : بڑے شوق سے۔ لَيْلاً : رات کے وقت۔ عِنَبٌ : انگور۔ مَوْزٌ : کیلا۔ بِفَرَحٍ وَّسُرُوْرٍ : خوشی خوشی۔ تَخْلَعَانِ : تم دونوں اتارتی ہو۔ مَلَابِسُ : کپڑے، واحد مَلْبَسٌ۔ تَلْبَسَانِ : تم دونوں پہنتی ہو۔ اُخْرٰى : دوسرے۔

①

جَلَسَا	جَلَسَتَا	جَلَسْتُمَا	جَلَسْتُمَا
يَجْلِسَانِ	تَجْلِسَانِ	تَجْلِسَانِ	تَجْلِسَانِ
وہ دونوں بیٹھتے ہیں یا بیٹھیں گے	وہ دونوں بیٹھتی ہیں یا بیٹھیں گی	تم دونوں بیٹھتے ہو یا بیٹھو گے	تم دونوں بیٹھتی ہو یا بیٹھو گی

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ يَجْلِسَانِ تثنیہ مذکر غائب کے لیے آتا ہے اور تَجْلِسَانِ کا استعمال تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر تینوں کے لیے ہوتا ہے۔

غَرَسَ	يَغْرِسُ
دَفَعَ	يَدْفَعُ
دَرَسَ	يَدْرُسُ

طَلَبَ	يَطْلُبُ
نَظَرَ	يَنْظُرُ
خَلَعَ	يَخْلَعُ
لَبِسَ	يَلْبَسُ

حَرَسَ	يَحْرُسُ
خَرَجَ	يَخْرُجُ
فَتَحَ	يَفْتَحُ

(۲)

خَالِدٌ وَمَاجِدٌ أَخَوَانِ، وَلَهُمَا بُسْتَانٌ جَمِيلٌ، وَهُمَا يَغْرِسَانِ فِيهِ الْأَنْبَجَ وَالنَّخْلَ وَالتُّفَّاحَ، وَيَحْرُسَانِهِ مِنَ الْوُحُوشِ وَالطُّيُورِ، وَهُمَا يَنْظُرَانِ إِلٰى شُجَيْرَاتٍ جَمِيلَةٍ وَيَفْرَحَانِ بِهَا۔

هٰذِهٖ مَدْرَسَةٌ كَبِيْرَةٌ، سُعَادٌ وَسَلْمٰى تَدْرُسَانِ فِيهَا اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ، وَهُمَا تَذْهَبَانِ إِلَى الْمَدْرَسَةِ بِشَوْقٍ كَبِيْرٍ وَتَجْلِسَانِ أَمَامَ الْمُعَلِّمَةِ بِأَدَبٍ، وَتَسْمَعَانِ الدَّرْسَ وَتَكْتُبَانِ الْوَاجِبَاتِ الْمَنْزِلِيَّةَ فِي الْبَيْتِ لَيْلًا، هُمَا تِلْمِيْذَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ۔

يَا نَبِيْلُ وَقَاسِمُ! أَنْتُمَا تَذْهَبَانِ إِلٰى دُكَّانِ الْفَاكِهَانِيِّ، وَتَطْلُبَانِ مِنْهُ عِنَبًا وَمَوْزًا وَتُفَّاحًا، وَتَدْفَعَانِ الثَّمَنَ، ثُمَّ تَرْكَبَانِ الْحَافِلَةَ وَتَرْجِعَانِ إِلَى الْبَيْتِ۔

يَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ! أَنْتُمَا تَخْرُجَانِ مِنَ الْمَدْرَسَةِ مَسَاءً، وَتَدْخُلَانِ بَيْتَكُمَا بِفَرَحٍ وَسُرُوْرٍ وَتَخْلَعَانِ مَلَابِسَكُمَا، وَتَلْبَسَانِ مَلَابِسَ أُخْرٰى ثُمَّ تَأْكُلَانِ الْعَشَاءَ وَتَشْرَبَانِ الْحَلِيْبَ۔

تمرین (۱)

عربی میں جواب دیں

(۱) ماذا يغرسان في البستان؟
(۲) من تدرسان في المدرسة اللغة العربية؟
(۳) هل تجلسان أمام المعلمة بأدب؟
(۴) يا حامد و ماجد! هل أنتما تطلبان من الفاكهاني تفاحا؟
(۵) يا عائشة وحفصة! هل أنتما تخرجان من المدرسة مساءً؟

عربی

تمرین (۲)

خالی جگہوں کو بریکٹ میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کریں

سُمَیَّةُ ویُسرٰی.........إلی دهلی	(یذهبان، تذهبان)
سعد وسعید.........بالمناظر الجمیلة	(یفرحان، تفرحان)
یا رشیدة وزینبُ! هل.........الموز والتفاح	(تأكلان، یأكلان)
یا شاهد وزبیر! هل.........اللغة العربیة	(تدرسان، یدرسان)
سعاد ونبیلة.........الحلیب	(تشربان، یشربان)

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں

① راشدہ اور سمیہ مطبخ جاتی ہیں اور کھڑکیاں کھولتی ہیں اور برتن دھوتی ہیں اور کھانا پکاتی ہیں۔

② خالد اور ماجد صبح نکلیں گے اور اسٹیشنری کی دکان جائیں گے اور بہت سے کاغذ، ربر، پنسل تراش اور قلم لیں گے اور قیمت ادا کریں گے پھر بس میں سوار ہوں گے اور گھر لوٹ آئیں گے۔

③ حامد اور سعید اپنے والد سے قلم اور کاپی مانگتے ہیں اور اپنا سبق لکھتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن کی تلاوت سے خوش ہوتے ہیں اور عصر کے بعد ایک ساتھ کھیلتے ہیں پھر مغرب کی نماز کے لیے مسجد جاتے ہیں۔

④ اے زینب اور صفیہ! تم دونوں ناشتہ کرتی ہو اور دودھ پیتی ہو پھر شہر کی سڑک کی طرف نکلتی ہو اور ٹیکسی پر سوار ہوتی ہو اور اپنی معلّمہ کے پاس پڑھنے کے لیے جاتی ہو۔

⑤ اے سعید اور نبیل! تم دونوں سبزی فروش کی دکان جاؤ گے اور آلو، ٹماٹر، دال اور شکر لو گے اور سبزی فروش کو قیمت ادا کرو گے۔

٨	آٹھویں مہینے میں	٢٠	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

اَلدَّرْسُ التَّاسِعُ

نئے الفاظ: یَحْضُرُوْنَ: وہ سب آتے ہیں، حاضر ہوتے ہیں۔ یَرْکُضُوْنَ: پیر مار کر دوڑاتے ہیں (مارتے ہیں)۔ بِأَرْجُلِهِمْ: اپنے پاؤں سے۔ یَضْحَکُوْنَ: ہنستے ہیں۔ یَنْجَحُوْنَ: کامیاب ہوتے ہیں۔ یَمْرَحُوْنَ: خوشی سے اترا رہے ہیں۔ اَلْمُنَاسَبَةُ: تقریب، موقع۔ اَلْحَلَاوٰی: مٹھائیاں، واحد حَلْوٰی. خَلَقَکُمْ: اس نے تم کو پیدا کیا۔ رَزَقَکُمْ: اس نے تم کو روزی دی۔ تَنْصُرُوْنَ: تم مدد کرتے ہو۔ اَلْمَسَاکِیْنُ: غریب لوگ، واحد مِسْکِیْنٌ. تَرْحَمُوْنَ: تم رحم کرتے ہو۔ تَفْعَلُوْنَ: تم کرتے ہو۔ اَلْخَیْرَ: بھلے کام۔

(۱)

جَلَسُوْا	جَلَسْتُمْ
یَجْلِسُوْنَ وہ بیٹھتے ہیں یا بیٹھیں گے	تَجْلِسُوْنَ تم بیٹھتے ہو یا بیٹھو گے

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ یَجْلِسُوْنَ جمع مذکر غائب اور تَجْلِسُوْنَ جمع مذکر حاضر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

حَضَرَ	يَحْضُرُ	نَهَضَ	يَنْهَضُ	رَكَضَ	يَرْكُضُ
خَلَقَ	يَخْلُقُ	ضَحِكَ	يَضْحَكُ	رَزَقَ	يَرْزُقُ
نَجَحَ	يَنْجَحُ	نَصَرَ	يَنْصُرُ	مَدَحَ	يَمْدَحُ
رَحِمَ	يَرْحَمُ	أَخَذَ	يَأْخُذُ	فَعَلَ	يَفْعَلُ
فَهِمَ	يَفْهَمُ	غَسَلَ	يَغْسِلُ		

عربی

۲

اَلْأَوْلَادُ يَحْضُرُوْنَ فِي الْمَيْدَانِ وَيَلْعَبُوْنَ بِكُرَةِ الْقَدَمِ. فَيَرْكُضُوْنَ الْكُرَةَ بِأَرْجُلِهِمْ وَيَضْحَكُوْنَ وَيَفْرَحُوْنَ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ إِلٰى بُيُوْتِهِمْ۔

اَلطُّلَّابُ الْمُجْتَهِدُوْنَ يَقْرَؤُوْنَ الْكُتُبَ وَيَحْفَظُوْنَ الدُّرُوْسَ لَيْلًا وَنَهَارًا وَيَنْجَحُوْنَ فِي الْاِمْتِحَانِ. فَيَفْرَحُوْنَ جِدًّا وَيَمْرَحُوْنَ كَثِيْرًا وَيَشْكُرُوْنَ اللهَ وَيَأْخُذُوْنَ بِهٰذِهِ الْمُنَاسَبَةِ الْحَلَاوٰى مِنَ السُّوْقِ وَيَأْكُلُوْنَهَا وَتَأْكُلُهَا أُسْرَتُهُمْ۔

أَنْتُمْ تَنْهَضُوْنَ مِنَ النَّوْمِ صَبَاحًا. وَتَذْهَبُوْنَ إِلَى الْمَسَاجِدِ وَتَعْبُدُوْنَ اللهَ. فَإِنَّهُ خَلَقَكُمْ وَرَزَقَكُمْ. فَتَأْكُلُوْنَ وَتَشْرَبُوْنَ مِنْ رِزْقِهٖ وَتَشْكُرُوْنَ لَهُ وَتَنْصُرُوْنَ الْمَسَاكِيْنَ وَتَرْحَمُوْنَهُمْ. وَتَفْعَلُوْنَ الْخَيْرَ. أَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ صَالِحُوْنَ۔

أَنْتُمْ تَرْكَبُوْنَ حَافِلَةَ الْمَدْرَسَةِ. وَتَذْهَبُوْنَ إِلَى الْمَدْرَسَةِ وَتَدْخُلُوْنَ الْفَصْلَ وَتَسْمَعُوْنَ الدَّرْسَ الْجَدِيْدَ وَتَفْهَمُوْنَهُ ثُمَّ تَلْعَبُوْنَ جَمِيْعًا بَعْدَ الْعُطْلَةِ وَتَرْجِعُوْنَ إِلٰى بُيُوْتِكُمْ ثُمَّ تَغْسِلُوْنَ الْيَدَ وَالْوَجْهَ وَتَأْكُلُوْنَ الْغَدَاءَ۔

تمرین ①

عربی میں جواب دیں

① هل الأولاد يركضون الكرة بأرجلهم؟

② من يقرؤن الكتب ويحفظون الدروس؟

③ الطلاب ماذا يأخذون؟

④ متى تنهضون من النوم؟

⑤ هل أنتم تسمعون الدرس الجديد وتفهمونه؟

تمرین (۲)

خالی جگہوں کو بریکٹ میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کریں

الأصدقاء............الحلوى من السوق	(تأخذون، يأخذون)
طلاب الجامعة............الفصل	(يحضرون، تحضرون)
ياخالد وسعيد ونبيل! أنتم...الكرة بأرجلكم	(يركضون، تركضون)
أنتم............في الامتحان	(تنجحون، ينجحون)
هم............من النوم	(تنهضون، ينهضون)

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں

① اے بچو! تم کھانا کھاؤ گے اور دودھ پیو گے پھر سبق پڑھو گے اور اسے یاد کرو گے پھر باغ کی طرف نکل کر خوبصورت مناظر دیکھو گے۔
② وہ سب تاج محل دیکھنے کے لیے آگرہ جائیں گے، اور اسے دیکھیں گے اور خوش ہو جائیں گے۔
③ تم سب میدان میں آتے ہو اور فٹ بال کھیلتے ہو، گیند کو اپنے پاؤں سے مارتے ہو اور خوش ہوتے ہو۔
④ وہ صبح نیند سے بیدار ہوتے ہیں، اور قرآن پڑھتے ہیں اور اللہ کی عبادت کرتے ہیں پھر اپنی دکانوں پر جاتے ہیں، اور شام کے وقت گھر لوٹ آتے ہیں۔
⑤ وہ سب روزانہ مغرب کی نماز کے بعد سبق پڑھتے ہیں اور اسے یاد کرتے ہیں، اور ہوم ورک لکھتے ہیں، پھر رات کا کھانا کھاتے ہیں، پھر نماز ادا کرنے کے لیے مسجد جاتے ہیں اور اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

۹ نویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

عربی

اَلدَّرْسُ الْعَاشِرُ

نئے الفاظ: تَمْشُطِيْنَ :تو کنگھی کرتی ہے۔ شَعْرٌ :بال۔ رَأْسٌ :سر،جمع رُؤُوْسٌ.
تَلْبَسِيْنَ : تو پہنتی ہے۔ اَلْحِذَاءُ : جوتا،جمع أَحْذِيَةٌ۔ اَلْكُتُبُ الدِّرَاسِيَّةُ : درسی کتابیں۔
اَلْبِسَاطُ: فرش۔ اَلْحَصِيْرُ: چٹائی۔ اَلْبُرْقُعُ: برقع۔ اَللِّفَاعُ: دوپٹہ۔ ظُهْرًا: ظہر کے وقت۔

(۱)

جَلَسْتِ	جَلَسْنَ	جَلَسْتُنَّ
تَجْلِسِيْنَ	يَجْلِسْنَ	تَجْلِسْنَ
تو بیٹھتی ہے یا بیٹھے گی	وہ سب بیٹھتی ہیں یا بیٹھیں گی	تم سب بیٹھتی ہو یا بیٹھو گی

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ تَجْلِسِيْنَ واحد مؤنث حاضر کے لیے آتا ہے اور يَجْلِسْنَ جمع مؤنث غائب کے لیے اور تَجْلِسْنَ جمع مؤنث حاضر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

مَشَطَ	يَمْشُطُ	لَبِسَ	يَلْبَسُ

(۲)

يَا سُعَادُ! أَنْتِ تَذْهَبِيْنَ إِلَى الْمَدْرَسَةِ، وَتَمْشُطِيْنَ شَعْرَ رَأْسِكِ، وَتَلْبَسِيْنَ الْحِذَاءَ وَتَجْلِسِيْنَ فِي الْفَصْلِ عَلَى الْبِسَاطِ الْجَمِيْلِ وَتَقْرَئِيْنَ الْكُتُبَ الدِّرَاسِيَّةَ وَتَكْتُبِيْنَ فِيْهِ دَرْسًا جَدِيْدًا۔

وَأَمَّا سَعِيْدَةُ وَرَاشِدَةُ وَفَاطِمَةُ فَإِنَّهُنَّ يَأْكُلْنَ فِي مَطْعَمِ الْمَدْرَسَةِ، وَهُنَّ يَجْلِسْنَ عَلَى الْحَصِيْرِ فِي الْفَصْلِ، وَيَلْبَسْنَ الْبُرْقُعَ وَاللِّفَاعَ وَيَرْجِعْنَ إِلَى الْبَيْتِ ظُهْرًا۔

يَا عَائِشَةُ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ! أَنْتُنَّ تَنْهَضْنَ مِنَ النَّوْمِ صَبَاحًا وَتَقْرَأْنَ الْقُرْآنَ بَعْدَ الْوُضُوْءِ وَبَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَأْكُلْنَ الْفُطُوْرَ وَتَشْرَبْنَ الْحَلِيْبَ وَتَخْرُجْنَ إِلَى بُيُوْتِ صَدِيْقَاتِكُنَّ، فَتَلْعَبْنَ مَعَهُنَّ وَتَفْرَحْنَ جِدًّا۔

تمرین ①

عربی میں جواب دیں

① یا سعاد! هل أنت تمشطين شعر رأسك؟
② یاسعاد! ماذا تلبسين؟
③ من یأکلن في مطعم المدرسة؟
④ هل هن یلبسن البرقع واللفاع؟
⑤ هل أنتن تخرجن إلى بیوت صدیقاتکن؟

تمرین ②

خالی جگہوں کو بریکٹ میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پر کریں

هُنَّ............علی الحصیر	(تَجلسن، یجلسن)
أنتِ............القصة	(تقرئین، تقرأن)
أنتن............الفطور	(یأکلن، تأکلن)
زینب وفاطمة ورقیة............الشعر	(تمشطن، یَمْشطن)
الطالبات............البرقع واللفاع	(یلبسن، تلبسن)

تمرین ③

عربی میں ترجمہ کریں

① وہ لڑکیاں مطبخ جاتی ہیں اور کھانا پکاتی ہیں، اور ناشتہ کرتی ہیں پھر باغ کی طرف نکلتی ہیں اور پھولوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہیں۔

عربی

②	تم سب سبق کے بعد گھر لوٹتی ہو اور اپنا لباس اتارتی ہو اور دوسرا لباس پہنتی ہو اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلتی ہو۔
③	اے صالحہ! تو ٹیکسی میں سوار ہوتی ہے اور اسٹیشن جاتی ہے، اور ٹکٹ لیتی ہے اور ممبئی ٹرین سے جاتی ہے اور اپنی والدہ سے ملتی ہے اور خوش ہو جاتی ہے۔
④	تم سب ماہر نرسیں ہو، تم صبح ہسپتال جاؤ گی اور ظہر سے پہلے گھر لوٹ آؤ گی پھر دوپہر کا کھانا کھاؤ گی۔
⑤	تو محنتی طالبہ ہے، روزانہ اپنے گھر سبق پڑھتی ہے اور ہوم ورک لکھتی ہے اور اسکول وقت پر حاضر ہو جاتی ہے اور معلّمہ کے سامنے ادب سے بیٹھتی ہے اور چھٹی کے بعد گھر لوٹ جاتی ہے۔

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ جس طرح ماضی کے چودہ صیغے ہیں اسی طرح مضارع میں بھی چودہ صیغے ہوتے ہیں۔ کون سا صیغہ کس کے لیے استعمال ہوتا ہے یہ طلبہ جان چکے ہیں پھر بھی مزید مشق کے لیے نقشہ دیا جاتا ہے اسے ازبر کرائیں اور دوسرے افعال کو لے کر اسی طرح مشق کرائیں۔

يَنْصُرُ يَنْصُرَانِ يَنْصُرُوْنَ	واحد مذکر غائب تثنیہ مذکر غائب جمع مذکر غائب	تَنْصُرُ تَنْصُرَانِ تَنْصُرُوْنَ	واحد مذکر حاضر تثنیہ مذکر حاضر جمع مذکر حاضر	أَنْصُرُ	واحد مذکر و مؤنث متکلم
تَنْصُرُ تَنْصُرَانِ يَنْصُرْنَ	واحد مؤنث غائب تثنیہ مؤنث غائب جمع مؤنث غائب	تَنْصُرِيْنَ تَنْصُرَانِ تَنْصُرْنَ	واحد مؤنث حاضر تثنیہ مؤنث حاضر جمع مؤنث حاضر	نَنْصُرُ	تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم

۱۰ دسویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

تعریف

اردو ہندوستان میں مسلمانوں کی عام زبان کو اردو کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

دنیا کی تمام زبانوں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ، سب سے زیادہ وسیع اور شرف و فضیلت کی حامل زبان عربی ہے، اس کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اسی زبان میں اللہ تعالی کا کلام نازل ہوا، ہمارے نبی ﷺ کی ساری حدیثیں اسی زبان میں ہیں اور یہی زبان اہل جنت کی زبان ہوگی۔ لہذا قرآن وحدیث کو براہ راست سمجھنے کے لیے ہر مسلمان کو عربی زبان سیکھنا چاہیے۔

اسی کے ساتھ ساتھ دین کے تقاضوں کو خصوصاً دعوت کے فریضے کو پورا کرنے کے لیے موقع وضرورت کے لحاظ سے دوسری زبانیں بھی سیکھنا چاہیے، چنانچہ ہمارے نبی ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بعض لوگوں کو سریانی زبان میں خطوط لکھنے پڑتے ہیں، تم سریانی زبان سیکھ لو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سترہ دن میں سریانی زبان سیکھ لی۔ [مستدرک:۵۷۸۱، عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ]

معلوم ہوا کہ دین کی نشر واشاعت کے لیے دیگر زبانوں کا سیکھنا بھی ضروری ہے اور ہمارے لیے ان زبانوں میں سرفہرست اردو ہے کیوں کہ اردو زبان پر ہمارے بزرگوں نے بڑی محنت کی ہے، اور قرآن وحدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ کے خزانوں کو اردو میں منتقل کر دیا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اردو زبان میں اچھی اچھی نعتیں، حمدیں، نظمیں، کہانیاں اور بچوں کے لیے اچھے اچھے قصے لکھے، دنیا میں عربی کے بعد کوئی زبان ایسی نہیں ہے جس میں قرآن و حدیث، سیرت، اور اسلامی علوم کا اتنا بڑا ذخیرہ ہو جتنا اردو میں ہے، لہذا ہمیں خوب محنت سے اور جی لگا کر اردو زبان سیکھنا چاہیے تاکہ اپنے بزرگوں کی کتابوں سے خوب خوب فائدہ اٹھائیں اور لوگوں میں اسے خوب پھیلائیں۔

ہدایت برائے استاذ

انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس سال حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعات وحالات پیش کیے گئے ہیں۔کوشش یہ کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے الطاف وعنایات، اس کی بندہ پروری کو اور پھر اس پر ان دونوں جلیل القدر نبیوں کی شکر گزاری اور منت شناسی کو اس انداز میں پیش کیا جائے جس سے بچے خود بخود نتائج اخذ کر سکیں۔اس کے ساتھ ساتھ لغت وزبان کے پہلو کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے، چنانچہ اسباق کے مشکل الفاظ کے معانی بھی ہر سبق کے آخر میں دیے گئے ہیں جو دوران سبق اچھی طرح سمجھا کر یاد کرادیے جائیں۔

اسباق سے کماحقہ استفادے کے لیے مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھا جائے۔

- کل کا سبق اور آج جو سبق پڑھانا ہے طلبہ سے مطالعہ کر کے آنے کو کہیں۔
- سبق طلبہ سے خود پڑھوائیں اور اس کی اصلاح کرتے جائیں۔
- حتی المقدور طلبہ سے تین بار سبق پڑھوائیں جس سے الفاظ بچوں کی زبان پر جاری ہو جائیں۔
- الفاظ و معانی ازبر کرائیں۔
- ابتدائی نصاب میں اردو لکھنے کی مشق کرائی گئی تھی، اردو لکھنے میں مہارت اور نکھار پیدا کرنے کے لیے کتاب کے اسباق اپنی اپنی کاپیوں میں گھر سے لکھ کر لانے کی ترغیب دیں۔

سبق ۱ — حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور جلیل القدر نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے دنیا وسیع کر دی تھی، آرائش و آسائش کی تمام چیزیں آپ کے لیے مہیا تھیں، اہل وعیال میں بکثرت لڑکے اور لڑکیاں آپ کے گھر کی زینت، آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور تھیں، اسباب عیش کے لیے تا حد نگاہ زرعی زمینیں تھیں، اونٹ، گائے، بیل، بھینس، بھیڑ، بکری، گھوڑے، گدھوں کے بڑے بڑے گلے تھے، جن کی گلہ بانی کے لیے بے شمار خدم وحشم مقرر تھے۔ ساتھ ہی حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ وصف خاص تھا کہ آپ ان نعمتوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی مکمل پاسداری کرتے۔ آپ کا جسم دنیا کے کاموں میں مشغول ہوتا، لیکن قلب وزبان ذکر الٰہی اور شکر خداوندی میں مشغول ہوتے، آپ مہمانوں کے مہمان نواز، غریبوں کو دینے والے، بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کے ماویٰ وملجا تھے، ان کی پوری پوری خبر گیری کرتے نیز آپ بڑے مسافر نواز تھے، مسافروں کو زاد وتوشہ دے کر ان کے وطن تک پہونچا دیتے۔ غرض آپ اللہ کے شکر گزار اور بندوں کے حق شناس بندے تھے۔

الفاظ ومعانی: آرائش: زیب وزینت۔ آسائش: چین وآرام۔ تاحد نگاہ: جہاں تک نگاہ پہونچ سکے۔ گلہ: جھنڈ، غول۔ خدم: خادم کی جمع یعنی نوکر چاکر۔ حشم: نوکر، خدمت گار۔ وصف: خوبی۔ حقوق اللہ: اللہ کے حق۔ حقوق العباد: بندوں کے حق۔ پاسداری: دیکھ بھال۔ ماویٰ: ٹھکانا۔ ملجا: پناہ گاہ۔ زاد: راستے کا خرچ۔ توشہ: وہ کھانا جو مسافر ساتھ لے جائے۔ حق شناس: حق پہچاننے والا۔

۱	۲	مہینے میں	۳۰	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۲ — اللہ کی طرف سے آزمائش

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جس قدر قرب و

منزلت حاصل ہوتا ہے اس پر اسی قدر بلاؤں اور آزمائشوں کا ہجوم بھی رہتا ہے۔

ہمارے نبی ﷺ نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ مصائب میں سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء علیہ السلام کا ہوتا ہے، اس کے بعد جو نیک لوگ ہیں ان کا ہوتا ہے، پھر حسب مرتبہ ہر ایک کا ہوتا ہے۔

چنانچہ اس کی بے شمار مثالیں انبیاء علیہم السلام کی حیات طیبہ میں ملتی ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نارِ نمرود میں ڈالا گیا، حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں کے ہاتھوں چاہِ تاریک میں ڈالا گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو قوم کے تمسخر و استہزا کا نشانہ بننا پڑا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کے جادوگروں سے نبرد آزما ہونا پڑا اور آخر میں ہمارے نبی ﷺ کی سیرت تو ابتلاء اور آزمائش ہی سے لبریز ہے۔

غرض مشیت الٰہی نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ابتلاء و آزمائش کی بھٹی میں تپانا چاہا، دیکھتے ہی دیکھتے مال و اسباب لٹ گئے، بال بچے جوان کے چمن کی زینت تھے، ایک ایک کر کے داغ مفارقت دے گئے، لہلہاتی کھیتیاں، باغ باغیچے سب ویران ہو گئے، مویشی چوپائے سب مر مرا کر ختم ہو گئے، نوکر چاکر، خدم و حشم نے اپنی اپنی راہ لی۔ غرض سب کچھ لٹ گیا، پائی پائی کے محتاج ہو گئے، پھر جسم پر سخت بیماری کا حملہ ہوا، قلب و زبان کے سوا پورا جسم بیماری کا شکار ہو گیا اور آپ اپنی وفا شعار بیوی کے ساتھ ایک گوشے میں تنہا رہ گئے۔ سارے زمانے نے آنکھیں پھیر لیں۔ اب آپ تھے، آپ کا رب تھا اور وفا شعار بیوی تھیں جو آپ کی تیمارداری کرتیں اور کسی طرح دو وقت کی روٹی کا انتظام کرتیں اور اعزہ میں سے دو عزیز تھے جو صبح و شام انھیں دیکھنے کے لیے آجاتے اور بس۔

الفاظ و معانی: قدیم: پرانا۔ ہجوم: بھیڑ۔ حسب مرتبہ: مرتبے کے مطابق۔ طیبہ: پاکیزہ۔ نار: آگ۔ چاہ: کنواں۔ نبرد آزما ہونا: مقابلہ کرنا۔ مشیت الٰہی: اللہ تعالیٰ کی مرضی۔ داغِ مفارقت: جدائی کا داغ، موت کا صدمہ۔ وفا شعار: وفا کرنے والا۔ تیمارداری: بیمار کی خدمت۔

۲	۳	۴	مہینے میں	۴۰	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۳ صبر ایوبی

اللہ اکبر کس قدر شدید آزمائش ہے! ابھی کل کی بات ہے کہ بال بچوں اور نوکر چاکر کا ہجوم تھا، ایک شور تھا، غل تھا، زندگی کا ہنگامہ تھا اور آج سینے پر سب کی جدائی کا داغ ہے، کل جو مکان مسافروں کے لیے قیام گاہ اور مسکینوں کے لیے قرار گاہ تھا، آج غربت و افلاس کی آماج گاہ ہے۔ کل جو جسم خوبصورت اور تنومند تھا آج بیماریوں سے نڈھال اور زار و نزار ہے۔ عام انسان پر اگر ایسے حالات آجائیں تو خدا جانے اس کی زبان پر کیسے کیسے کفریہ جملے اور ناشکری کے کلمات آنے لگیں گے۔ جیسا کہ عموماً ہوتا ہے کہ ذرا سے حالات کیا آئے، چند دن بیمار ہوگئے، یا تجارت میں نقصان ہوگیا، یا کسی عزیز کی وفات ہوگئی، بس خدا کی ناشکری کے کلمات زبان سے نکلنے لگتے ہیں اور اس کی ساری نعمتوں کو فراموش کر دیا جاتا ہے۔

لیکن حضرت ایوب علیہ السلام تو صبر و استقامت اور ثابت قدمی کے پہاڑ تھے، مسلسل سات سال سے بھی زیادہ عرصہ تک اسی بے بسی اور سخت علالت کی زندگی گزارتے رہے اور صبر کرتے رہے لیکن کبھی بھی زبان پر حرف شکایت یا ناشکری کے الفاظ نہ لائے۔ بلکہ پہلے سے زیادہ اللہ کی یاد اس کی شکر گزاری اور اس کے سامنے آہ و زاری میں مگن رہنے لگے۔ شیطان نے ہر طرح سے بہکانے کی کوشش کی، قسم قسم کے وسوسے ڈالے، لیکن بالآخر خائب و خاسر ہو کر مایوس ہوگیا۔

اردو

الفاظ و معانی: قیام گاہ: ٹھہرنے کی جگہ۔ قرار گاہ: ٹھہرنے کی جگہ۔ افلاس: غریبی۔ نڈھال: کمزور۔ زار ونزار: دبلا پتلا۔ ثابت قدمی: مضبوطی۔ حرفِ شکایت: شکوہ شکایت کی بات۔ آہ زاری: رونا۔ خائب: ناکام۔ خاسر: نقصان اٹھانے والا۔

۴	۵	مہینے میں	۳۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۴

شیطان کا آخری دام

شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، وہ انسان کو آخری دم تک بہکانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے، حضرت ایوب علیہ السلام کو بھی بہکانے کے لیے اس نے بہت زور لگایا لیکن جب یہاں سے اسے ناکامی ہی ہاتھ لگی، تو اس نے اپنا آخری حربہ آزمانا چاہا، چنانچہ وہ ایک طبیب کی شکل وصورت اختیار کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کو ملا، اسے انھوں نے طبیب سمجھ کر اپنے خاوند کے علاج کی درخواست کی، شیطان نے کہا: میں علاج تو ضرور کروں گا اور تمہارے مریض کو تندرست بھی کر دوں گا لیکن ایک شرط پر کہ اگر ان کو شفا ہو جائے تو یوں کہہ دینا کہ تو نے ان کو شفا دی، میں تم سے اور کچھ بھی نذرانہ نہیں چاہتا۔ بی بی صاحبہ نے پوری بات حضرت ایوب علیہ السلام سے بتلائی، آپ بڑے برہم ہوئے اور فرمایا: کم فہم کہیں کی، وہ تو شیطان تھا اور ہمیں شرک میں مبتلا کرنا چاہتا تھا، تجھے اتنی عقل نہیں، اس کی باتوں میں آ گئی، بخدا اگر اللہ نے مجھے شفا دی تو تجھے سو قمچیاں ماروں گا۔

الفاظ و معانی: دام: جال۔ حربہ: جنگی ہتھیار۔ طبیب: ڈاکٹر۔ خاوند: شوہر۔ نذرانہ: تحفہ، ہدیہ۔ کم فہم: کم سمجھ۔ قمچی: کوڑا، چھڑی۔

۶	چھٹے مہینے میں	۲۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۵ زخم پر نمک پاشی

حضرت ایوب علیہ السلام گوشۂ عزلت میں اپنی ابتلاء و آزمائش کے دن کاٹ رہے تھے، تمام عزیز و اقارب اور دوست و احباب نے تو پہلے ہی کنارہ کشی اختیار کرلی تھی، رہ گئی تھی، تو ایک رفیقۂ حیات جو آب و دانے کا انتظام کرتیں، اور دو عزیز جو صبح و شام آکر دیکھ جاتے لیکن جب آپ کی علالت کا زمانہ دراز سے دراز تر ہوتا گیا تو ایک دن آپ کے دونوں عزیزوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایوب سے کوئی بہت ہی سنگین شرعی جرم سرزد ہوا ہے جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسی سخت مصیبت میں مبتلا کردیا ہے، یہ اللہ کا قہر ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی، تو اب تک شفایاب ہوجاتے۔

دوسرے عزیز نے یہ بات حضرت ایوب علیہ السلام سے کہہ سنائی: آپ اس کی باتیں سن کر بڑے دل شکستہ ہوئے اور بے حد مضطرب ہوکر سجدہ ریز ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے لگے: اے میرے رب! مجھے دکھ لگ گیا ہے، اور تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اس کے فوراً بعد ہی ایوب علیہ السلام رفع حاجت کے لیے اپنی جگہ سے اٹھے، اور ان کی بیوی ان کا ہاتھ پکڑ کر لے گئیں پھر ذرا پرے ہوکر فراغت کا انتظار کرنے لگیں، اِدھر آپ جیسے ہی فارغ ہوئے تو اللہ کی وحی نازل ہوئی کہ زمین پر پاؤں سے ٹھوکر مارو، انھوں نے ٹھوکر ماری، تو زمین سے پانی کا چشمہ ابل پڑا، پھر حکم ہوا اس سے غسل کرو اور پیو، آپ نے جیسے ہی غسل کیا اور پانی پیا، ساری بیماری دور ہوگئی اور چہرے کی تازگی اور شگفتگی لوٹ آئی، آپ نے خوبصورت لباس زیب تن کیے اور وہیں بیٹھ کر اللہ کی شکر گزاری میں مشغول ہوگئے۔

ادھر بی بی صاحبہ جب انتظار کرتے کرتے تھک گئیں تو انھیں تشویش ہوئی، اور آکر اپنے خاوند کو تلاش کرنے لگیں، اور جب تلاش کرتے کرتے تھک گئیں تو حضرت ایوب علیہ السلام

سے پوچھنے لگیں کہ ایسے ایسے حلیے کے ایک نحیف مریض کو آپ نے دیکھا ہے، تب آپ نے فرمایا: ارے جی میں ہی ایوب ہوں اور آپ نے انھیں اللہ کے فضل و کرم کا سارا واقعہ سنایا۔

الفاظ و معانی: نمک پاشی: نمک چھڑکنا۔ گوشہ: کونہ۔ عزلت: تنہائی۔ اقارب: رشتے دار۔ کنارہ کشی: جدائی۔ رفیقہ حیات: بیوی۔ آب ودانہ: کھانا پانی۔ دراز: لمبا۔ سنگین: سخت، بھاری۔ قہر: عذاب، غصہ۔ شفایاب ہونا: صحت یاب ہونا۔ دل شکستہ: رنجیدہ۔ رفع حاجت: پیشاب پاخانہ کرنا۔ پرے: دور۔ شگفتگی: خوشی۔ زیب تن کرنا: پہننا۔ تشویش: بے چینی، گھبراہٹ۔ نحیف: کمزور۔

۷	۸ مہینے میں	۴۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۶ حضرت ایوب علیہ السلام پر نوازش خداوندی

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ان کا سارا روگ و بیماری دور کر کے از سر نو حسن و شباب کی دولت سے مالا مال کر دیا اور ان کا سارا اسباب زندگی انھیں دوبارہ عطا کر دیا، خشک چشمے ابلنے لگے، ویران کھیتیاں لہلہانے لگیں، جانوروں کے ریوڑ پھر سے ہو گئے، منتشر خدم و حشم اپنی اپنی ذمہ داریوں پر لوٹ آئے، آل اولاد سے دوبارہ گھر آباد ہو گیا، غرض اللہ تعالیٰ نے ساری نعمت رفتہ انھیں واپس کر دی اور مزید انعام یہ فرمایا کہ ان کی ہر چیز، بال بچے، کھیتی باڑی، خدم و حشم، مویشی چوپائے سب دو چند ہو گئے، اور ایک انعام یہ فرمایا کہ جب غسل کر رہے تھے تو اثناء غسل اللہ تعالیٰ نے سونے کی چند ٹڈیاں ان پر برسائیں، حضرت ایوب علیہ السلام نے دیکھا تو مٹھی بھر بھر کر کپڑے میں رکھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو پکارا: ایوب! کیا ہم نے تم کو یہ سب کچھ دھن دولت دے کر غنی نہیں بنا دیا۔

ایوب علیہ السلام نے فرمایا: پروردگار! یہ صحیح اور درست ہے مگر تیری نعمتوں اور برکتوں سے کب کوئی بے پرواہو سکتا ہے۔

الفاظ و معانی: نوازش: مہربانی۔ شرف قبولیت بخشنا: قبول کرنا۔ روگ: بیماری۔ از سرنو: نئے سرے سے۔ شباب: جوانی۔ رفتہ: کھویا ہوا۔ دو چند: دگنا۔ اثناء: درمیان۔

۹ نویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

سبق ۷ قسم کا پورا کرنا

جب حضرت ایوب علیہ السلام کی زندگی کا قافلہ دوبارہ رواں دواں ہوگیا، تو انھیں اپنی قسم کا خیال آیا، جو انھوں نے بیماری میں کھائی تھی: بخدا اگر اللہ نے مجھے شفا دی تو تو تجھے سو قمچیاں ماروں گا۔ آپ بڑے شش و پنج میں پڑ گئے کہ اپنی قسم کو کس طرح پورا کریں ایک طرف وفا شعار، غمگسار بیوی ہے، جس نے اتنی طویل علالت میں دل و جان سے خدمت کی ہے، وفا داری اور غمخواری کا پورا حق ادا کیا ہے، دوسری طرف قسم ہے کہ اس کا پورا کرنا بھی فرض ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رہبری کی اور فرمایا: اے ایوب! اپنے ہاتھوں میں ۱۰۰ سینکوں کا ایک مٹھا لے اور اس سے اپنی بیوی کو مار کر قسم پوری کر، چنانچہ آپ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، اس طرح آپ کی قسم بھی پوری ہوگئی اور بی بی صاحبہ کو تکلیف بھی نہ ہوئی۔

الفاظ و معانی: شش و پنج: سوچ بچار۔ سینک: جھاڑو کی تیلی۔

۱۰ دسویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین

پہلے مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: ① اظہار کسے کہتے ہیں؟ ② نون ساکن اور تنوین کے اظہار کا قاعدہ بتائیے۔
	حفظ سورۃ	: سورۂ بلد، سورۂ شمس اور سورۂ لیل سنائیے، سورۂ غاشیہ کی چھ آیتیں سنائیے۔
حدیث	آداب و دعائیں	: گھر سے نکلنے کی دعا، اس کی فضیلت اور صبح و شام کی دعائیں ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔
عقائد و مسائل	عقائد	: ① اللہ تعالیٰ کے نام ''سمیع'' کا مطلب بتائیے۔ ② عبادت کا مقصد بیان کیجئے۔
اسلامی تربیت	سیرت	: ① کس کی دعوت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا؟ ② کنواں خریدنے کا واقعہ بیان کیجیے۔ ③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کچھ کارنامے بتائیے۔ ④ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی کس چیز سے بنی ہوئی تھی؟
زبان	عربی	: ① قرأت رقية درسا. جلس السائق في السيارة. خرجت التلميذة من الفصل. ذهب خالد الى المحطة. كتب عباس رسالة. کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ② عائشہ نے ایک کتاب پڑھی، سعید ٹرین میں بیٹھا، رقیہ دروازے سے نکلی، طالب علم نے خط لکھا، ساجد گھر گیا۔ کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: آرائش، تاحد نگاہ، گلہ اور خدم کے معنی بتائیے۔

دوسرے مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: ① ادغام کسے کہتے ہیں؟ ② نون ساکن اور تنوین کا ادغام کب ہوتا ہے؟
	حفظ سورۃ	: سورۂ غاشیہ کی دس آیتیں سنائیے۔

حدیث	آداب و دعائیں :	① مصافحہ کرتے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟ ② جب کسی کو مصیبت میں دیکھے تو کیا دعا پڑھے؟
عقائد و مسائل	عقائد :	① گناہ کے نقصانات بتائیے۔ ② گناہ کبیرہ و صغیرہ کسے کہتے ہیں؟
اسلامی تربیت	سیرت :	① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف تیار کرانے میں کن چیزوں کا لحاظ رکھا؟ ② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ زندگی بیان کرو۔ ③ جنازہ دیکھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہوتا؟
زبان	عربی :	① خرجت سلمیٰ إلی بیت صدیقتها وجلست معها. وفرحت بلقاءها ثم رجعت إلی بیتها. جلس الطبیب في السیارة السریعة ووصل إلی المستشفی في المعیاد. کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ② خالد مسجد گیا اور اس میں بیٹھا اور اللہ کی عبادت کی اور خوش ہوا، رشیدہ گاؤں گئی اور خوبصورت مناظر دیکھے اور بہت خوش ہوئی۔ کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو :	وصف، پاسداری، حق شناس اور قدیم کے معنی بتائیے۔

تیسرے مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید :	① نون ساکن اور تنوین کا ادغام مع الغنہ کب ہوگا؟ ② نون ساکن اور تنوین کا ادغام بلاغنہ کب ہوگا؟
	حفظ سورۃ :	سورۂ غاشیہ مکمل اور سورۂ فجر کی چھ آیتیں سنائیے۔
حدیث	آداب و دعائیں :	استنجا کے آداب سنائیے۔
عقائد و مسائل	عقائد :	① قیامت کا انکار کرنا کیسا ہے؟ ② صفات میں شرک کا مطلب بتائیے۔
اسلامی تربیت	سیرت :	① حضرت رضی اللہ عنہ کی پرورش کس نے کی؟ ② آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟ ③ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور یہودی کے درمیان کیا واقعہ پیش آیا؟ ④ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بتاؤ۔

زبان	عربی	: ① رشید و سعید متی ذهبا إلی المیدان؟ من أکلتا الفطور و شربتا الحلیب؟ ماذا سمعتا من المعلمة و ماذا کتبتا؟ کا عربی میں جواب دیں۔ ② سمیہ اور زینب عید کے دن اپنی سہیلیوں کے پاس پہنچیں اور ایک خوبصورت باغ میں ان کے ساتھ بیٹھیں اور کھیلیں اور بہت خوش ہوئیں۔ حامد اور خالد شہر کی سڑک کی طرف نکلے اور ٹیکسی میں سوار ہوکر مدرسہ پہنچے اور استاذ کے سامنے بیٹھے، سبق سنا اور مشکل الفاظ کاپی میں لکھے پھر شام کو گھر لوٹ آئے۔ کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: ہجوم، حسب مرتبہ، جاہ اور مشیت الٰہی کے معنی بتائیے۔

چوتھے مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: اظہار مطلق کسے کہتے ہیں؟
	حفظ سورۃ	: سورۂ فجر کی سات آیتیں سنائیے۔
حدیث	آداب و دعائیں	: بازار میں کون سی دعا پڑھیں گے؟
عقائد و مسائل	عقائد	: ① سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ ② وحی کسے کہتے ہیں؟
اسلامی تربیت	سیرت	: ① حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ زندگی بیان کرو۔ ② حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا رشتہ تھا؟ ③ مصر کی جنگ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کیا کارنامہ انجام دیا؟ ④ جنگ بدر میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا کردار ادا کیا؟
زبان	عربی	: ① من فرحوا بالسلام علی الأستاذ؟ هل التلمیذات فهمن الدرس کله و حفظن؟ کا عربی میں جواب دیں۔ ② اساتذہ طلبہ کے ساتھ پارک میں بیٹھے اور انھوں نے ایک ساتھ کھانا کھایا، پھر طلبہ خوب کھیلے اور اپنے اساتذہ کے ساتھ گھر لوٹ آئے۔ گاؤں کی لڑکیاں بس کے ذریعے شہر پہنچیں اور ایک دکان

زبان		پر گئیں اور دکان دار سے کپڑے مانگے اور قیمت ادا کی پھر ٹرین کے ذریعے اپنے گھر واپس ہوئیں۔ کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: داغ مفارقت، وفا شعار، تیمارداری اور قرارگاہ کے معنی بتایئے۔

پانچویں مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: (۱) اقلاب کسے کہتے ہیں؟ (۲) نون ساکن اور تنوین کے اقلاب کب ہوگا؟
	حفظ سورۃ	: سورۂ فجر سنایئے۔
حدیث	آداب ودعائیں	: راستہ چلنے کے آداب سنایئے، جب کسی کو نیا کپڑا پہنے دیکھے تو کیا دعا دے؟
عقائد و مسائل	عقائد	: (۱) حضور ﷺ کے چند معجزات بیان کیجئے۔ (۲) کرامت کسے کہتے ہیں؟
اسلامی تربیت	سیرت	: (۱) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کیسے تھے؟ (۲) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کون سے ملک فتح کیے؟ (۳) حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں کیا کام کیا؟ (۴) زمین کے تعلق سے عورت کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟
زبان	عربی	: (۱) هل ركبتَ الدراجة وذهبتَ إلى الجنينة مساءً؟ هل كتبتِ التمرينات وسمعتِ كلام المعلمة؟ من ذهب في عطلة الصيف؟ وأيَّ شيءٍ أخذ؟ کا عربی میں جواب دیں۔ (۲) میں صبح جلدی اٹھا، فجر کی نماز سے فارغ ہوا اور قرآن کی تلاوت کی۔ تو گرمی کی چھٹی میں بمبئی شہر گیا۔ میں مطبخ میں داخل ہوئی اور برتن دھوئے اور کھانا پکایا۔ تو اسٹشنری کی دکان پر آئی اور دکان دار سے سفید کاغذ، پنسل تراش اور فونٹن پن مانگا اور قیمت ادا کی۔ ہم صبح جلدی اٹھے، نماز سے فارغ ہوئے، قرآن کی تلاوت کی پھر بازار گئے۔ کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: افلاس، زاروزار، ثابت قدمی، خائب اور خاسر کے معنی بتایئے۔

چھٹے مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: ① اخفا کسے کہتے ہیں؟ ② نون ساکن اور تنوین کے اخفا کا قاعدہ بتائیے۔
	درس قرآن	: ① سورۂ اخلاص ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔ ② سورۂ کوثر کے نزول کا واقعہ بتائیے۔ ③ حوض کوثر کیا ہے؟ اور وہ کیسا ہے؟
حدیث	درس حدیث	: حدیث نمبر ۶ تا ۱۰ ترجمے کے ساتھ سنائیے۔
عقائد و مسائل	مسائل	: ① کون سی چیزیں نجاست غلیظہ ہیں؟ ② کون سی چیزیں نجاست خفیفہ ہیں؟ ③ کوے کی بیٹ کون سی نجاست ہے؟ ④ نجاست خفیفہ کتنی معاف ہے؟
	نماز	: ① قضا نماز کسے کہتے ہیں؟ ② نماز قضا کرنے پر کیا وعید ہے؟
اسلامی تربیت	آسان دین	: ① عفو و درگذر کا مطلب بتاؤ اور حضور ﷺ نے عقبہ بن عامر سے کیا فرمایا؟ ② نماز کے فوائد بتائیے۔ ③ مسواک کے فوائد بتائیے۔
زبان	عربی	: ① أنتما ذهبتما إلى المحطة في عطلة الصيف وأخذ تما التذكرة وركبتما القطار. أنتن ذهبتن إلى الحديقة صباحا ولعبتن جدا. أنتم ذهبتم في الصباح إلى الميدان ولعبتم بالكرة ورجعتم إلى البيت. يا زينب وسمية! أنتما أكلتما الفطور وشربتما الحليب. کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ② تم دونوں صبح جلدی اٹھے، نماز سے فارغ ہوئے، قرآن کی تلاوت کی پھر بازار گئے۔ تم سب نے مدرسے کی چھٹی کے بعد تاج محل دیکھنے کے لیے شہر آگرہ کا قصد کیا چناں چہ ٹرین میں سوار ہوئے اور ایک دن بعد تاج محل پہنچے۔ تم سب ٹیکسی میں سوار ہوئیں اور سبزی فروش کی دکان پہنچیں اور ایک کلو ٹماٹر، آدھا کلو آلو، دال، چاول اور شکر لی پھر گھر لوٹ آئیں۔ تم دونوں درس گاہ میں باادب داخل ہوئیں اور اپنی جگہ بیٹھ کر تم نے سبق سنا۔ کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: دام، حربہ، کم فہم اور تیچی کے معنی بتائیے۔

ساتویں مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: ① نون قطنی کسے کہتے ہیں؟
	درس قرآن	: ① آپ ﷺ کو ابتر ہونے کا طعنہ دینے والوں کو کیا کہا گیا؟ ② سورۂ ماعون کی ابتدائی تین آیتیں ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔
حدیث	درس حدیث	: ① تاجر کی بڑی ذمہ داریاں کیا کیا ہیں؟ ② جنت میں لے جانے والی چیزیں کیا ہیں؟
عقائد و مسائل	مسائل	: ① کبوتر کی بیٹ پاک ہے یا ناپاک؟ ② کافر کا جھوٹا کیسا ہے؟ ③ ناپاک کپڑے کس طرح پاک کریں گے؟ ④ دری قالین کو پاک کرنے کا طریقہ بتائیے۔ ⑤ کیا شیشے کے برتن پونچھنے سے پاک ہوجاتے ہیں؟
	نماز	: ① نماز قضا کرنا کیسا ہے؟ ② وتر کی قضا لازم ہے یا نہیں؟ ③ قضا نماز کن اوقات میں پڑھی جاسکتی ہے؟
اسلامی تربیت	آسان دین	: ① انصاف اور رواداری کے تعلق سے ایک حدیث سنائیے اور محمود غزنوی کا واقعہ بتائیے۔ ② اسلام ہمیں کیا سکھاتا ہے؟ ’’دین الٰہی‘‘ میں کیا گمراہیاں تھیں؟
زبان	عربی	: ① كيف يبدأ خالد الصباح؟ ماذا تشرب سلمى؟ هل أنت تجلس تحت ظل الشجرة؟ من يكتب الواجبات المنزلية؟ هل نركب حافلة المدرسة؟ کا عربی میں جواب دیں۔ ② میں روزانہ صبح مدرسہ جاتا ہوں۔ رشیدہ ٹیکسی میں سوار ہوتی ہے اور اسٹیشن جاتی ہے۔ ہم شام کو باغ میں جائیں گے اور اس میں بیٹھیں گے اور ایک ساتھ کھیلیں گے۔ حامد اپنے گھر جاتا ہے اور دوپہر کا کھانا اپنے والد کے ساتھ کھاتا ہے۔ تو درس گاہ میں باادب بیٹھتا ہے اور اپنا سبق یاد کرلیتا ہے۔ میں صبح مدرسہ جاؤں گی۔ کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: نمک پاشی، عزلت، کنارہ کشی اور آب و دانہ کے معنی بتائیے۔

آٹھویں مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: میم ساکن کا ادغام کب ہوگا اور اس ادغام کو کیا کہتے ہیں؟
	درس قرآن	: ① سورۂ ماعون مکمل ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔ ② معمولی چیزوں کے لین دین کے بارے میں کیا تعلیم دی گئی ہے۔
حدیث	درس حدیث	: ① پاک رزق سے کیا مراد ہے؟ ② ہمیں جنت میں جانے اور جہنم سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟
عقائد و مسائل	مسائل	: ① ناپاک زمین کب پاک ہوگی؟ ② لاحق کا حکم بتائیے۔ ③ مسبوق کسے کہتے ہیں؟ ④ مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں کس طرح ادا کرے گا؟
	نماز	: ① قضا نماز پڑھنے کا طریقہ بتائیے۔ ② قضا نماز کی نیت بتائیے۔ ③ چھوٹی ہوئی نمازوں کی تاریخ یاد نہ ہو تو کس طرح نیت کریں گے؟
اسلامی تربیت	آسان دین	: ① اپنے ماتحت کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے مثال سے سمجھائیے۔ ② ہم پر بڑے بھائی کے کیا حقوق ہیں؟ ③ احسان کرنے والوں کا شکریہ کس طرح ادا کرنا چاہیے؟
زبان	عربی	: ① ماذا يغرسان في البستان؟ من تدرسان في المدرسة اللغةَ العربيةَ؟ هل تجلسان أمام المعلمة بأدب؟ هل أنتما تطلبان من الفاكهاني تفاحا؟ هل أنتما تخرجان من المدرسة مساءً؟ کا عربی میں جواب دیں۔ ② راشدہ اور سمیہ مطبخ جاتی ہیں اور کھانا پکاتی ہیں۔ خالد اور ماجد صبح نکلیں گے اور اسٹیشنری کی دکان جائیں گے۔ حامد اور سعید اپنا سبق لکھتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن کی تلاوت سے خوش ہوتے ہیں۔ تم دونوں ناشتہ کرتی ہو اور دودھ پیتی ہو اور اپنی معلمہ کے پاس پڑھنے کے لیے جاتی ہو۔ تم دونوں سبزی فروش کی دکان جاؤ گے۔ کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: دل شکستہ، رفع حاجت، پرے اور شگفتگی کے معنی بتائیے۔

نویں مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: میم ساکن کے اخفا کا قاعدہ بتائیے۔
	درس قرآن	: ① سورۂ قریش ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔ ② سورۂ فیل کے نزول کا واقعہ کیا ہے؟
حدیث	درس حدیث	: کن اعمال پر جنت کی بشارت دی گئی ہے؟
عقائد و مسائل	مسائل	: ① امام کے پیچھے کوئی رکن چھوٹ جائے تو مقتدی کیا کرے گا؟ ② روزے کے ۸ مفسدات بتائیے۔ ③ امام کے ساتھ مسبوق سجدۂ سہو کا سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے؟
	نماز	: ① کیا توبہ کرنے کے بعد نماز قضا کرنے کی ضرورت نہیں رہتی؟ ② صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں؟
اسلامی تربیت	آسان دین	: ① اساتذہ کے ادب کے تعلق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واقعہ بتائیے۔ ② ازار لٹکانے کی سزا کیا ہے؟ ③ اپنی بہنوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے؟
زبان	عربی	: ① هل الأولاد يركضون الكرة بأرجلهم؟الطلاب ماذا يأخذون؟ متى تنهضون من النوم؟هل أنتم تسمعون الدرس الجديد وتفهمونه۔ کا عربی میں جواب دیں۔ ② اے بچو! تم کھانا کھاؤ گے اور دودھ پیو گے پھر سبق پڑھو گے اور اسے یاد کرو گے۔ وہ سب تاج محل دیکھنے کے لیے آگرہ جائیں گے اور اسے دیکھیں گے۔ تم سب میدان میں آتے ہو اور فٹ بال کھیلتے ہو۔ وہ صبح نیند سے بیدار ہوتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں۔ تم سب روزانہ مغرب کی نماز کے بعد سبق پڑھتے ہو اور اسے یاد کرتے ہو اور ہوم ورک لکھتے ہو۔ کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: شرف قبولیت بخشنا، از سرِ نو، رفتہ اور اثناء کے معنی بتائیے۔

دسویں مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: میم ساکن کا اظہار کب ہوگا؟
	درس قرآن	: (۱) سورۂ فیل ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔ (۲) محمود نامی ہاتھی کے کان میں کیا کہا گیا تھا؟
حدیث	درس حدیث	: (۱) چالیس دن جماعت سے نماز پڑھنے پر کیا خوش خبری سنائی گئی ہے؟ (۲) کس شخص کو عاجز اور بے وقوف کہا گیا ہے؟
عقائد و مسائل	مسائل	: (۱) کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟ (۲) روزے کا کفارہ بتائیے۔ (۳) کیا قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ (۴) فدیہ کب واجب ہوتا ہے؟
	نماز	: (۱) اوابین کی نماز کب پڑھی جاتی ہے؟ (۲) اوابین کی فضیلت بتائیے۔
اسلامی تربیت	آسان دین	: (۱) حسد کے بارے میں کوئی ایک حدیث سنائیے۔ (۲) دعا کے سلسلے میں حضور ﷺ نے کیا تعلیم دی ہے؟ (۳) لوگوں سے مانگنے کے بارے میں حدیث میں کیا وعید آئی ہے؟
زبان	عربی	: (۱) يا سعاد! هل أنت تمشطين شعر رأسك؟من يأكلن في مطعم المدرسة؟ هل أنتن تخرجن إلى بيوت صديقاتكن؟هل هن يلبسن البرقع واللفاع؟يا سعاد!ماذا تلبسين؟ کا عربی میں جواب دیں۔ (۲) وہ لڑکیاں مطبخ جاتی ہیں اور کھانا پکاتی ہیں۔تم سب سبق کے بعد گھر لوٹتی ہو اور اپنا لباس اتارتی ہو اور دوسرا لباس پہنتی ہو۔ اے صالحہ! تو ٹیکسی میں سوار ہوتی ہے اور اسٹیشن جاتی ہے اور ٹکٹ لیتی ہے اور ٹرین سے ممبئی جاتی ہے۔تم سب ہسپتال جاؤ گی اور ظہر سے پہلے گھر لوٹ آؤ گی۔تو روزانہ اپنے گھر سبق پڑھتی ہے اور ہوم ورک لکھتی ہے اور اسکول وقت پر حاضر ہوتی ہے۔کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: شش و پنج اور سینک کے معنی بتائیے۔

نماز چارٹ کی ترتیب

فجر۔ف	ظہر۔ظ	عصر۔ع
مغرب۔م	عشا۔ع	

○ اگر نماز جماعت سے ادا کی ہے تو یہ ✓ نشان لگائیں۔ جیسے ع✓

○ اگر بغیر جماعت کے نماز ادا کی ہے تو یہ ◯ نشان لگائیں۔ جیسے (ظ)

○ اور اگر قضا کر لی ہے تو یہ X نشان لگائیں۔ ~~ع~~

○ اور اگر قضا بھی نہ کی ہو تو کوئی نشان نہ لگائیں۔ م ع

○ بتائے گئے طریقے کے مطابق تاریخ کے اعتبار سے نشان لگائیں۔

○ جو نماز جماعت سے نہیں پڑھی گئی اس کی ترغیب دیں اور جو نماز نہیں پڑھی گئی، اس کی قضا کروالیں۔

○ ہر مہینے کے ختم پر سرپرستوں سے دستخط کروائیں اور خود بھی دستخط کریں۔

نماز چارٹ

جنوری

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

فروری

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

مارچ

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

نماز چارٹ

ایپریل

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

مئی

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

جون

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

نماز چارٹ

جولائی

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

اگست

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

ستمبر

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

نماز چارٹ

اکتوبر

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

نومبر

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

دسمبر

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

ماہانہ حاضری، غیر حاضری اور فیس چارٹ

مہینہ	کل ایام تعلیم	ایام حاضری	غیر حاضری	فیس	دستخط معلم	دستخط والدین
جنوری						
فروری						
مارچ						
اپریل						
مئی						
جون						
جولائی						
اگست						
ستمبر						
اکتوبر						
نومبر						
دسمبر						

دستخط ذمہ دار ____________